قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

تحقیق کہ آیا تمھارے پاس

خدا سے ایک نور (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک منور کتاب (یعنی قرآن)

قصیدہ بردہ میں اسی نور اور منور کتاب کے محاسن و فضائل و مناجات و عرض حال بہ بارگاہ رب العزت رحمۃ للعالمین بزبان عربی مرقوم ہیں جس کا لفظی ترجمہ اردو نظم میں محمد اسد اللہ حسین قادری نظامت پٹنہ با شرح مفصل و خواص ابیات مرتب کیا جو

موسوم بہ

وردۂ شمیمہ

قصیدہ بردہ

ھے
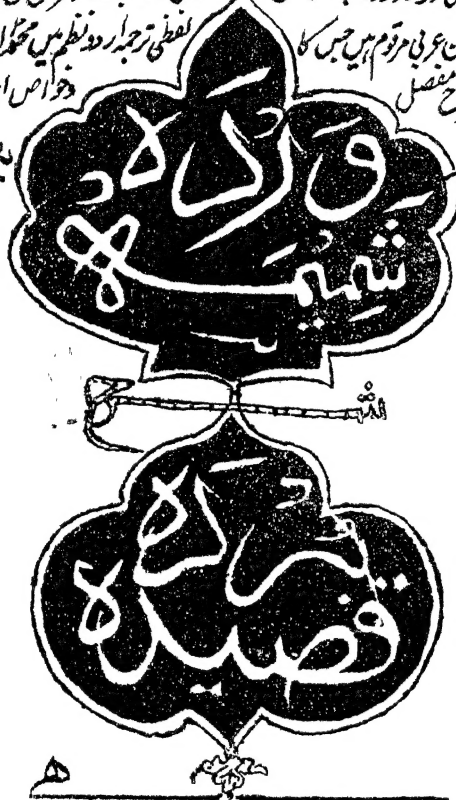
اس تالیف مدحت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بصدق عقیدت فاضل اجل عالم باعمل مولانا مولوی الحاج السید محمد بادشاہ الحسینی صاحب عم فیوضہم کے اسم گرامی کے ساتھ معنون کیا ہے

خاک پائے غوث الثقلین

محمد اسد اللہ حسین قادری

ماہ ربیع الاول

فہرست مضامین

تقریظ جناب مولانا مولوی حاجی محمد عبد القدیر صاحب صدیقی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیمۃ الوردہ شرح قصیدہ بردہ مولفہ مولوی محمد اسد اللہ حسین صاحب قادری کو مختلف مقامات سے دیکھا۔ ہر شعر کی شرح میں مؤلف نے امور ذیل کا لحاظ رکھا ہے

(۱) تقطیع

(۲) شعر کا شعر میں اردو ترجمہ۔

(۳) حل لغات و تفسیر الفاظ مفردہ۔ و ترکیب نحوی۔

(۴) ترجمہ صاف و واضح۔

(۵) حاصل جس میں انہوں نے شعر کے مطلب کی توضیح کی۔

جہانتک میں نے دیکھا اب تک اردو میں اس اصول پر کوئی شرح نہیں لکھی گئی میں امید کرتا ہوں کہ یہ شرح طلبہ علم کو بہت مفید ثابت ہوگی۔ خدا تعالےٰ مؤلف کو اجر جزیل اور کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے۔ ۱۲ جمادی الثانیہ ۱۳۴۵ھ

فقیر

محمد عبد القدیر

تقریظ جناب مولانا مولوی الحاج محمد بادشاہ الحسینی صاحب خلف الصدق مولوی سید محمد عمر صاحب قبلہ قدس سرہٗ

بسمہٖ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

برادر طریقی مولوی محمد اسداللہ حسین صاحب قادری کی مولفہ کتاب شمیمۂ بردہ شرح قصیدۂ بردہ کا فقیر نے مطالعہ کیا اس کتاب کی تالیف میں برادر موصوف نے نہایت جانفشانی و محنت صرف کی ہے۔ میری نظر سے اردو میں قصیدہ بردہ شریف کے اور بھی شروح گزرے لیکن میں نے ان سب میں اسکو بہتر پایا۔ عربی کے اشعار کا اردو شعر میں ترجمہ کرنا پھر اس خوبی سے عربی اشعار کا اردو ترجمہ صحیح اور بامحاورہ ہو۔ اور پھر کلام کی خوبی ہاتھ سے نہ جانے پائے سچ تو یہ ہے کہ یہ مولف ممدوح ہی کا حق تھا جس طرح اصل قصیدہ کو مقبولیت عام حاصل ہے خدا کرے کہ اس شرح کو بھی اس میں سے کافی حصہ ملے۔

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ المرقوم ۲۱ رجادی الثانی ۱۳۴۵ھ

الفقیر الی اللہ الغنی

السید محمد بادشاہ الحسینی

(دیباچہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

لائق حمد و ثنا خدائے لایزال اور اُس کا حبیب بے مثال ہیں۔ خدا کی تعریف اسی کے الفاظ میں بہترین ہوتی ہے۔ وہ اپنی شانِ کبریائی اسطرح بیان فرماتا ہے کہ (هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ) وہ ایسا خدا ہے جس نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجا۔ وہ رسول ایسا جو (نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ) خدا کا نور ہے اور اسی نور کی بدولت دین و دنیا منور و منیر ہوئے اور یہی نور (رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ) عالم کیلئے رحمت ثابت ہوا۔ پس ہر مومن کا فریضہ ہے کہ حسب فرمان خداوندی اس نعمت یعنی حضرت رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود نامعدود بھیجے۔ اور آپ کی صفات حمیدہ سے جنکا قرآن مجید ناطق ہے ہر وقت اکتساب فیض روحانی کرتا رہے اور آپ کی آل اطہار و اصحاب اخیار کی اتباع و محبت عین نور ایمان و واسطہ رضائے رحمٰن ہے۔

صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن

تشکر ظلِ سبحانی

اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتبہ اولی الامر کا ہے جس کی اطاعت عین خوشنودی خداوند تعالیٰ ہے ہمارے آقائے نامدار تاجدار دکن فخر الملوک والسلاطین سایۂ رحمت رب العالمین آفتاب مطلع جہانداری بدر لامع سماء معدلت گستری بحر کرم معدن همم دارا اقبال سکندر اجلال سلیمان شوکت آصف منزلت سلطان العلوم ظل سبحانی اعلیحضرت **نواب میر عثمان علیخاں بہادر** فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ سابع دکن خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ ہیں آپ کے عہد میمنت عہد کا برکات قلم بند کرنے کے لئے ایک علیحدہ مطول ومستقل کتاب کی ضرورت ہے اور آپ کی فیاضی کا آفتاب ہند ودکن سے تجاوز کر کے ممالک ایشیا ویورپ تک جلوہ افگن ہے یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ایسے پُر آشوب زمانے میں جبکہ مسلمانان ہند وعرب عراق وشام ومصر پر شدید مصائب آسمانی وسلطانی نازل ہو رہی ہیں ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی عالی ہمت وخسروانہ سیاست نے ہمکو آپکے سایہ ہمایونی میں مصئون ومامون رکھا ہے۔ اس نعمت بے بدل کے شکرانہ میں ہم نہایت خلوص دل کیساتھ۔ بہ دُعائے ترقی عمر واقبال شاہ وشاہزادگان وشاہزادیان فرخ فال شب وروز موظف ہیں ؎

قدش کہ سایہ ندارد طفیل اُو عُثمانْ ہزار شکر ترا سایۂ خدا کردند

تنظیم ترجمہ قصیدہ بردہ شریف

(۱)

حمد و صلوٰۃ و دعائے ترقی عمر و اقبال شاہ خجستہ صفات کے بعد خاکپائے غلامان حضرت غوث الثقلین محمد اسد اللہ حسین قادری ابن محمد صفدر حسین خانصاحب مرحوم و مغفور تلمیذ فضائل مآب کمالات انتساب مولنا مولوی محمد علیخاں قدس سرہٗ الرحمان متوطن شہر مدراس و مرید حضرت نخبۂ علماء زمانہ اسوۂ مشائخ یگانہ صاحب النفس الزکیہ والشمائل المرضیہ مولانا مولوی سید محمد بادشاہ الحسینی صاحب قادری و چشتی عم فیوضہم شیدایان رسول خدا کی خدمتمیں ملتمس ہے کہ

ایک عرصہ سے اس خاکسار کی تمنا تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نعت شریف میں قصیدہ لکھوں جو موجب رضای الٰہی و خوشنودی رسالت پناہی ہو اور آپ کے غلاموں میں شریک ہونے کا واسطہ ہو۔ مگر جب میں نے اپنی سیہ کاری و عدم لیاقت و ضعف فہم پر نظر ڈالی تو اپنی حیثیت کو پہچان گیا اور اپنے ارادہ سے اس لئے رک گیا کہ

حریفاں بادہا خوردند و رفتند ٭ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

گر میرے عزیز محترم مولوی محمد شمس الزمان خان صاحب قادری تحصیلدار
ہمیشہ یہ ترغیب و تحریص دلایا کرتے تھے کہ کم از کم مقبول و متبرک قصیدہ بردہ شریف
کا لفظی ترجمہ عام فہم اردو میں نظم کیا جائے کیونکہ جو دوسرے منظوم تراجم ہوئے ہیں
وہ باعتبار لفظی و معانی اصل سے مغائر ہیں بالآخر میرے دل میں خیال گذرا کہ حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فیض و کرم نہایت وسیع ہے۔ پس
اس خیال نے میری مایوسی کو اُمید واثق سے بدل دیا اور طمع دلائی کہ گو عاصی
ہوں لیکن آپ کا امتی ہوں اور آپ کے غلاموں میں داخل ہو سکتا ہوں۔ پس حسب
خواہش عزیز محترم توکل بخدا میں نے اس متبرک کام کو آغاز کیا اور کوشش اس امر کی
کی گئی کہ اصل قصیدۂ حمیدہ کے عربی الفاظ جو اردو میں مستعمل ہوں وہ بجنسہ اور جو عربی الفاظ
و محاورات کہ مستعملہ اردو نہوں ان کے برجستہ معانی و ار الفاظ ہی ایک خوش بحر اردو
میں موزوں کیے جائیں تاکہ قاریوں کو اس اردو قصیدہ کے پڑھنے سے اصل قصیدۂ
عربی کا لطف آئے اور شوق و ذوق زیادہ ہو اور کم و بیش وہی الفاظ زبان سے
نکلیں جو صاحب بردہ شریف نے عربی قصیدہ میں استعمال کئے ہیں۔

بحمد اللہ و بصدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی کوشش میں
کس حد تک کامیابی ہوئی ہے اس کا اندازہ بعد معائنہ ناظرین خوش آئین فرمائیں گے

ہیں پس ترجمہ منظوم مع حل ترکیب وضبط لغات وخلاصہ معانی وتاثیرات ابیات و طریقہ قرأت مرتب کرکے اس کتاب کا نام شمیم وردہ شرح قصیدہ بردہ رکھا گیا خدائے عزوجل سے قوی امید ہے کہ بارگاہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں درجہ قبولیت کو پہنچے گی حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

وجہ تنظیم وتسمیہ قصیدہ بُردہ شریف

شیخ الاسلام امام المومنین لسان العرب الشیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد بوصیری ناظم قصیدہ سے منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ مرض فالج میں مبتلا ہوئے نصف بدن بالکل معطل ہو گیا کوئی حس وحرکت باقی نہیں رہی ضعف و نحافت روز بروز بڑھتی رہی۔ اطبار حاذق معالجہ سے مایوس ہو گئے۔ پس انہوں نے حسب القار خداوندی بمدح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم قصیدہ کو ایک مضغیہ تنظیم کیا اور اس کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم میں عرض کرکے آپ کے حفظ وامان میں داخل ہو گئے۔

ایک شب عالم خواب میں خود کو یہ قصیدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضور نے نہایت احتظاظ کے ساتھ سماعت فرمایا۔

اثنار قرائت میں جب وہ بیت کَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ پر پہنچے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک شیخ بوصیری کے تمام جسم پر پھیرا۔ اور قصیدہ کے صلہ میں ایک خلعت بردیمانی عنایت فرمائی جو ہر دو جہاں میں وسیلۂ امن و آمان ہے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو خود کو صحیح و تندرست پایا مرض کا نام و نشان باقی نہ رہا اور آپ کے جسم پر چادر مبارک موجود تھی۔ بارگاہ خداوندی میں اس سرفرازی کا شکرانہ بجا لایا۔

اس کے بعد ایک بزرگ صالح حضرت بوصیری کے پاس تشریف لائے اور حسب تفصیل بالا اس خواب کا تذکرہ کر کے نقل قصیدہ کی اجازت چاہی شیخ بوصیری سخت متحیر ہوئے بالآخر نقل قصیدہ کی اجازت دی اس ولی بزرگ کے ذریعہ اس قصیدہ کی شہرت تمام ملک میں ہو گئی

جب کیفیت شیخ بہاو الدین وزیر ملک طاہر کو پہنچی تو انہوں نے حسن عقیدت کیساتھ سر و پا برہنہ شیخ بوصیری کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت شوق و ذوق کے ساتھ اس قصیدہ کو سنا اور نہایت احترام کے ساتھ اپنے سر پر رکھا اور اس کے ذریعہ برکت کے طالب ہوئے خداوند تعالیٰ نے ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

یہ قصیدہ بنام بردہ شہرت پانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ شرف الدین فارنالی کو ضعف بصارت کی شکایت ہوگئی تھی اور بینائی تقریباً زائل ہوگئی ایک شب خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اس وزیر سے قصیدہ بردہ لے کر اپنی آنکھوں پر ملے خداوند تعالیٰ بینائی واپس لطف فرمائیگا۔ پس شرف الدین فارنالی نے نہایت تعظیم و توقیر سے اس قصیدہ کو وزیر مذکور سے حاصل کرکے اس پر نظر ڈالی فی الفور دونوں آنکھیں حسب سابق روشن ہوگئیں اور وہ بینا ہوگئے پس اس قصیدہ کی شہرت بنام بردہ ہوگئی۔

برکات و تاثیرات قصیدۂ بردہ

اکثر علمائے محدثین و کاملین نے اس قصیدۂ متبرکہ کی شروح لکھی ہیں چنانچہ عزیزم مولوی محمد شمس الزماں خانصاحب قادری تحصیلدار کے جد امجد ابو المعالی مولوی محمد علیخاں صاحب مفتی ممالک اضلاع راجبندری نے فارسی میں فریدہ زبدہ شرح قصیدۂ بردہ۔ اور مولوی ارتضا علیخاں صاحب قاضی القضاۃ احاطۂ مدراس نے فارسی میں مراصد الرتصفیہ اور شیخ ابراہیم

باجوری رحمہ نے عربی میں شرح باجوری لکھی ہے۔ یہی شروح اس کتاب کے اصول ہیں۔ اور اس کی برکات کثیرہ وخصائص عظیمہ میں یہ بھی منسوب فرماتے ہیں کہ جس مکان میں یا جس مال ومتاع میں یہ قصیدہ رکھا رہے اس میں آگ نہ لگے گی اور چوری نہ ہوگی حل مشکلات وقضاء حاجات کے لئے نہایت نافع ہے اکثر ابیات کے فوائد وتاثیرات صفحہ (۲۱۳) پر مندرج ہیں اور طریق قراءت (۲۱۹ تا ۲۲۴) پر مرقوم ہے۔

خاکپائے غوث الثقلین رض

محمد اسد اللہ حسین قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصلِ اوّل ذکرِ عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱

فاعلن فعلن مستفعلن فعلن

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٖ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

آ گئے کیا یاد احبابِ جوارِ ذی سلم؟
اشکِ خون آلودہ آنکھوں سے جاری دمبدم

تفسیر - ہمزہ استفہامیہ ہے۔ ندائیہ کا بھی احتمال ہے۔ منادی محذوف یا نفس ہے "تَذَکُّر" = یاد کرنا۔ یاد آنا بدل یا بزبان یا بہر دو جِیْرَان (جمع جار) = ہمسایگان = نگہبانان = دوستان۔ تنوین عوضِ مضاف الیہ یعنی جیرانِ محبوب جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سَلَم = ایک خاردار درخت ہے جسکے پوست سے چرم کی دباغت کرتے ہیں = ببول۔ ذِی سَلَم[۲] = ایک موضع ہے مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ جہاں اہلِ بادیہ مقام کرتے ہیں۔ درخت سلم کثرت ہونیکی وجہ ذی سلم کے نام سے مشہور ہوا با کر بذی سلم بمعنی ظرفیت

فِیْ ذِی سلم مین مَزَجْتَ (از مزاج) ملایا تونے جَرٰی (از جریان) روان ہوا۔ مُقْلَۃٌ تمام کاسۂ چشم با سفیدی و سیاہی۔ تنوین عوض بمعنی مُقْلَتَکَ ۔ دَم (از کلمات محذوفۃ الاعجاز) دراصل دمٰی تھا۔

ترجمہ۔ کیا تونے ہمسایگان ذی سلم کی یاد مین آنسو کو جو تیرے کاسۂ چشم سے جاری ہے، خون سے آمیز کرلیا ہے؟

حاصل۔ یہہ حُسن تفاول ہے کہ اس قصیدہ کے آغاز مین ایسے کلمات آئے ہین جن کا تلفظ اٰمِنْتَ ہوکر ایک جملہ بنجاتا ہے جس کی معنی یہ ہوتی ہے کہ (امن پایا تونے) اور اس قصیدہ کا اختتام بھی ایسے شعر پر ہوا ہے جس مین کلمات طَرَبٌ عیشٌ و نعم واقع ہوئے ہین۔ پس یہہ قصیدہ حسنِ عقیدت سے پڑھنے والے کو بشارت دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ دین و دنیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امن و امان مین رہے گا اور دنیا و آخرت بعیش و عشرت گزارے گا۔

ناظم قصیدہ بصنعت تجرید اپنے نفس کو مخاطب کرکے سوال کر رہے ہین کہ اس قدر بیقراری و اشکباری کی وجہ کیا ہے۔ آیا ہمسایگان ذی سلم یاد آرہے ہین یا اس کی کوئی اور وجہ ہے جس کا تذکرہ شعر مابعد مین کیا گیا ہے۔ اس موقع پر بعض شارحین بحث کرتے ہین کہ

سوال اول جبکہ اس قصیدہ سے مدح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود ہے تو

اس کا آغاز عشق جان گداز سے کیون کیا گیا۔ ؟

جواب - عادت مروجہ یہ ہے کہ مریض پیش طبیب اوّلاً اپنے مرض کی کیفیت بیان کرتا ہے اور اُسکے بعد کلام دیگر پیش کرتا ہے۔ چونکہ خواجۂ انام علیہ الصّلوٰتُ وَالسّلام طبیب جسمانی و رُوحانی ہین اس لئے ناظم خود کو مخاطب کرکے اپنے مرض عشق کو کنائیۃً عرض کرتے ہین۔

سوالِ دُوم - باوجود کثرت حالات و واردات عشق خصوصیت کے ساتھ اشکِ چشم کا ذکر کیون کیا گیا ؟

جواب - بحالت تلطخ و تدنس محبوب کا نام پاک زبان پر لانا یا آپ کے جمالِ جان و جہان آرا پر نظر ڈالنا طریقۂ ادب و حفظ مراتب سے بعید ہے اس لئے ناظم اوّلاً خود کو آب چشم سے پاک کرتے ہین تاکہ شائستہ خدمت مدحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوجائین۔

سوالِ سُوم - ذی سلم کے عوض مدینہ منورہ کا نام کیون نہین لیا گیا۔ ؟

جواب - بعوض صراحت کے کنائیۃً سے کلام کرنا کمال بلاغت و ادب مین داخل ہے کیون کہ بزرگون کو حضرت و جناب سے خطاب و تعبیر کرتے ہین۔ اور اُن کا صحیح نام زبان پر نہین لاتے ہین۔

نوٹ:- جاننا چاہیئے کہ خطاب کیلئے دو وجود کی ضرورت ہے۔ یہ صنعت تجرید ہے کہ ناظم اپنے نفس کو خطاب کرتے ہیں۔

(۲)

مفعولن فاعلن مستفعلن فعلن		مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	اَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ	
	وَاَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ اِضَمِ	

یا شب تاریک میں چمکی ہے بجلی بر اِضَم؟	یا ریاضِ کاظمہ کی سمت سے آئی نسیم؟

تفسیرہ - اَمْ حرف تردید ہے۔ اس کا ماقبل و مابعد کبھی مجتمع ہوتے ہیں کبھی منفصل۔ مگر یہاں مجتمع ہیں۔

هَبَّتْ (ہبوب) = ہوا چلی۔ ریح مفرد منکر ہونے کی صورت میں بمعنی باد عذاب استعمال ہوتا ہے۔ بصیغہ جمع یا مفرد معرفہ کی صورت میں بمعنی باد رحمت مستعمل ہوتا ہے۔ ہبوبِ ریح خوشبو کے پھیلنے کو بھی کہتے ہیں۔ تِلْقَاءِ = جانب کَاظِمَۃ نام مدینہ منورہ ہے یا مدینہ طیبہ میں ایک موضع کا نام ہے یا بادیہ ہے قریب بصرہ کے اَوْمَضَ (از ایماض) = آہستہ کوندی بجلی۔ بعد ایماض ذکر برق تجرید ہے کہ ایماض کی معنی سے برق کو خالی کر کے بعد میں برق لایا گیا ہے واو عطف وَاَوْمَضَ میں برائے تردید ہے۔ جو بمعنی اَمْ = ایک ہے۔ ظَلْمَا = شب تاریک اِضَم نام کوہ جو مدینہ طیبہ سے جانب شام بمسافت ایک منزل واقع ہے۔

ترجمہ - یا سمت کاظمہ سے باد شمیم چلی یا شب تاریک میں کوہ اِضَم سے بجلی چمک گئی؟

حاصلہ - ناظم قصیدہ بصنعت تجرید اپنے نفس کو مخاطب کر کے دریافت کر رہے ہیں کہ

آخراس قدر گریہ وزاری کی وجہ کیا ہے (۱) آیا ہمسایہ گانِ ذی سلم یاد آگئے ہیں (۲) یا سمتِ کاظمہ سے جو مسکنِ محبّاں ہے اپنے دوست کی بُوے جاں فزا تیرے دماغ میں پہنچ گئی ہے (۳) یا تاریکیٔ شبِ فراق میں کوہِ اضم کی جانب سے جو منزلِ محباں ہے جمالِ آں محبوب تیرے دیدۂ اشکبار میں جلوہ افگن ہوا ہے۔ جو اس قدر اشکِ خونیں جاری ہیں۔ اور اس قدر اضطراب وبیقراری واردِ حال ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ :۔

۳

فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اکْفُفَا هَمَتَا

وَمَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَهِمِ

نہیں کہتا ہوں تو روتی ہیں آنکھیں زار زار

اور دل سے غم نہ کہا کہتا ہوں تو کہتا ہے غم

تفسیر ۵ - فا برائے استیناف ہے یا جزائیہ - جملہ فما لعینیک (کیا ہوا تیری دو آنکھوں کو) جواب ہے شرط کا جو محذوف ہے یعنی ان انکرت مما نسبناک الیه یعنی اگر تو اُس سے انکار کرے جس کی طرف ہم تجھ کو منسوب کرتے ہیں تو پھر کیا ہوا تیری آنکھوں کو - اسیطرح وما لقلبک ہے عین چشم اسکا تثنیہ عینین ہے اضافت ہوے ضمیر کاف ہونے کی وجہ ن گر گیا۔ قُلتُ وقُلتَ دونوں جائز ہیں۔ اُکفُفا تثنیہ امر (کف = باز رہنا) هَمَتَا (از همی وهمیان = اُوپر سے پانی یا اشک بہانا) تثنیہ ماضی غائب ناقص یائی

مؤنث۔ اِسْتَفِقْ (از اِسْتِفَاقَہ = ہوشیار ہونا) یَہِمِ (از ہیم دہیمان = عشق میں حیران وشیفتہ ہونا)

ترجمہ۔ پس کیا ہوا تیری دونوں آنکھوں کو اگر میں کہوں کہ گریہ وزاری سے باز آ تو وہ اور زیادہ تر اشکباری کرتی ہیں اور کیا ہوا تیرے دل کو اگر میں کہوں کہ ہوشیار ہو جا تو اور زیادہ تر آشفتہ ہو جاتا ہے۔

حاصل۔ سائل اپنے نفس سے دریافت کر رہا ہے کہ اس قدر اشکباری و بے قراری کے اسباب اگر وہ نہیں ہیں جن کا ذکر شعر دوم میں کیا گیا ہے تو آخر تیری آنکھوں پر کیا آفت آگئی ہے کہ گریہ وزاری نہیں تھمتی ہے۔ اور تیرے دل پر کیا صدمہ ہوا ہے کہ کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا ہے۔ بہر حال یہ سب آثار عشق ہیں۔

(۴)

مفعولن فعلن مستفعلن فعلن	اَيَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَمُضْطَرِمٖ	

کیا سمجھتا ہے یہ عاشق عشق بھی چھپ جائیگا؟	جسکو ظاہر کر رہے ہیں سوزِ دل و چشمِ نم

تفسیر۔ يَحْسَبُ (از حسبان = گمان کرنا) صَبٌّ = عاشق مُنْسَجِم (از انسجام = اشک کا جاری ہونا) یہ صفت ہے موصوف عین کی جو محذوف یعنی عَيْنٍ مُّنْسَجِمٍ۔ مُضْطَرِمٖ (از اضطرام = آگ کا روشن ہونا)

اس کا موصوف قلب محذوف ہے۔ مِنْہُ کی ضمیر راجع ہے بسوئے صَبّ۔

ترجمہ۔ کیا عاشقِ زار یہ خیال کرتا ہے کہ اُس کا عشق (جان فرسا و جگر خوار) درمیان چشم خوں ریز و دل شعلہ انگیز پوشیدہ رہ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

حاصلہ۔ باوجود ان استفسارات کے عاشق (مخاطب خود) کوئی جواب نہیں دیتا ہے تو سائل مثلِ ناصحِ مُشفق کہتا ہے کہ اس قدر اشکباری چشم و اضطرابِ قلب کا باعث ضرور عشق و محبت ہی ہے۔ اگر عشق و محبت نہیں ہے تو:—
(جیسا کہ شعر ما بعد میں کہتا ہے)

۵

لَوْلَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰى طَلَلٍ	وَلَا اَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ
گر نہ ہوتا عشق بوسیدہ نشاں پر روتا نہ تو	مضطرب کرتا نہ ذکرِ بانؔ اور ذکرِ علمؔ

تفسیرہ۔ هَوٰی: عشق و آرزوئے نفس خواہ خیر کی ہو یا شر کی یہاں خیر میں استعمال ہوا ہے بقرینۂ لامِ عہد۔ تُرِقْ (اراقۃ = پانی وغیرہ کا بہانا) مضارع مذکر حاضر۔ طَلَلْ کھنڈر۔ ویران شدہ مکانات کا نشان۔ اَرِقْتَ (از اَرِقَ = بیداری) بَانْ۔ ایک درخت ہے جس سے محبوب کے قد رعنا کی تشبیہہ دیجاتی ہے اسکے بیج کا روغن نکالا جاتا جو نہایت نافع و خوش بودار ہوتا ہے۔ عَلَم = کوہ۔ یہاں مراد کوہ اِضم بقرینۂ لامِ عہد

ترجمہ - اگر (اسیرِ پنجہ عشق نہ ہوتا تو ویرانوں پر (اپنے محبوب کا نشانہ سمجھ کر) اشکِ (حسرت) نہ ٹپکاتا - اور درختِ بان (جو قدِ رعنا محبوب کے مشابہ ہے) اور کوہِ اضم (جو ایک وقت قدمگاہ دلدار دلستان تھا) کی یاد میں شب بیداریاں نہ کرتا -

حاصل - جب عشق و محبت کے جمیع آثار قطعی طور سے ثابت ہو چکے ہیں تو پھر اس کا اخفا کیونکر ہو سکتا ہے جس کا تذکرہ اگلے شعر میں کیا جاتا ہے -

(٦)

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

عشق سے انکار کر سکتا ہے تو پھر کسطرح
جبکہ دو سچے گواہ ہیں اشک و آثارِ سقم

تفسیر - فا جزائیہ ہے شرط محذوف ہے یعنی اذا کان الامر کما ذکرنا فکیف - کیف اسم مبہم موضوع برائے استفہام ہے مگر یہاں استفہام برائے انکار بطریق تعجب ہے - تُنْکِرُ (از انکار) حُبًّا = دوستی شَهِدَتْ (از شہادت) بِهٖ اس کی ضمیر راجع بسوئے حب ہے عُدُوْل (جمع عدل - نیک گواہ جو کذب دیگر مناہی سے احتراز کرے -) فاعل ہے شَهِدَتْ کا - اور مضاف ہے باضافۃ بیانیہ بطرف دمع و سقم - دمع = اشک سَقَم = بیماری -

ترجمہ - اب تو عشق و محبت سے کس طرح انکار کریگا درحالیکہ اس پر دو گواہ عادل یعنی

اشک چشم و بیماری جسم گواہی دے رہے ہیں (کہ تو اسیر پنجۂ عشق ہے)

(۷)

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّیْ عَبْرَۃٍ وَّضْنًی	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰی خَدَّیْكَ وَالْعَنَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

عشق ثابت کر چکا ہے خطِ اشک لاغری	زرد گل کی طرح رخسار پہ مانندِ عنم

تفسیرہ - وَ - عاطفہ ہے۔ جملہ بعد معطوف ہے شَھِدَتْ پر اَثْبَتَ (از اثبات - ثابت کرنا) وَجد = اندوہ - اصطلاح صوفیہ میں عاشق معشوق کی صورت کو اپنے نفس میں خیال کرنے کو کہتے ہیں جب یہ صفت عاشق پر غالب ہو جاتی ہے تو اس کو اس قدر شوق و ذوق حاصل ہوتا ہے کہ اس کی عقل مغلوب و مسلوب ہو کر اس پر سکر و بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ خَطَّیْ - تثنیہ ہے خط کا - نون بسبب اضافت طرف عَبْرَۃ کے ساقط ہو گیا۔ مضاف بامضاف الیہ مفعول ہے اَثْبَتَ کا عَبْرَۃ = اشک بہانا ضَنًی = لاغری بَھَار زرد پھول از قسم بابونہ خوشبودار ہوتا ہے۔ گاؤ چشم بھی کہتے ہیں خَدّ = رخسار عَنَم = درخت گلنار۔

ترجمہ - اور عشق نے تیرے دونوں رخساروں پر دو خط ایک اشک کا مانند گل سرخ عنم اور دوسرا لاغری کا مانند گل زرد بہار کھینچ دیئے ہیں۔

حاصلہ - اب عشق سے انکار کا محل نہیں ہے اس شعر میں صنعت لف و نشر غیر مرتب ہے کہ زرد گل بہار متعلق لضنًی اور سرخی گل عنم متعلق بہ عبرۃ ہے۔

جب ناظم علیہ الرحمۃ نے اپنے نفسِ منکر پر دعوی عشق کو دو گواہ عادل کی شہادت اور جمیع علاماتِ عشق سے ثابت کر دیا تو عاشق ناچار اپنے عشق کا اعتراف اشعار ذیل میں کرتا ہے:۔

(۸)

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِىْ
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

شب خیالِ یار نے بیدار رکھا ہے مجھے
لذتوں کو کر دیا ہے عشق نے درد و الم

تفسیر۔ نَعَمْ کلمہ ایجاب و تصدیق بمعنی ہاں سَرٰی ماضی (از سریان = داخل ہونا۔ از سُریٰ رات میں چلنا۔ طیف = خیال جو خواب میں آتا ہے۔ اَهْوٰی واحد متکلم مضارع (از ھوی = دوست رکھنا) ضمیر مفعول کا محذوف ہے۔ اَرَّقَ۔ واحد مذکر غائب ماضی۔ بیدار کیا۔ حُبّ = دوستی۔ یَعْتَرِضُ۔ حائل یا مانع ہوتا ہے۔ لَذَّات۔ جمع لذت اَلَم = درد۔

ترجمہ۔ ہاں جس کو میں دوست رکھتا ہوں اس کا خیال شب میں آیا اور مجھے بیخواب کر دیا اور عشق و محبت نے لذتوں کو رنج و الم سے بدل دیا۔"

٩

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	يَا لَائِمِي فِي الْهَوَى الْعُذْرِيِّ مَعْذِرَةً	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	مِنِّي إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ	

عشق میں لے ملامت گر! مجھے معذور رکھ	تجھ میں کچھ انصاف ہوتا تو نہ کرتا یہ ستم

تفسیر - لَائِمُ اسم فاعل (از لوم = ملامت کرنا) هَوَى : عشق عُذْرِی منسوب بہ بنی عذرہ یا منسوب بسوئے عُذْر بمعنی معذوری یعنی عشق جو معذرت پذیر ہے - اور میں اس میں معذور ہوں بوجہ سلب اختیار - مَعْذِرَةً = معذور رکھنا عذر خواہی کرنا منصوب بمصدر - اور اُس کا فعل محذوف ہے أَعْتَذِرُكَ مَعْذِرَةً یا منصوب بر بنائے مفعول یعنی اِقْبَلْ مَعْذِرَةً - اَنْصَفْتَ - واحد مذکر حاضر ماضی از (انصاف) تَلُمِ واحد مذکر مخاطب مضارع (از لوم = ملامت کرنا)

ترجمہ - اے مجھے ملامت کرنے والے عشق میں بنی عذرہ کے (یعنی بنی عذرہ کا عشق معذرت پذیری) تیرے سامنے عذر پیش کرتا ہوں اگر تجھ میں انصاف ہوتا تو ہرگز مجھے ملامت نہ کرتا۔

حاصل - بنی عذرہ یمن میں ایک قبیلہ ہے جو حسن و خوبی و رقت قلب و غلبہ عشق میں مشہور آفاق ہے۔ عشق واردات قلبی میں سے ہے۔ جو عشق بنی عذرہ کی طرح عشق و محبت میں بیقرار اور مسلوب الاختیار ہو گیا ہو اُس کو ملامت کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں۔

(۱۰)

عَدَتْكَ حَالِيَ وَلَا سِرِّيْ بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِيْ بِمُنْحَسِمِ

تجھ سے گذری مری حالت راز دشمن پر کھلا
درد میرا جا نہیں سکتا کبھی ہوگا نہ کم

تفسیر۔ عَدَتْ واحد مؤنث غائب ماضی (از عدو = تجاوز کرنا) حَالْ صفت مشبہ مؤنث سماعی ہے مضاف سوئے یائے متکلم ہے اصطلاح صوفیہ میں اس حالت کو کہتے ہیں جو بغیر اختیار قبض و بسط کے عاشق زار کے دل پر وارد ہوتی ہے سِرٌّ = راز مُسْتَتِرٌ (از استتار = پوشیدہ ہونا) اسم فاعل وُشَاۃٌ جمع واشی سخن چین نمام وَشْیٌ وَشَایَۃٌ مُنْحَسِمٌ اسم فاعل (از انحسام = کٹ جانا)

ترجمہ۔ میری حالت تجھ سے بھی تجاوز کرکے اور لوگوں تک پہنچ گئی۔ اور میرا راز غمازوں سے پوشیدہ نہیں رہا اور میرا درد انقطاع پذیر نہیں ہے۔

حاصلہ۔ غمازوں سے مراد اشک خونیں و آہ آتشیں و زردیٔ تن و نحافت بدن ہے جو احوال باطن پر دلالت کرتے ہیں۔ عاشق کہتا ہے کہ اے ناصح میرا حال تجھ پر فاش ہو چکا اور میرا راز بھی پوشیدہ نہیں رہا اور میرا درد منقطع نہیں ہو سکتا پھر دیدہ و دانستہ اسطرح مجھے ملامت کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

۱۱

مَحَضْتَنِی النُّصْحَ لٰکِنْ لَسْتُ اَسْمَعُہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمِ

(مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن)

تونے گو اچھی نصیحت کی نصیحت گر اگر — اسلئے کہ عاشق ہیں بہرے، سن نہیں سکتے ہیں ہم

تفسیر۔ مَحَضْتَ ماضی مذکر واحد (از مَحض خالص کرنا) نُصْح نصیحت کرنا نیکی چاہنا مفعول ہے مَحَضْتَنِی کا لَسْتُ واحد متکلم از لَیْسَ افعال ناقصہ سے ہے اَسْمَعُ واحد متکلم (از سمع = سننا قبول کرنا) اسکے آخر کی ضمیر راجع بطرف نُصح۔ عُذَّال جمع عاذل = ملامت کرنیوالا۔ صَمَم بہرا پن

ترجمہ۔ (اے ناصح) تونے مجھے بغرضانہ خالص نصیحت کی مگر میں تیری نصیحت کو (سمع قبول) نہیں سنتا کیونکہ عاشق ملامت گروں کی نصیحت سے بہرے ہوتے ہیں۔

۱۲

اِنِّیْ اتَّہَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلِیْ
وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ عَنِ التُّہَمِ

(مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن)

کی بڑھاپے کی نصیحت میں نے جھٹلایا اسے — گو نصیحت میں بڑھاپا ہے مبرا از تہم

تفسیر۔ اِتَّہَمْتُ (از اتہام تہمت لگانا) نَصِیْح صفت مشبہ بمعنی فاعل = نصیحت کرنے والا۔ شَیْب = پیری۔ اضافت نصیح سوے شیب اضافت بیانی ہے۔ عَذْل = ملامت کرنا۔ یہاں وزن شعر کے لئے عَذَل پڑھا جاتا ہے۔ نُصْح = نصیحت کرنا۔ تُہَم جمع تہمت۔

ترجمہ۔ میں نے پیری کی نصیحت کو جھوٹ سمجھا اور (ناصح پیری کو) متہم کیا حالانکہ پیری نصیحت میں تہمتوں سے بہت دور ہے۔

حاصلہ۔ بڑھاپا آیا اور موت کی خبر دی۔ اگرچیکہ وہ اپنی خبر دہی میں صادق تھا لیکن میں نے اُس کو جھوٹ سے متہم کیا ہے تو اے ملامت گر اب تیری نصیحت ہی کیا ہے جو میں اپنے دردِ عشق سے باز آؤں۔

فصلِ دوم امتناع خواہشاتِ نفسانی

۱۳

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ

مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيْرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

نفسِ امّارہ نے میرے جہل سے مانا نہیں ... گرچہ پیری کی نصیحت تھی نہایت مستقیم

تفسیر۔ فاء برائے تعلیل ہے اَمَّارَہ وہ نفس ہے جو بُرے کام کی طرف رہبری کرے۔ اگر نفس عالم علوی کی طرف میلان کرے اور نیک کاموں کی طرف رہبری کرے اور عبادات واتباع احکام شریعت میں لذت پاوے اُس کو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہیں اگر نفس کبھی عالم سفلی کی طرف متوجہ ہو اور شہوت وغضب اُس کو دبا ہو۔ اور کبھی عالم علوی کی جانب مائل ہو شہوت وغضب سے نفرت کرکے اور خود کو ملامت کرے تو اُسکو نفس سبعی و نفس لوامہ کہتے ہیں اگر نفس عالم سفلی کی طرف مائل ہو شہوات نفسانی وانتقام وکینہ و

نفس میں لذت پاوے اور روح کو بدی کا حکم دے تو اُس کو نفس بہیمی و امّارہ کہتے ہیں۔ سُوْء = بدی

اِتَّعَظَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از اتعاظ نصیحت قبول کرنا) اسکی ضمیر راجع بسوے امارۃ ہے۔ جھلھا کی ضمیر راجع بسوے امارۃ ہے

نَذِیْر = ڈرانیوالا۔ شَیْب = موے سفید و سفیدی۔ هَرَم = پیری۔ هَرِم = بہت بوڑھا۔

ترجمہ - میرے نفسِ امّارہ نے (جو مائل بہ بدی ہے) ڈرانے والے موئے سفید و پیری کی نصیحت کو نادانی سے قبول نہیں کیا۔

حاصلہ - ناصح پیری بزبانِ حال پیامِ موت دے رہا ہے اور اُس کی نصیحت بے غرضانہ ہے باوجود اسکے نفس امّارہ بُرے کاموں کو چھوڑ کر نیک اعمال اختیار نہیں کرسکا جو اُس کی جہالت پر دال ہے اور ناصح پیری ایک اٹل مہمان ہے جیسا کہ:-

۱۴

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَلَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِیْلِ قِرٰی	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	ضَیْفٍ اَلَمَّ بِرَاسِیْ غَیْرَ مُحْتَشِمِ	

اسکی مہمانی نہ کی کچھ نیک کاموں سے	آئی ہے مہمان پیری سر پہ غیر محتشم

تفسیر - واوٴ عاطف۔ ما اتعظت پر ہے۔ اَعَدَّتْ واحد مونث غائب ماضی (از اعداد = مہیا و آمادہ کرنا) ضمیر فاعل راجع بسوے نفس امارہ۔ جَمِیْل = خوبی۔ قِرٰی = میزبانی۔ ضَیْف = مہمان۔

اَلَمَّ ۔ ماضی معروف (از اِلام = اترنا) اس کی ضمیر فاعل راجع بطرف ضَیف ہے ۔ بِاَ = پر ۔ رَاس = سر

مُحْتَشِمِ اسم مفعول (از احتشام = حشمت دنیا یا عزت رکھنا ۔)

ترجمہ ۔ میرے نفس امّارہ نے برائے مہمان (یعنی پیری) جو میرے سر پر آن پہنچا ہے نیک عمل سے مہمانی کا سامان مہیا نہ کیا ۔ حالانکہ یہ مہمان اٹل ہے ۔

حاصلہ ۔ مہمان سے مراد موئے سفید ہے جو علامت پیری ہے ۔ یہ ایسا مہمان ہے جو ٹلنے والا نہیں اور پیام موت دینے والا ہے مگر نفس امّارہ نے بدنہی وناعاقبت اندیشی سے وقت کی قدر نہ کی ۔ پیری میں بھی نخوت و غرور وارتکاب فسق و فجور سے ممتنع ہو کر خیر وسعادت و توبہ اختیار نہیں کی جو لوازمات مہمان پیری کا ہیں ۔

۱۵

لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُہٗ
کَتَمْتُ سِرًّا بَدَالِیْ مِنْہُ بِالْکَتَمِ

اس کو بے توقیر جو میں نے کیا گر جانتا	توسیہ کرتا سپیدی سر کی از رنگِ کتم

تفسیرہ ۔ لَو حرف شرط کُنْتُ واحد متکلم ماضی معروف از کون وکینونۃ افعال ناقصہ میں سے ہے

اَعْلَمُ واحد متکلم مضارع معروف (از علم = جاننا) اُوَقِّرُہٗ واحد متکلم مضارع معروف (از توقیر = توقیر

وتعظیم کرنا) ضمیر متصل راجع بسوئے نَیْف۔ کَتَمْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از کتمان = یعنی پوشیدہ کرنا۔ سِرّ = راز بَدَا واحد مذکر غائب ماضی معروف (از بُدُوٌّ = ظاہر ہونا) ضمیر فاعل راجع بسوئے سِرّ۔ کَتَمْتُ اور بَدَا میں صنعت مطابقت ہے۔ کَتَم = ایک قسم کا گھاس ہے جس سے خضاب کرتے ہیں۔ کتم بمعنی چھپانا۔ یہ گھاس بھی بالوں کی سفیدی کو چھپاتا ہے۔

ترجمہ - اگر میں جانتا کہ اس مہمان (پیری) کی تعظیم و توقیر مجھ سے نہیں ہو سکتی تو میں راز (سفیدی) کو جو ظاہر ہو چکا ہے خضاب کتم سے چھپا دیتا۔

حاصل - جب پیری میں مجھ سے اعمال حسنہ سرزد نہیں ہو سکتے ہیں تو لازم تھا کہ میں سفید بالوں کو خضاب سے سیاہ کر دیتا تاکہ لوگوں کو مجھ پر طعن اور بے وقعت کرنے کا موقع نہ ملے مگر نفس سرکش باوجود پیری کے اعمال حسنہ کی طرف مائل نہیں ہو رہا تو ناظم قصیدہ مایوس و حیران ہو کر شعر مابعد میں استعاذہ و استعانت کرتے ہیں:-

(۱۶)

مَنْ لِیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غَوَایَتِهَا	كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ
کون ہے جو نفس سرکش کو مرے اب پھیر دے	جیسے گھوڑی روکی جاتی ہے لگاموں سے بہم

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن — مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

لغت - مَنْ استفہامیہ = کون ہے۔ رَدّ = پلٹانا۔ روکنا۔ جِمَاح = گھوڑے کا سرکشی کرنا۔

غَوَایَۃ = گمراہی ضد ہدایت۔ ھا ضمیر عائد بطرف امارہ۔ یُرَدُّ واحد مذکر غائب مضارع مجہول (از رد = پلٹانا) خَیل اسم جنس گھوڑے لُجُم جمع لجام۔

ترجمہ۔ اب ایسا کون ہے جو میرے نفس سرکش کی گمراہی کو روکے جس طرح گھوڑوں کی سرکشی لگاموں سے روکی جاتی ہے۔

حاصلہ۔ معصیتِ نفس کے علاج سے مایوس ہو کر ناظم قصیدہ خیال کرتے ہیں کہ نفس کو علیٰ حالہ چھوڑ دیا جائے۔ جب وہ معصیت سے سیر ہو جائے تو خود بخود جلب حسنات و خیرات کی طرف مائل ہوگا تو غیب سے ہدایت ہوتی ہے کہ دفع معصیت کا یہ علاج نہیں ہے۔ بلکہ خواہشات و آرزوں کو دور کرنا ہے جیسا کہ شعر مابعد میں بیان کیا گیا ہے:۔

۱۷

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا
اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

ڈھونڈنا ہرگز نہ عصیاں سے تو کسر نفس کو
ہے یقیناً پرخواری باعثِ حرص شکم

تفسیر۔ فا استینافیہ ہے۔ لَا تَرُمْ نہی حاضر معروف (از روم = ڈھونڈھنا) مَعَاصِی جمع معصیت = گناہ کَسْر توڑنا۔ شَهْوَة = خواہش طعام = کھانا۔ يُقَوِّیْ واحد مذکر غائب مضارع معروف

(از تقویت = توانا کرنا) شَھْوَۃ = خواہش ۔ بھوک ۔ بلحاظ لفظ شہوت ہر دو مصرعوں میں صنعت تجنیس مماثل ہے نَہِم ۔ بہت کہانے والا آدمی ۔ نَہَم = سچی بھوک ہونا ۔

ترجمہ ۔ نفس کی خواہشات کو نافرمانیِ خدا میں توڑنیکی کوشش نہ کر کیونکہ کہانا بسیار خوار کی اشتہا کو اور قوی کرتا ہے ۔

حاصلہ ۔ دفع معصیت کا یہ علاج نہیں ہے کہ نفس کو ارتکاب معصیت میں مطلق العنان چھوڑ دیا جائے تاکہ معصیت سے سیری ہو جانیکے بعد خود بخود معصیت کو ترک کرکے اعمال حسنہ اختیار کریگا ۔ بلکہ اس کو خواہشات نفس سے روکنا چاہیئے کیوں کہ معصیت نفس کی مرغوب غذا ہے اور انہماک معصیت سے نفس اور قوی ہو جاتا ہے جیسا کہ بسیار خوار کی حرص کہانے سے اور زیادہ ہو جاتی ہے ۔

۱۸

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَالنَّفْسُ کَالطِّفْلِ اِنْ تُھْمِلْہُ شَبَّ عَلٰی	
مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْہُ یَنْفَطِمِ	

نفس بچہ ہے پلاؤ تو پیتا ہے دودھ	چھوڑ دیگا دودھ جب تک چھڑائینگے ہم

تفسیر ۔ واو عاطفہ ہے جملۂ ان الطعام پر ۔ النفس سے مراد نفس امارہ طفل بچہ اس کی حد ولادت سے بلوغ تک ہے تُھْمِلْ مضارع حاضر (از اہمال = چھوڑ دینا اپنی حالت پر) ۔

شَبَّ واحد مذکر غائب ماضی (از شباب: جوان ہونا) حُبّ دوست رکھنا رِضَاع دودھ پینا۔
تَفْطِمْہُ واحد مضارع حاضر (از فطم و فِطام دودھ چھڑانا بچہ کا) یَنْفَطِمْ (از انفطام: دودھ پینے سے باز رہنا) ضمیر فاعل راجع بسوئے طفل۔ طفل کے بعد الفاظ رضاع و فطام جو لائے گئے ہیں اُس کو صنعت تناسب و توفیق کہتے ہیں۔

ترجمہ نفس مثل طفل (شیرخوار) ہے اگر اُس کو دودھ پلاتے جاؤگے تو وہ دودھ کی محبت میں جوانی تک شیرخوارگی کا عادی رہیگا۔ اگر اُس کا دودھ چھڑا دوگے تو وہ چھوڑ دے گا۔

حاصلہ نفس کو بچہ کے ساتھ تشبیہہ دینے سے غرض یہ ہے کہ اگرچہ نفس اپنی خلقت کے اعتبار سے سرکش ہے لیکن بچوں کی طرح تعلیم کی صلاحیت بھی رکھتا ہے پس اس کا خیال اچھے کاموں کی طرف لگایا جائے کیوں کہ جس کسب کا عادی ہوجائیگا اُس سے روکنا سخت دشوار ہے۔

(۱۹)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهُ اِنَّ الْهَوٰى مَا تَوَلّٰى يُصْمِ اَوْ يَصِمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

کرندے یہ تجھ کو ہالک عیب لا کم سے کم		خواہشوں کو دور کر اور نفس کا تابع نہ ہو

تفسیر۔ فا برائے تفریع ہے اِصْرِفْ امر (از صرف ۔ پھیر دینا) هَوٰی: خواہش ھا ضمیر راجع بسوئے نفس حَاذِرْ امر (از محاذرہ ۔ ڈرنا) تُوَلِّیَ واحد مذکر حاضر مضارع (از تولیہ ۔ کسی کے ذمہ خدمت کر دینا یا حاکم بنانا) تَوَلّٰی واحد مذکر غائب ماضی (از تولّی از باب تفعّل ۔ کسی کام کا والی ہونا) یُصْمِ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از اصماء شکار کو اپنے روبرو مارنا تاکہ وہ ہلنے نہ پائے) ضمیر فاعل راجع بطرف هَوٰی دراصل یُصْمِی تھا جواب شرط ہونیکی وجہ یا علامت جزم گر گیا۔ یَصِمِ واحد مذکر غائب مضارع معروف ماضی وَصَمَ (از وصم = عیب دار کرنا۔

ترجمہ۔ (اگر تو اصلاح نفس چاہتا ہے تو) پس اُس کی آرزوؤں کو روک اور ڈر اس سے کہ تو اُس کو (اپنے پر) حاکم نہ بنا دے کیونکہ نفس جس شخص پر حاکم ہو جاتا ہے اُس کو مار ڈالتا ہے یا مجروح و معیوب کر دیتا ہے۔

حاصل۔ خواہشات نفس کے منجملہ بعض گناہان کبیرہ ہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور بعض گناہان صغیرہ ہیں جو عیب ناک کر دیتے ہیں۔

۲۰

مفاعلن فعلن مستفعلن فعلن	وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	وَإِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى فَلَا تُسِمِ	

جب مزا پاوے عمل میں کر تو اسکی حرص کم	اس کو آگاہ عمل میں سے پہ کھ ہر دم نگاہ

تفسیر۔ وَاوْ عاطفہ عطف بر فَاصْرِفْ ہے۔ رَاعِ واحد امر حاضر معروف (از مراعات = نگاہ رکھنا) ضمیر ھا راجع نفس ہے۔ وَاوْ حالیہ ہے ھِیَ ضمیر راجع بسوئے نفس مبتدا ہے۔ برائے ضرورت شعر ھا ساکن کر دیا گیا اَعْمَال جمع عَمَل = کام مراد نیک اعمال از قسم نوافل و اذکار۔ سَائِمَۃٌ اسم فاعل مونث (از سوم۔ چرنا) اِسْتَحْلَتْ ناقص واوی ماضی مونث غائب (از استحلا = شیریں پانا) مَرْعیٰ = چراگاہ۔ لَا تُسِمْ واحد مذکر نہی معروف (از اسامۃ۔ چرانا)

ترجمہ۔ اور نفس کی نگہبانی کرد رہا لیکہ وہ چراگاہ اعمال میں چر رہا ہے اور اگر وہ چراگاہ کو شیریں و لذیذ پاوے تو اس کو چرنے سے روک دے۔

حاصل۔ ادائی نوافل و اذکار کی شہرت سے جب نفس میں کبر و ریا پیدا ہو جائے تو اس وقت اس کو ایسی طاعت میں مصروف کر جس میں خواہش کا دخل نہ ہو اور جو اس کو شاق اور دشوار معلوم ہو نوافل و اذکار ترک نہ کر بلکہ اسباب عجب و ریا کو منقطع کر۔

(۲۱)

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً

مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ أَنَّ السُّمَّ فِي الدَّسَمِ

زہر قاتل تھیں بہت نفس نے چکھی غذا کی لذتیں

کھانیوالے نے نہ جانا اسمیں ہے پوشیدہ سم

تفسیر۔ بیت سابقہ کے مصرعہ ثانیہ سے یہ بیت استیناف ہے یا اس کی تعلیل واقع ہوئی ہے۔
کَمْ خبریہ ہے بمعنی بسیار اس کا مضاف الیہ مَرَّةٍ ہے۔ حَسَّنَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف
(از تحسین = سنوارنا، نیکی کرنا) لَذَّة = مزہ۔ مفعول حَسَّنَتْ کا ہے۔ قَاتِلَةً مونث اسم فاعل (از قتل
مار ڈالنا) منصوب ہے بسبب حال لَذَّة۔ یَدْرِ واحد مذکر غائب مضارع (از درایت = جاننا)
ناقص یائی۔ لَمْ آنے کی وجہ ی بجزم گر گیا ضمیر فاعل راجع ہے بطرف هِیَ۔ السُّمّ زہر۔ دَسَم =
چربی دَسِم = چکنی غذا۔ سَمّ و دَسَم میں تجنیس مطرف ہے۔

ترجمہ۔ اس نفس نے بارہا لذت کو اچھا سمجھا جو (دراصل انسان کیلئے) قاتل ہے
کیونکہ اس نے یہ نہیں جانا کہ دسم میں سم ہے (یعنی چکنی غذا میں زہر پوشیدہ ہے)

(۲۲)

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شِبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

بھوک اور سیری کے مکر و دسیسے تو بچنا رہ مدام
بھوک کی ہرگز نہیں ہیں آفتیں سیری سے کم

تفسیر۔ واؤ عاطفہ عطف لا تُعِجِبِ پر ہے۔ اِخْشَ واحد مذکر امر حاضر معروف (از خَشْیَة =
ڈرنا) ناقص یائی۔ دَسَائِس جمع دَسِیْسَہ = مکر و حیلہ۔ اَل برائے عہد ہے جو راجع ہے بطرف
اَمّارہ۔ جُوْع = بھوک۔ شِبَع = سیری از طعام۔ رُبَّ بمعنی قلیل و کثیر مستعمل ہے۔ مَخْمَصَة = سخت بھوک

شرّ = بد۔ تخمہ جمع تخمۃ = ناگواری ہضمی۔

ترجمہ۔ گرسنگی و سیری کے مکروں سے خوف کر بسا اوقات گرسنگی (کی آفتیں) شکم سیری سے بدتر ہوتی ہیں۔

حاصل۔ شکم سیری کی برائیاں یہ ہیں کہ اس سے کندی حواس اور طبائع میں کسل ہوتا ہے اور دل میں فسادات پیدا ہوتے ہیں جس سے افعال ذمیمہ مثلاً ظلم و تعدی و سرکشی سرزد ہوتے ہیں۔

گرسنگی کی برائیاں یہ ہیں کہ اس سے ریا کا شائبہ ہوتا ہے کہ خلق اس کو زاہد اور صاحب حالات سمجھنے لگتی ہے اس کو اپنا مقتدا اور امام بنا کر اپنی حاجات طلب کرتی ہے و نیز گرسنگی انسان کو برے کاموں کی طرف مشتغل کرتی ہے مثلاً ارتکاب سرقہ و کلمات کفر و ترک عبادات وغیرہ اسلئے بسا اوقات گرسنگی سیر شکمی سے بدتر ہوتی ہے مگر گرسنگی و سیر شکمی کا درجہ اعتدال نہایت بہتر ہے مگر یہ حکم عام مومنین کے حق میں ہے۔ خاصانِ خدا جو تہذیبات شریعت و طریقت سے ممتاز اور قوت روحی سے مُنزّین ہوتے ہیں گرسنگی کو اختیار اور سیری کو انکار کرتے ہیں۔ کیوں کہ مفاسد گرسنگی ان سے دور ہیں اور آفات سیری ان کی ترقیِ درجات کے مزاحم ہیں۔

(۲۳)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ

مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

بھر گئے ہیں تیری آنکھیں محارم سر بسر	منفعل ہو کر بہا اشکِ ندامت دم بدم

تفسیر - واو عاطفہ عطف، واتحشل لدسائیب پر ہے۔ اِسْتَفْرِغْ امر حاضر (از استفراغ = کسی چیز کو نکال دینے کی کوشش کرنا) دَمْع = اشک اِمْتَلَأَتْ ماضی مونث غائب (از امتلاء = بھر جانا) مَحَارِم جمع مَحْرَم = حرام نامشروع اِلْزَمْ امر حاضر (از لزوم = لازم کرلینا) حِمْيَة = نگاہ رکھنا۔ غیرت ننگ ۔ نَدَم = پشیمانی ۔ پشیمان ہونا۔

ترجمہ - خوب بہادے آنسو انکھ سے جو نظر حرام سے بھر گئی ہے اور لازم کرلے ننگ عار کو (تاکہ گناہ کی نجاست دُھل جائے۔)

حاصل آنکھ ظاہری صورت کے ادراک کا وسیلہ اور معصیت کی طرف پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اسلئے آنکھونکو بیجا نظر سے پاک رکھنا چاہیئے جو شخص نظر محارم سے آنکھونکو باز رکھتا ہے دلمیں ایمانکی حلاوت پاتا ہے

(۲۴)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا

وَإِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

نفس و شیطاں کا مخالف بن نہ مان اُن کا کہا	اُنکی سچی بھی نصیحت جھوٹ ہے کیا کچھ ہے کم

تفسیر۔ واو عاطفہ استغراغ پر ہے۔ خالف امر حاضر (از مخالفت: باہمدیگر خلاف کرنا) شیطان صفت مشبہ ہے (بر وزن فیعال مشتق از شطون: دور ہونا اور بعض کے پاس بر وزن فعلان از شیط: ہلاک ہونا) دیو وہر متمرد وسرکش از جن دانس وچارپا کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق عزازیل پر آیا ہے جو جنیان میں سے سرکش تھا۔ اعص واحد مذکر امر حاضر معروف (از عصیان نافرمانی کرنا) ھما ضمیر تثنیہ راجع بطرف نفس وشیطان ہے)

ترجمہ نفس وشیطان کی مخالفت کر اور ان دونوں کا کہنا ہرگز نہ مان اور اگر یہ تجھ کو سچی نصیحت بھی کریں تو اس کو جھوٹ سمجھ۔

حاصل نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں۔

(۲۵)

مفاعلن فعلن	وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

تو اطاعت کر نہ ان کی ہوں یہ حاکم یا عدو	جانتا ہے جو تو ہے مکر عدو مکر حکم

تفسیر۔ واو عاطفہ خالف پر ہے لا تطع نہی حاضر معروف (از اطاعت: فرمان برداری کرنا) ضمیر منھما راجع بطرف نفس وشیطان ہے خصم صفت مشبہ (از خصومت: جنگ کرنا) حکم

حکم کرنیوالا۔ وہ شخص جسکے حکم سے آپس کی نزاع دفع ہوتی ہے۔ فا تعلیلیہ ہے اور بعض نسخوں میں

وَاَنْتَ اور واؤ حالیہ ہے۔ انت ضمیر واحد مخاطب تَعْرِفُ واحد مذکر معروف (از عرفان پہچاننا)

کَیْد۔ بداندیشی۔ مکر۔

ترجمہ۔ تو ان دونوں میں سے (یعنی نفس و شیطان) کسی کی اطاعت ہرگز نہ کر خواہ وہ بلباس مخالفت ہو یا حاکم کیونکہ تو دشمن اور حاکم کے مکر و فریب کو اچھی طرح جانتا ہے۔

حاصل۔ نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں اور اسکے قلب میں گمرہی کے خطرات و وساوس ڈالتے ہیں یا تو بلباس دوستی نصیحت و خیرخواہی کرتے ہیں جس کا نتیجہ گمرہی و ضلالت ہے یا ان میں سے ایک فریب گمرہی دیتا ہے اور دوسرا حکمت عملی سے بطور حکم پیش ہوتا ہے اور معناً فریب گمرہی دیتا ہے پس کسی صورت میں ان میں سے کسی کا کہا نہیں ماننا چاہیئے

(۲۶)

مستغفر ہوں خدا سے	اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ	بلا عمل گفتار سے
میں نے نسبت کی ہے	لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا لِذِیْ عُقُمٖ	بانجھ کیلئے نسل کی

توبہ استغفار قول بے عمل کی بھی مثال	بانجھ عورت سے نہیں فرزند کی نسبت سے کم

لغیرہ۔ اَسْتَغْفِرُ۔ واحد متکلم مضارع معروف (از استغفار۔ مغفرت مانگنا) قول۔ گفتار

عمل ۔کردار۔ لقد کا لام برائے جواب قسم محذوف ہے یعنی واللہ لقد نسبتُ قد برائے تحقیق ہے
نسبتُ واحد متکلم ماضی معروف از نسبت ۔کسی چیز سے منسوب کرنا ضمیر بہٖ راجع بطرف قول ہے
نسل ۔ فرزند عُقُم یا عُقْم بچہ نہیں جنا ۔بانجھ ۔

ترجمہ ۔میں قول بے عمل سے خدا کی مغفرت مانگتا ہوں ۔قول بے عمل کی مثال ایسی ہے کہ بانجھ عورت کو تولد فرزند سے نسبت دینا ہے۔

حاصل ۔ناظم علیہ الرحمۃ نے اوّلاً نفس امارہ کی شکایت کی اس کے بعد خدا سے استعانت کی ۔اور بالہامِ غیبی شرورِ نفس و شیطان کے دفعیہ کی تدابیر بیان کیں گرانی گفتار کو موافق کردار نہ پاکر خدا سے پناہ مانگتے ہیں جو اصلاح حال کا بہترین طریقہ ہے اور فرماتے ہیں کہ نصیحت کا ثمرہ سامع کیلئے اُسی صورت میں مفید و مؤثر ہوگا جبکہ ناصح اپنے قول کا ثبوت عمل سے دے ۔اور اپنے قول بے عمل کی مثال ایک بانجھ عورت کی سی ہے جو بچہ نہیں دیتی۔

خاصیت ۔یہ بیت محل اجابت ہے ۔اس کے بعد یہ دعا پڑھے :۔

دُعَاء ۔ یَامَنْ اِذَا سُئِلَ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ اَسْئَالُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

(۲۷)

مفاعلن فاعلن مستفعلن فعلن	اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَا ائْتَمَرْتُ بِهٖ
مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِيْ لَكَ اسْتَقِمِ

نیکی کی نصیحت کی۔ مگر خود بھی نہ کی	ہو نصیحت کا اثر کیا؟ بے عمل جب خود ہی ہیں ہم

تفسیر: یہ شعر قول بلا عمل کا بیان ہے جس کا ذکر شعر سابق میں ہوا ہے۔ اَمَرْتُ ۔ واحد متکلم ماضی معروف (از امر = حکم کرنا) خیر = نیکی۔ اِئْتَمَرْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از ائتمار = فرمان بردار رہنا) اِسْتَقَمْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از استقامت = راستی پر قائم رہنا) مَا قولی کا مَا استفہامیہ ہے (یعنی میرے قول کا کیا فائدہ ہے) اور نافیہ بھی ہو سکتا ہے یعنی میرا قول فائدہ نہیں دیتا۔ اِسْتَقِمْ واحد مذکر امر حاضر معروف (از استقامت) یہ جملہ مقولہ قول ہے۔

ترجمہ: میں نے تجھ کو نیکی کرنے کو کہا لیکن خود نیک کام اور سیدھا راستہ اختیار نہیں کیا۔ پس (ایسی صورت میں) میری نصیحت کہ سیدھا راستہ اختیار کر تجھ پر کیسے موثر ہوگی؟

(۲۸)

مفاعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً
مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰى فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

اک نفل کا بھی نہیں ہے زاد راہِ آخرت	جز نماز فرض روزہ کچھ نہیں کرتے ہیں ہم

تفسیر: تَزَوَّدْتُ ۔ واحد متکلم ماضی معروف (از تَزَوُّدْ = توشہ راہ جمع کرنا) موت = مرگ۔ نَافِلَةً از نفل = عطیہ

وہ عبادت جو واجب نہ ہو اور جس کی ادائی سے ثواب ہوتا ہو اور جس کے ترک سے مواخذہ نہ ہوتا ہو

تَزَوَّدْتُ کا مفعول ہے۔ تنوین برائے تفخیم ہے یعنی نافلۃ معتدٌ بھا یا برائے تقلیل ہے یعنی نافلۃ قلیلۃ

اُصَلِّ واحد متکلم مضارع معروف۔ دراصل اُصَلِّیْ تھا بوجہ جزم یا گر گیا۔ فَرْضٌ خدا کا فرمایا ہوا اور

واجب کیا ہوا تنوین برائے تحقیر ہے یعنی غیر معتدٌ بہ۔ اَصُمْ۔ واحد متکلم مضارع معروف

(از صوم وصیام = روزہ رکھنا۔

ترجمہ۔ (ہائے) میں نے مرنے سے قبل نوافل کا کوئی توشہ تیار نہیں کیا اور سوائے

فرض نماز و فرض روزہ کے اور کچھ نہ کیا۔

حاصلہ۔ فرض نماز میں اگر کوئی خلل واقع ہو تو روز قیامت نوافل اسکی

تکمیل کر دیتے ہیں۔

فصل سوم مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْیَ الظَّلَامَ اِلٰی	اِنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ
اس نبی کی پاک سنت پہ کیا میں نے ظلم	تھا قیامِ شب سے جنکے پائے نازک پر ورم

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

تفسیر - ظَلَمْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از ظلم ستم کرنا) سُنَّةَ وہ عمل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت فرمایا تھا نیز جس کا آپنے ارادہ فرمایا تھا جس عمل کا امر و نہی آپنے فرمایا ہے مگر جس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا ہے اس کو مستحب کہتے ہیں - مَنْ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں - اَحْيَىٰ مذکر غائب ماضی معروف (از احیاء - زندہ کرنا) ضمیر فاعل راجع بطرف من ظَلَامٌ - تاریکی شب جس سے مراد شب ہے (از قبیل ذکر لازم و ارادہ ملزوم ہے) اِشْتَكَتْ - واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از اشتکاء - مریض و بیمار ہونا - شکایت کرنا) ضُرّ - گزند بنقصان مفعول اشتکت منصوب بنزع خافض یعنے اشتکت قدماہ من الضُّرِّ - ورم - آماس -

ترجمہ - میں نے اس نبی کی سُنّت پر ظلم کیا جو تاریکی شب کو زندہ رکھا کرتے تھے (یعنی تمام رات عبادت فرمایا کرتے تھے) یہاں تک کہ ہر دو قدم مبارک ورم سے مریض ہو جاتے تھے

حاصل - اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ یعنی یقیناً آپکے اگلے اور پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا - تو پھر حضورؐ اس قدر ریاضت شاقہ کیوں فرمایا کرتے ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں بندہٗ شکر گذار نہ ہوں -

ف جاننا چاہیئے کہ باریتعالیٰ کے اس ارشاد سے مقصود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزرگی جتلانا ہے کیونکہ حضور تو معصوم تھے۔

ف اکثر مفسرین و محدثین اس آیۃ کریمہ کی یہ معنی کرتے ہیں کہ اگلے گناہوں سے مراد گناہان آدم و حوّا علیہما السّلام ہے اور پچھلے گناہوں سے مراد گناہان اُمت ہیں جنکے معاف کرنے کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے (۳۰)

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن		مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰی	
	تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ	

آپنے پتھر سے باندھا نازپروردہ شکم	بھوک کی شدت کے باعث اور فاقوں کے سبب

تفسیر۔ شَدَّ۔ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از شَدٌّ = مضبوط باندھنا) ضمیر فاعل راجع ہے بطرف مَنْ۔ سغب۔ بھوک۔ تنوین برائے تکثیر ہے۔ اَحْشَاء = آنت۔ ہٗ ضمیر راجع بطرف مَنْ ہے طوٰی۔ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از طَیٌّ = طے کرنا) ضمیر فاعل راجع ہے بطرف مَن۔ حِجَارَۃ جمع حجر = سنگ۔ کَشْح = کمر اور پہلو کے استخوان خورد کے درمیانی مقام کو کہتے ہیں۔ فارسی تہیگاہ اردو۔ کوکھ۔ طوی کا مفعول ہونیکی وجہ نصب دیاگیا۔ مُتْرَف اسم مفعول (از اتراف = ناز و نعمت سے پرورش کرنا) اَدَم = پوست

ترجمہ۔ (ذیز من نے بیداد وستم کیا اُس طریقۂ رسول پر جس نے) گرسنگی کی وجہ اپنی آنت

(یعنی شکم) کو اور پہلو کو جس کا پوست ناز پروردہ تھا پتھروں سے باندھا اور لپیٹا۔

حاصل - بھوک کے وقت پیٹ پر پتھر باندھنے کے وجوہ یہ ہیں کہ:-

(۱) پتھر کی خنکی حرارت گرسنگی کو دفع کرتی ہے۔

(۲) اسکے سہارے سے قیام وحرکت میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) نفس کو لقمۂ سنگ سے تسلّی دی جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فاقے اختیاری تھے نہ کہ اضطراری جو اگلے شعر سے ثابت ہے:-

(۳۱)

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَفْسِهٖ فَاَرَاهَا اَیَّمَا شَمَمِ

سونے کے بنکر پہاڑ آئے کہ مائل آپ ہوں	کچھ توجہ تک نہ کی۔ تھے آپ وہ عالی ہمم

تفسیر - واؤ عاطفہ شدّ پر معطوف ہے۔ واؤ حالیہ ہونیکا بھی احتمال ہے جملہ حال از فاعلِ شدّ ہوتا ہے۔ رَاوَدَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از مُرَاوَدَت = ارادہ کرنا) ہٗ ضمیر مذکر راجع ہے طرف مَنْ کے جو شعر ظلمت سنۃ من احیی میں مذکور ہے۔ جِبَال (جمع جبل = کوہ) راودت کا فاعل ہے۔ شُمّ جمع اَشَمّ = بلند۔ ذَهَب = طلا۔ ضمیر نفسہ راجع ہے بطرف

من مذکورہ - اَرَاھَا مِنی مذکر غائب (از اِرَاءَت) دکھایا ضمیر فاعل راجع بطرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ضمیر مونث ھا مفعول اول راجع بطرف جبال ہے اور مفعول ثانی لفظ شمم محذوف ہے - اَیَّمَا مرکب از ای برائے صفت شئے و مَا زائدہ مضاف بسوئے شمم - شَمَم بلندی کوہ و بلندیِ ہمت اَیَّمَا شَمَم صفت موصوف محذوف ہے یعنی شَمَمًا مَقُولًا فِی شَانِہٖ اَیَّمَا شَمَم

ترجمہ - بلند پہاڑ جو سونے کے (بنکر آئے اور) حضور کا نفس اپنی طرف مائل کیا پس آپ نے غور فرمایا کہ آیا آپ کی ہمت بلند ہے یا پہاڑ (اور آپکی ہمت عالی نے انکاری جواب دیا)

حاصل - احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے پہاڑوں کو زمرد و یاقوت و سونے و چاندی کے بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجے اور روئے زمین کی کنجیاں جبرئیل علیہ السلام کیساتھ دیکر پیام بھیجا کہ اگر چاہتے ہو تو نبی بادشاہ بنو یا نبی بندہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ خداوندا میں چاہتا ہوں کہ ایک روز شکم سیر کھاؤں تاکہ تیرا شکریہ ادا کروں اور دوسرے روز بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے تضرع کروں - اور عبادت زیادہ کروں - اور فرمایا کہ میں دنیا کو لے کر کیا کروں گا - میں دنیا میں ایک سوار کے مانند ہوں جو بقدر ضرورت کسی درخت کے سایہ میں پناہ لیتا ہے اور پھر وہاں سے کوچ کرتا ہے -

(۳۲)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَاَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهُ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْ عَلَى الْعِصَمِ	

گو ضرورت تھی مگر با ایں ہمہ رغبت نہ کی	زہد و تقوے میں بھی تھے آپ اسقدر ثابت قدم

تفسیر۔ واؤ عاطفہ اخمی پر عطف ہے۔ اَكَّدَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از تاکید۔ مضبوط کرنا) زُهْد۔ کسی چیز سے منہ پھیر لینا۔ دنیا کی نعمتوں سے خلاف رغبت اعراض کرنا۔ اکدت کا مفعول ہونیکی وجہ منصوب ہے۔ ضمیر ھ راجع طرف مَن مذکورہ ہے۔ وضمیر مؤنث فیھا راجع بسوئے دنیا ضَرُوْرَة۔ شدت حاجت۔ تَعْدُوْ واحد مضارع مؤنث غائب (از عَدْو۔ تجاوز کرنا حد سے گذرنا) ضمیر فاعل راجع ہے طرف ضرورۃ یہ جملہ خبر اِنَّ ہے عِصَم (جمع عصمت۔ نگاہ رکھنا۔ گناہ سے باز رکھنا۔)

ترجمہ۔ آپ کی احتیاج نے آپکے زہد کو مضبوط کر دیا اور شدت حاجت معصوم پر (جو عصمت الٰہی ہوتا ہے) غالب نہیں ہوئی۔

حاصلہ۔ دنیوی احتیاج اہل دنیا کے تقوی کو کمزور کرتی ہے بخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی احتیاج جس قدر زیادہ ہوتی تھی آپ کا زھد و تقوے اسی قدر مستحکم ہو جاتا تھا۔

۳۳

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَکَیْفَ تَدْعُوْ اِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ مَنْ	لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

کیوں کرے مائل ضرورت انکو دنیا کیطرف	سچ تو یہ ہے وہ نہ ہوتے تو تھی دنیا بھی عدم

تفسیرہ - واؤ عاطفہ لاتعد وپر عطف ہے۔ کیف استفہام انکاری ہے بمعنی لا اس صورتمیں یہ جملہ انشائیہ حکم اخباریہ رکھتاہے پس عطف اخباریہ اخباریہ پر ہوگا۔ تدعو واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از دعوۃ = بلانا) دنیا از دنائت = خساست یا از دنو = نزدیک ہونا دنیا کو انسان سے قریب ہونیکے لحاظ سے دنیا نام رکھا گیا۔ ضرورۃ = حاجت۔ فاعلیت کی وجہ مرفوع ہے تخرج واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از خروج = باہر آنا) دنیا فاعل تخرج ہے عدم نیستی۔

ترجمہ - اور ضرورت اس ذات اقدس کو دنیا کیطرف کیوں مائل کرے کہ اگر وہ نہوتے تو دنیا بھی نہوتی

حاصلہ - یہ شعر مصداق لولاک لما خلقت الافلاک ہے۔

۳۴

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ	وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

وہ محمد ﷺ سید کونین اور ثقلین ہیں	یعنی سردار دو عالم مہتر عرب و عجم

تفسیرہ - محمد ﷺ (از تحمید = بہت تعریف کرنا) ابلغ ہے احمد سے۔ یہ اسم آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے اسماء مبارک میں سے بہت مشہور ہے۔ لفظ محمدؐ اعراب ثلثہ کا احتمال رکھتا ہے۔ اول رفع اس قصیدہ کے اکثر قاریان رفع سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے کہ محمدؐ خبر ہے جس کا مبتدا ہُوَ محذوف ہے دوم جر اس وجہ سے ہے کہ یہ بدل ہے بیت سابق کے من کا یا ضمیر ذاتہ کا مضاف الیہ واقع ہوا ہے۔ یا عطف بیان من مذکورہ کا ہے۔ سوم نصب بوجہ مفعولیت فعل محذوف۔ اَعْنِیْ یا اَمْدَحُ۔ اسی طرح لفظ سیّد کو جو محمدؐ کا صفت ہے۔ اعراب ثلثہ جائز ہے۔ سیّد = سردار بہتر۔ کونین (تثنیہ کون = رہنا = وجود میں آنا) = دنیا و آخرت ثقلین (تثنیہ ثقل = شئی نفیس) جن و انس ثقلین کا نون باعتبار تقطیع مصرعہ ثانی میں محسوب ہے۔ یعنی اسکے نون سے مصرعہ ثانی آغاز ہوتا ہے۔ فریقین (تثنیہ فریق = طائفہ) عُرب۔ عَرَب = مردم تازی یا شہری عرب اَعْراب (جمع اعرابی) صحرانشین۔ عَرَب۔ عارِبہ۔ عُرْبا عرب خالص و فصیح اللسان۔ عَجَم۔ عُجْم۔ غیر عرب کے لوگ۔ ماخوذ از عجمہ = فصیح کلام نہ کرنا۔

حاصلہ ناظم علیہ الرحمتہ ایک ذات اقدس کی مدحت بطریق کنائت کرتے چلے

آرہے ہیں تو سامع کو شوق باطنی ہوتا ہے کہ آخر اس ممدوح کا نام پاک کیا ہے۔ اس لئے
رفع تردد کیلئے اس ذات اقدس کا نام پاک صریحًا بیان کیا گیا ہے کہ جس ذات
اقدس کی تعریف و توصیف جواتنک کی گئی ہے اُن کا نامِ پاک محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہے جو سردارِ ہر دو جہاں و مہتر انس و جن و آقائے ہر دو طائفہ
انسان عرب و عجم ہیں۔

خاصیت۔ یہ بیت محل اجابت ہے۔ اس کو تین مرتبہ پڑھ کر یہ دعا
گیارہ مرتبہ پڑھے۔ **دعا** اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لِیْ خَبَرًا فِیْ
دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ فَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَہٗ وَیَسِّرْ عَلَیَّ اَسْبَابَہٗ

(۳۵)

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

آمر و ناہی ہیں پیمبر ہیں رسولِ پاک ذیں
بے بدل ہیں صاف گوئی میں کہیں "لا" یا "نعم"

تفسیر۔ نبیؐ صفت مشبہ۔ از نبأ = آگاہی۔ خبر یا از نبوت = بلند ہونا۔ شریعت میں نبی اسکو
کہتے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے علم لوگوں کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا ہو تاکہ با اتباع شریعت سابقہ

تبلیغ کرے یا شریعت جدیدہ ساتھ لائے۔ اگر صاحب کتاب و شریعت جدیدہ ہو تو رسول کہتے

ہیں۔ جو لوگ کہ ایمان نہیں لاتے ہیں ان سے قتال و جہاد کیا تو ایسے نبی کو اولو العزم کہتے ہیں۔ اٰمِر

اسم فاعل (از امر= کسی کو نیک کام کرنے کا حکم دینا) نَاھِی اسم فاعل (از نہی = بُرے کاموں سے روکنا)

لَا یعنے نہیں۔ اَبَرّ = نہایت راست گو۔ اسم تفضیل از بِرّ = راست کہنا) لَا کلمہ سلب۔ منہ کی ضمیر

واحد مذکر راجع بطرف نبی ہے۔ نَعَم کلمہ ایجاب لَا نعم میں لَا زائدہ ہے۔

ترجمہ۔ ہمارے نبی امر معروف نہی منکر کرنے والے ہیں۔ قول "نہ" و "ہاں" میں آپ سے

زیادہ سچا کوئی نہیں ہے۔

حاصلہ۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں جو

عبادات وحسنات کا حکم اور قبائح وسیئات سے منع فرماتے ہیں پس کلام نفی و

اثبات میں آپ سے بہتر راست گو کوئی نہیں ہے اور آپ خاتم الرسل ہیں۔

خاصیت۔ یہ عمل اجابت ہے۔ اس شعر کو تین مرتبہ پڑھ کر یہ درود خمسہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ

وَتَرْضٰى اَنْ تُصَلِّىَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَنْبَغِى الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ

وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

خیرِ خلقہٖ سیّدنا محمدٍ وّعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

۳۶

یعنی آں خلیل مستشفع بالفعل	هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ	شفیع مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم

وہ حبیب وہ مستشفع وہ رحیم	ایسے ہیں جن سے ہے شفاعت کی امید	وقتِ ہول و خوف میں پیش آئینگے جب رنج و غم

لغتیں۔ ضمیر ھُوَ راجع بسوئے نبینا مبتداء ہے۔ حبیب بمعنی محبوب از حُبّ و از محبّت = دوستی۔ الحبیب کا الف لام عوض مضاف الیہ ہے یعنی حبیب اللہ خبر ہے۔ تُرجیٰ۔ واحد مونث غائب مضارع مجہول (از رجاء = امید رکھنا) شَفَاعَت = کسی گناہ سے مجرم کے عفو کی درخواست کرنا۔ یہاں عفو گناہان اُمت کیلئے ربُّ العزت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواستگاری مُراد ہے۔ هَوْل = ڈر جمع اس کی اَهْوَال۔ الف و لام برائے استغراق ہے۔ مُقْتَحِمِ اسم فاعل از اقتحام = کسی کو ایک دم بلا میں مبتلا کردینا۔

ترجمہ۔ آپ خدا کے ایسے حبیب ہیں کہ آپ کی شفاعت کی امید ہر ایک آفت اور بلا میں جو ایک دم آنیوالی ہے کی جاتی ہے۔

حاصل۔ ہر ایک نبی ایک خاص لقب سے ممتاز ہے مثلاً آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہمارے نبی حبیب اللہ کے لقب سے مفتخر ہیں خلیل

اور حبیب میں فرق یہ ہے کہ خلیل کے جمیع افعال رضائے حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں۔ اور حبیب کی شان یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اپنے حبیب کی خوشنودی کیلئے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمام خلق میری خوشنودی کی طالب ہے اور میرا مطلوب آپ کی خوشنودی ہے۔

خاصیت ۔ یہ محل اجابت ہے۔ اس بیت کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

دعا ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَتِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَحْبُوْبًا دَائِمًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَلِّغْنِیْ وَبَشِّرْنِیْ فِیْ عُمْرِیْ اِلٰی مِائَتَہٖ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃٍ مِنْ غَیْرِ ضُعْفٍ وَّعِلَّۃٍ وَّفَقْرٍ وَّفَاقَۃٍ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

۳۷

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ
مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ

دعوت حق آپ نے دی اور کیا جس نے قبول
ایسی رسی اس نے لی جس کے نہیں ٹوٹنے کا غم

تفسیر ۔ مُسْتَمْسِکُوْنَ جمع مُسْتَمْسِکْ اسم فاعل (از استمساک = کسی چیز کو پنجہ سے مضبوط پکڑنا یعنی

یعنے پناہ لینا) مبتدا ہے۔ اور مستمسکون دُوم خبر ہے بِہٖ کی ضمیر راجع بہ حبیب ہے۔

حَبْلٌ = رسی تنوین برائے تعظیم ہے۔ حبل سے مراد دین ہے۔ مُنْفَصِم اسم فاعل (از انفصام = ٹوٹنا۔)

ترجمہ۔ آپنے اللہ کی طرف بلایا پس جنہوں نے آپکا دامن پکڑا گویا ایسی مضبوط رسی پکڑی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

حاصلہ۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام دی جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور کلمۂ شہادت کا عہد و اقرار کیا وہ دین میں داخل ہوگیا یہ دین ایسی مضبوط رسی ہے جو بارتکاب گناہان کبائر نہیں ٹوٹتی تا وقتیکہ کفر اس سے صادر نہ ہو۔ اور آپ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ اسکے برخلاف ادیان انبیاء ماقبل منسوخ ہو چکے۔

۳۸

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمِ

فائق کل انبیا ہیں خَلق میں اور خُلق میں
سب سے اکمل آپ کا ہے علم اور وصفِ کرم

تفسیرہ۔ فَاقَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از فوق = رتبہ میں برتر ہونا) اسکی ضمیر راجع بہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ نَبِیِّیْنَ جمع نبی۔ الف ولام برائے استغراق ہے خَلْق پیدائش مراد حسن صورت خُلُق ۔ خُلُق = خو۔ مراد حسن سیرت۔ یُدَانُو جمع مضارع مذکر غائب از مل اناۃ من اللہ نو با لیدگر نزدیک ہونا کَرَم = جوانمردی۔

ترجمہ - صورت ظاہری اور سیرت باطنی میں آپ جمیع انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں اور علم وکرم میں کوئی آپکے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

حاصلہ - آپ کو علم اولین وآخرین حاصل تھا اور مجسم خلق وکرم تھے۔

۳۹

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ

ملتمس ہیں سب کے سب بیشک رسول اللہ سے
ہو عطا دست سخا سے جرعہ آب کرم

تفسیرہ - واؤ عاطفہ ہے یہ جملہ اسمیہ جملہ فعلیہ فاق النبیین پر عطف ہے ضمیر ھُم راجع طرف نبیین ہے مُلْتَمِس اسم فاعل (از التماس = ڈھونڈنا - کوئی چیز طلب کرنا) غَرْف = چلو رَشْف = چوسنا۔ گھونٹ۔ دِیَم۔ جمع دِیْمَہ = وہ بارش جو بغیر برق وباد کے پے درپے برستی ہو۔ تنوین غرفا ورشفا برائے تقلیل ہے

ترجمہ - اور کل انبیاء آپکے دریائے علم سے ایک چلو اور باران فیض سے ایک گھونٹ کے طالب ہیں

وہاں سے سبق - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ارواح و شب معراج میں انبیاء کو بہت سے اسرار و معارف کی تعلیم فرمائی کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔

(۴۰)

[illegible]	وَوَاقِفُونَ لَدَیْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ	[illegible]	
	مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ		

	اپنے حد مرتبہ پر کھڑے ہیں زد برد		جیسے نقطہ حروف یا اعراب الفاظ نہیں ہم

تفسیر - واؤ عاطفہ بیت سابقہ کے ملتمس پر معطوف ہے واقفون شعر قبل کے کلہم کا خبر ثانی ہے یہاں لفظ ملتمس بصیغہ واحد بنظر لفظ کل لایا گیا ہے اور اس بیت میں واقفون بصیغہ جمع برعایت معنی کل لایا گیا ہے واقفون جمع واقف اسم فاعل (از وقوف = کھڑے رہنا) لدی = نزدیک ضمیر یہ = واحد مذکر راجع طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وزن شعر کے لئے باشباع یا پڑھنا چاہیئے۔ عند نزدیک۔ حد = غایت ہر چیز کی نہایت مضاف سوئے ھم جو راجع بطرف نبیین ہے من جو جارہ ابتدائیہ یا بیانیہ بغرض بیان حد ہے اپنے مجرور کے ساتھ متعلق الثابت ہو کر حد کی صفت واقع ہوئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ملتمس کے ساتھ متعلق ہو کر فاعل

وآنقون کا حال ہو من شکلۃ الحکم کو اسی طرح قیاس کیا جائے نُقْطَۃ مرکز دائرہ شکلۃ اعراب جسکے ساتھ کلمات کو مقید کرتے ہیں حِکَم جمع حکمت۔ ہر چیز دعلم شریعت و نبوت و قرآن و دیگر کتب سماوی کو جاننا۔

ترجمہ - جمیع انبیاء آپ کی حضوری میں اپنے اپنے حد مراتب کے لحاظ استادہ ہیں جسطرح حرف کا نقطہ اور لفظ کا اعراب اپنی مقررہ جگہ پر رہا کرتے ہیں۔

(۴۱)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاہُ وَصُوْرَتُہٗ
ثُمَّ اصْطَفَاہُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

صورت اور معنیٰ نبی کی ہے مکمل ہر طرح
ہو گئے ہیں پھر حبیب خالق روح و نسم

تفسیر - فا برائے تفریع ہے ضمیر ھُوَ راجع بسوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے برائے ضرورت وزن فَهُوَ کے ھا کو ساکن پڑھنا چاہیئے۔ تَمَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از تمام: کامل ہونا) معناہ فاعل تَمَّ ہے اسکے آخر کی ضمیر واحد مذکر راجع ہے بسوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ برائے وزن شعر باشباع واؤ پڑھنا چاہیئے۔ صورت: پیکر۔ اسکے آخر کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یہاں معنیٰ وصورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسن سیرت وصورت وعلم جزیل وعمل جمیل مراد ہے۔ باعتبار واؤ عطف تَمَّ کا فاعل ہے ثُمَّ حرف

عطف بمعنی پھر ترتیب کیلئے ہے ۔ اِصْطَفٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف (از اصطفاء = انتخاب کرنا ۔ چُننا) اسکے آخر کی ضمیر راجع طرف آنحضرت صلعم ہے ۔ حَبِیْب = محبوب ۔ اصطفیٰ کا مفعول ثانی ہے ۔ یا حال ہے مفعول ھٗ کا ۔ یا مفعول مطلق ہے بحذف مضاف یعنی اِصْطَفٰی اِصْطِفَاءَ حَبِیْبٍ ۔ بَارِیْ اسم فاعل از بَرْءٌ = پیدا کرنا ۔ نَسَمٌ جمع نَسَمَۃ = روح نفس ۔ الف لام برائے جنس یا برائے استغراق ہے ۔

ترجمہ ۔ آپ وہ ہستی ہیں جن کی صورت و سیرت جمیل مرتبہ کمال کو پہنچی ہے پھر خالق ارواح و انفس نے آپ کو اپنا حبیب بنا لیا

(۴۲)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

ہیں شراکت سے منزہ سب محاسن میں حضور
جوہر حسن رسول اللہ ہے غیر منقسم

تفسیر ۔ مُنَزَّہٌ (از تنزیہ = دوری) فَهُوَ کے خبر کے بعد خبر ہے یا خبر ہے جس کا مبتدا محذوف ہے یعنی هُوَ مُنَزَّہٌ ۔ مُنَزَّہٌ عن شریک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ادعاء الوہیت جو مترشح ہوتا ہے وہ قید محاسن سے رفع ہوجاتا ہے ۔ شَرِیْك صفت مشبہ از شرکت ۔ مَحَاسِن خلاف قیاس جمع ہے حُسْن کی = خوبی ۔ اسکے آخر کی ضمیر راجع ہے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

جَوْھَر - گوھر کا معرب ہے اور اس کا اطلاق ماہیت و حقیقت شیٔ پر لایا گیا ہے - مُنْقَسِم اسم فاعل از انقسام = تقسیم پذیر ہونا -

ترجمہ - آپ کی ذاتی اور صفاتی خوبیاں ایسی پاک ہیں کہ ان میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا - اور آپ کا جوھر حسن ایسا لطیف ہے کہ تقسیم نہیں ہو سکتا -

حاصل - جاننا چاہیئے کہ لوح و قلم - عرش و کرسی - ملائکہ - ارض و سما دوزخ و بہشت - اور تمامی کائنات کی خلقت اسی فخر موجودات کے نور سے ہوئی ہے - اگرچہ کہ آپ کا نور بظاہر تقسیم پذیر معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں آپ کا جوہر حسن بجمال خود ثابت و قائم ہے -

(۴۳)

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰ کے حق میں چھوڑ دے
کر جہاں تک ہو سکے مدحِ نبیِ محترم

تفسیر - دَعْ امر (از وداع = ترک کرنا) بمعنی ذَرْ = چھوڑ - ہر دو میں فرق یہ ہے کہ دَعْ کسی شیٔ کا علم ہونے کے پہلے اس کو ترک کرنے کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے - اور ذَرْ کسی چیز کا علم ہونے کے بعد اس کو چھوڑنے کی نسبت مستعمل ہوتا ہے - اِدَّعَتْ واحد مؤنث غائب ماضی از ادعاء = دعوی کرنا -

دَعْ اور اِدَّعَتْ میں شبہ اشتقاق ہے۔ نصاریٰ جمع نصران جو ملک شام میں ایک دہ کا نام ہے جس سے نصاریٰ منسوب ہیں نصاریٰ سے مراد امت عیسیٰ علیہ السلام ہے جن کو ترسا کہتے ہیں۔ ضمیر ھم راجع بسوئے نصاریٰ ہے۔ اُحْکُمْ واحد مذکر امر حاضر معروف (از حکم = حکم کرنا) شِئْتَ واحد مذکر حاضر ماضی (از مشیئۃ = چاہنا) مدح : تعریف کرنا ماشئت کی تمیز ہونے کی وجہ منصوب ہے۔ ضمیر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عائد ہے یعنی فی شانہ۔ اِحْتَکِمْ امر حاضر معروف از احتکام = حکم قبول کرنا۔ اُحکم و اِحتکم میں اشتقاق کی رعایت ہے۔

ترجمہ - نصاریٰ نے اپنے نبی (علیہ السلام) کے حق میں جو کہا ہے تو اس کو چھوڑ دے اسکے سوا جو کچھ تو چاہے آپ کی مدح میں کہہ اور سن۔

حاصلہ - نصاریٰ نے غلو کیا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا ٹھیرایا۔ لیکن تو خلاف عقل و شرع حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کچھ نہ کہنا۔ اسکے سوائے جو مدح و ستائش تو چاہتا ہے بیان کر تاکہ سعادت دارین حاصل ہو۔

۴۴

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

جو بزرگی چاہے تو کر انکی مدحت میں رقم	جس شرف کو چاہے تو انکی طرف منسوب کر

تفسیرہ - اُنْسُبْ واحد مذکر امر حاضر معروف (از نسبت = کسی کی بنا و کو یاد کرنا) ذَات = حقیقت چیز۔ شَرَف و شَرَاف = بلندی و بزرگی۔ قَدْر = کسی چیز کا اندازہ۔ عِظَم = بزرگی

ترجمہ - اور تو جس قدر چاہے آپ کی ذات کو شرف سے منسوب کر۔ اور جس قدر تو چاہے آپ کے مرتبہ کو عظمت و بزرگی سے منسوب کر۔

حاصلہ - جمیع انس و جن بہزار زبان مدح و ستائش کرنیکے باوجود آپ کی ذات اقدس اس مدح و ستائش سے مستغنی و بے نیاز ہے جیسا کہ اگلے شعر میں بیان کیا جاتا ہے۔

۴۵

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمِ

کر سکے جسکا بیاں کوئی زباں کوئی قلم	فضل و جاہ مصطفٰے کی حد نہیں ہے بالیقیں

تفسیرہ - فا تعلیلیہ ہے اس سوال کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فضائل کی تفصیل نہ کرکے اجمالاً کیوں ذکر کیا گیا - جواب یہ ہے کہ آپکے فضائل بے حد ہیں - فا برائے مجرد عطف بھی

ہو سکتا ہے یفضل = بزرگی ۔ ضمیر لہٗ بسوئے فضل عاید ہے۔ ذکر لفظ رسول اللہ وضعُ المظہرِ موضعَ المضمرِ ہے۔ حدّ = نہایت۔ یُعرِب واحد مذکر غائب مضارع معروف (از اعراب = آشکارا کرنا) ضمیر عنہٗ فضل یا حد کی طرف راجع ہے۔ ناطق اسم فاعل (از نطق = بولنا) یعرب کا فاعل ہے۔ فَم ۔ فِم ۔ فُم = دہان۔

ترجمہ ۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل و کمال کی کوئی حد نہیں ہے کہ کوئی اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

حاصل ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شرف و بزرگی بیروں از تقریر و تحریر اور افزوں از حد و حصار ہے۔ کیا خوب کہا ہے :۔ **شعر**

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ	لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ
میں نے محمدؐ کی مدح اپنے کلام سے نہیں کی	بلکہ اپنے کلام کو آپ کے نام پاک سے زینت دی

(۴۶)

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَہٗ اٰیَاتُہٗ عِظَمًا	اَحْیٰی اسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

قدر حضرت کے مساوی معجزے ہوتے اگر	نام احمد زندہ کرتا استخوانہائے رمم

تفسیر ۔ لو بمعنی اگر حرف شرط ہے برائے امتناع حکم اول بوجود ثانی۔ ناسبت واحد مؤنث

غائب ماضی معروف (از مناسبت = ایک دوسرے کے مانند ہونا) قَدْرَ = کسی چیز کا اندازہ مفعولیت کی وجہ منصوب ہے ضمیر آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ آیَاتُ (جمع آیت = علامت) فاعلیت کی وجہ مرفوع ہے۔ عِظَمًا = بزرگی تمیز ہونے کی وجہ منصوب ہے۔
اَحْیٰی ماضی معروف (از احیاء = زندہ کرنا) اِسْمُہٗ = نام احیٰی کا فاعل ہونے کی وجہ مرفوع ہے
یُدْعٰی ۔ واحد مذکر غائب مضارع مجہول (از دعوت = بلانا) اس کا فاعل ضمیر مَا کِنُہٗ یُسَمّٰی فاعلہ اسم کی طرف راجع ہے۔ دَارِسُ اسم فاعل (از درس و دروس کسی نشان کا نابود کرنا یا نابود ہونا) رِمَمُ (جمع رِمَّۃ = بوسیدہ ہڈی)

ترجمہ - اگر آپکے معجزات عظمت میں آپ کی ذات اقدس کے مساوی ہوتے تو آپ کا نامِ مبارک پڑھنے سے بوسیدہ استخوان (یعنی مردے) زندہ ہو جاتے۔

حاصلہ - جناب باری نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر ارفع و اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپکے اسماء مبارک میں سے کسی اسم کو بھی آپ کی ذات اقدس سے مناسبت تامہ نہیں ہو سکتی۔ ورنہ صرف آپ کا نامِ مبارک لینے سے مردے زندہ ہو جاتے۔

قبیلہ انصاری سے ایک بوڑھیا کا بیٹا مرگیا تھا۔ بوڑھیا روتی تھی اور خدای تعالیٰ سے فریاد کرتی تھی کہ میں نے تیرے اور تیرے رسول کی طرف

ہر مصیبت سے محفوظ رہنے کیلئے ہجرت کی ہے ۔ پس بحرمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہ وصحبہ وسلم میری اس مصیبت کو دور کر ۔ اس وسیلۂ دعا کی برکت سے بوڑھیا کا بیٹا زندہ ہوگیا ۔ و نیز کتب احادیث وسیر میں مفصلاً مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کی دختر کو قبر سے زندہ کیا اور اپنی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر سے زندہ کیا اور ایمان کی تلقین فرمائی ۔ و نیز بروز ضیافت فرزندان حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی زندہ فرمایا ۔

(٤٧)

لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْيَى الْعُقُولُ بِهٖ
حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

عقل حیران جس میں ہو حضرت نے فرمایا نہیں
ہیں حریص خیر اُمت ہر طرح وہ ذی کرم

تفسیر ۔ یَمْتَحِنْ واحد مذکر غائب معروف (از امتحان = آزمانا) اس کا ضمیر فاعل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے ۔ ضمیر نَا متکلم مفعول لَمْ یَمْتَحِن ہے ۔

تَعْیٰ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از عَیٌّ = کلام میں عاجز ہونا) عُقُوْل جمع عقل ۔ اشیاء کو انکے حسن و قبح و کمال و نقصان کے ساتھ جاننا ۔ عقل ایک لطیفۂ روحانی ہے جسکے ذریعہ نفس علوم ضروری کو سمجھتا ہے ۔ اور اُس کا محل علمائے حنفیہ کے پاس سر ہے

اور ہمارے شافعیہ کے پاس قلب ہے۔ بِہٖ کی ضمیر واحد راجع ہے طرف ہمارے۔ حِرْصًا = آرزومندی۔

لَمْ یَمْتَحِنَّا کا مفعول لہ ہے۔ یا لَمْ یَمْتَحِنَّا کے فاعل کا حال بتقدیر مضاف ہے یعنی ذَا حِرْصٍ یا بمعنی حریص از قبیل مصدر بمعنی فاعل ہے۔ نَرْتَبْ متکلم مع الغیر مضارع معروف (از ارتیاب = شک کرنا) نَھِمْ (از نَھِیْم = متحیر یا سرگردان ہونا یا (از وہم = غلطی کرنا۔)

ترجمہ - آپ نے ایسی باتوں سے ہمارا امتحان نہیں لیا جنکے ادراک سے ہماری عقل عاجز ہو آپ ہماری اصلاح حال کی طرف راغب تھے اور ہم (احکام شریعت و سلوک کے طریق کے سمجھتے ہیں) شک میں نہیں پڑے اور نہ حیرت میں۔

حاصل - دین اسلام کے احکام شریعت و حقیقت نہایت واضح ہیں۔

(۴۸)

	اَعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی		
	لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ		

سِرِّ معنائے نبی نے خلق کو عاجز کیا	دور اور نزدیک کے ادراک سے عاجز ہیں فہم

تفسیر - اَعْیٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف (از اعیاء = عاجز کرنا۔ عاجز ہونا) وَرٰی = خلق۔ اَعْیٰی متعدی و لازمی ہونیکے لحاظ سے وَرٰی منصوب و مرفوع ہو سکتا ہے۔ فَھْم = سمجھنا۔ مَعْنٰی = قصد کرنا مراد صفت باطنی۔ ضمیر ہ راجع بطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

فلیس کا فا تعلیلیہ ہے یعنی اعمی الوریٰ کی تعلیل ہے۔ بلکہ جزائیہ کا بھی احتمال ہے بتقدیر شرط اذکان کذا۔ لیس واحد مذکر غائب ماضی از افعال ناقصہ ہے قرب = نزدیکی۔ بعد = دوری ضمیر فیہ راجع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ غیر دغیرہ ہر دو بلحاظ فاعلیت مفعولیت پڑھی جائز ہیں لیکن مرفوع مشہور ہے یعنی یری کا مفعول ما لم یسم فاعلہ ہے منصوب ہونیکی صورت میں یری کا مفعول ثانی ہوگا اور اس کا مفعول ما لم یسم فاعلہ للقرب و البعد ہوگا۔ اور لام للقرب والبعد زائدہ ہوگا۔ یا مفعول ما لم یسم فاعلہ محذوف ہے اور ہر دو مصدر ہیں بمعنی اسم فاعل یعنی قریب و بعید۔ منفحم۔ اسم فاعل (از انفحام = حجت وکلام سے عاجز وخاموش ہوجانا)

ترجمہ۔ آپکے کمال باطن کی دریافت نے خلق کو عاجز کردیا۔ نزدیک و دور سے آپ کی حقیقت کی دریافت میں فہم عاجز ہے۔

حاصل۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں حاضر تھے اور تابعین جو بعید العصر ہیں سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دریافت حقیقت میں عاجز اور خاموش ہیں کیونکہ آپ کی دریافت حقیقت میں جو مدح وصفت کہ بیان کی جاتی ہے وہ آپ کی ذات وصفات کی معانی کے اعتبار سے بہت کم ہے۔

(۴۹)

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ

وہ ہیں مثل شمس جو ظاہر ہو چھوٹا دور سے
قرب میں تھکتی ہیں آنکھیں جس سے خیرہ دمبدم

تفسیر - کاف برائے تشبیہ بمعنی مثل ہے شمس = آفتاب مؤنث سماعی خبر ہے جس کا مبتدا هُوَ محذوف ہے۔ تَظْهَرُ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از ظہور = پیدا ہونا) اس کی ضمیر فاعل شمس کی طرف عاید ہے۔ عینین تثنیہ علین بمعنی چشم۔ عینین کا لام بمعنی فی و عند ہے بُعُد = دوری۔ استقامت وزن کیلئے بُعُد پڑھنا چاہیئے۔ صَغِيْرَةً = خرد ضمیر تظہر کا حال ہونیکی وجہ منصوب ہے۔ تُكِلُّ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از کلول = آنکھ کا کند ہونا طَرْف = چشم ہر دو واحد و جمع کے لیے مستعمل ہوتا ہے تُكِلُّ کا مفعول ہونیکی وجہ منصوب ہے اَمَم = نزدیک و مقابل ہونا)

ترجمہ - آپ مثل آفتاب کے ہیں جو دور سے آنکھوں کو چھوٹا نظر آتا ہے اور نزدیک سے آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔

حاصل - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر میں بلباس بشر جلوہ گر تھے اور حقیقت میں آپ کا حسن باطن مخفی و مستتر تھا۔ اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہو جاتا تو

آنکھیں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتیں جیسا کہ آفتاب کی طرف نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ اس لئے
آپ کی تمام حسن ظاہر نہیں ہوا جنہوں نے ریاضت و متابعت شریعت سے صفائی
باطنی حاصل کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حسن مشاہدہ کیا ہے اور
کہتے ہیں کہ ایک آفتاب ہے جو طلوع کر رہا ہے اور جن کا باطن حرص و ہوس نفس امّارہ کے
باعث روشن نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ما ھٰذا الا بشرٌ یعنی آپ بشر ہی ہیں۔

۵۰

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

اہل دنیا کس طرح اُنکی حقیقت پا سکیں	خواب غفلت میں ہیں مثل قوم خوابیدہ جو ہیں

تفسیر ۵ - واؤ عاطفہ اَمْ پر عطف ہے اور استنافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ کَیْفَ برائے استفہام انکاری
یعنی لا یدرک - یُدْرِكُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از ادراک = پہنچنا - دریافت کرنا)
حَقِیْقَت = ذات - ماہیت - یُدْرِكُ کا مفعول ہے ضمیر ہٗ راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہے - قَوْم = گروہ مرداں نہ کہ زناں جو کبھی بہ تبعیت مرداں داخل قوم ہوتی ہیں - نِیَام
جمع نائم اسم فاعل (از نوم = سونا) تَسَلَّوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف (از تسلّی = خوش و
بے غم ہونا) اس کا ضمیر فاعل راجع ہے قوم کی طرف - عَنْهُ کا ضمیر راجع ہے آنحضرت صلی اللہ

کی طرف۔ حُلُم = خواب۔ دیکھنا۔

ترجمہ ۔ جو قوم کہ خواب میں مست اور خیال پر قانع ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو دنیا میں کسطرح پا سکتی ہے؟

حاصل ۔ جنہوں نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے وہ اُسی قدر خوش و خُرّم ہیں جس قدر حسن صورت و نور کہ اُن کو نظر آیا حُسن و نور دیکھنے والے کی صفائی قلب سے متعلق ہے یعنی جس نے بصورت حسن و جمال دیکھا ہے اُس کا دین بھی نیک ہے اور جس نے اسکے برخلاف دیکھا ہے اُس کا دین و ایمان ناقص ہے۔

(۵۱)

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

انتہائے علم سب کا یہ کہ حضرت ہیں بشر	جملہ مخلوقات میں رکھتے ہیں وہ شانِ اتم

تفسیر ۔ فا جزائیہ ہے۔ اور جو اسکے بعد میں ہے وہ جزا ہے۔ اور شرط محذوف ہے۔ یعنی لو ادرك اور تیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ مَبْلَغ = حد کو پہونچنا۔ اسم ظرف یا مصدر میمی (از بلوغ ہے) اس سے مُراد غائت و نہایت ہے۔ ضمیر فِيْهِ و اَنَّهٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف راجع ہے۔

بَشَر: آدمی۔

ترجمہ۔ آپ کی دریافت حقیقت میں لوگوں کا انتہائی علم صرف اس قدر ہے کہ آپ بشر ہیں۔ اور بیشک آپ اللہ کے ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

حاصل۔ اشعار سابق میں ناظم عارف نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ذات اور حقیقت کی دریافت جس قدر متعسر ہے اوسی قدر آپکے اوصاف کا احصار وشمار بھی متعذر ہے اور یہاں آپکی بشریت کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انتہائے علم یہی ہے کہ آپ خیر بشر اور بہترین مخلوقات ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ گو یاقوت از جنس سنگ ہے مگر کوئی سنگ اُسکی ھمسری نہیں کرسکتا۔ اسیطرح گو آپ از جنس انسان ہیں مگر آپ کی شان و مرتبہ کو کوئی نہیں پہونچ سکتا

نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را	برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

مروی ہے کہ ناظم عارف نے مصرع اول کو نظم کیا اور مصرع ثانی میں غور و تامل کر رہے تھے کہ ناگاہ ہاتف نے مصرع ثانی کہا کہ وانه خیر خلق اللہ کلھم

۵۲

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا

فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

جو رسولان عظیم القدر کے تھے معجزے

نور ہی سے آپکے پایا تھا سب نے لاجرم

تفسیر - واو استناف ہے۔ كُلُّ = مجموعہ۔ اٰيٍ جمع اٰیۃ بمعنی نشان وعلامت اس کا اطلاق معجزہ پر آیا ہے۔ اَتَى مذکر غائب ماضی معروف (از اتیان = آنا) رُسُلُ جمع رسول اَتَى کا فاعل ہے، یہاں رعائت وزن کے لئے رُسُلَ پڑہنا چاہیئے۔ كِرَامُ جمع کریم = نیکوکار۔ بِهَا کی ضمیر اٰيٍ کیطرف راجع ہے۔ اِتَّصَلَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از اتصال = پہونچنا۔ پیوست ہونا) اسکی ضمیر فاعل اٰيٍ کی طرف راجع ہے۔ نُوْرٌ = روشنی۔ اسکے آخر کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے بِهِمْ۔ کی ضمیر رُسُل کی طرف راجع اور اِتَّصَلَتْ سے متعلق ہے۔

ترجمہ - جمیع معجزات جو انبیا کرام نے لائے تھے بیشک وہ آپ ہی کے نور سے انکو پہنچے۔

حاصل - خلقت کائنات وجمیع موجودات کی ابتدا حضور اقدس کے نور پاک سے ہے۔ جو صفت کہ ہر ایک پیغمبر کو عطا ہوئی تھی اس سے بیشتر واکثر صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمائی ہیں چنانچہ عیسی علیہ السلام موتی کو زندہ کرتے تھے قبل از ترتیب مبر حضرت رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ستون پر ٹیکہ دیکر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب ممبر پر خطبہ کیلئے تشریف فرما ہوئے تو ستون بفراق حضور اقدس رونے لگا خشک چوب سے انسانی آواز آنا بنسبت احیاء موتی نہایت عظیم تر معجزہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا جو عجیب تر اس وجہ سے ہے کہ یہ معجزہ آسمان پر واقع ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی بہایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیوں سے نہر بہادی۔ پتھر سے پانی بہنا روزمرہ کی عادت ہے مگر گوشت وخون انگشت سے نہر جاری ہونا نہایت عجیب وغریب معجزہ ہے

ہوا سلیمان علیہ السلام کی مسخر تھی جسکے ذریعہ آپ روئے زمین پر سیر فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر معراج شریف سے مفتخر فرمائے گئے جو زیادہ تر نادر واقعہ ہے۔ باقی معجزات کی نسبت بھی اسی طرح خیال کیا جائے۔

ف انبیاء علیہم السلام کے اکثر معجزات بقدر ہمت اہل زمانہ تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں غائت علم سحر تھا پس وہ ایسے معجزہ کیسا تھ بھیجے گئے جو اُس

زمانہ کے سحر سے مشابہت رکھتا تہا۔ اور انہوں نے ایسا معجزہ عصا لایا کہ ان کے سحر کو باطل کر دیا۔

اسیطرح عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کی بڑی قدر و منزلت تہی جس کا فخر اہل زمانہ کیا کرتے تہے مگر عیسٰی علیہ السلام نے بلا معالجہ موتیٰ کو زندہ اور اندہے اور کوڑہی کو چنگا کر دینے کے ایسے معجزات دکہائے جسپر اہل زمانہ کوئی قدرت نہیں رکہتے تہے۔ کوئی پیغمبر بغیر معجزے کے نہیں تہا خواہ وہ معجزہ جدید ہو یا مثل معجزہ پیغمبر دیگر چنانچہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا سے۔ اور ایک بڑہیا جو یوسف علیہ السلام کا مدفن جانتی تہی موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے جوان اور حسین ہوگیئں جس کا قصہ کتاب روضۃ الصفا میں مصرحاً اور کیمیا سعادت میں مجملاً مذکور ہے۔

حضرت رسالتمآب کے معجزات دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بیشتر اور زیادہ تر واضح و مدلل ہیں آپکے زمانہ میں علوم بلاغت و شاعری و خبر دہی و کہانت کے چرچے تھے۔ اسلئے آپ پر قرآن شریف نازل کیا گیا جس نے مخالفین کے ہر ایک ادعا کو باطل کر دیا معراج النبوت میں اس کا بیان صراحت سے کیا گیا ہے۔

دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا اثر باقی نہیں رہا مگر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز قرآن مجید باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔

(۶۳)

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

فضل کے خورشید وہ ہیں انبیا سیارگان
ہوتے ہیں ظلمت میں ظاہر جنکے انوارِ کرم۔

تفسیرہ۔ فا تعلیلیہ اور کُلٌّ اٰتٍ الخ کی تعلیل ہے۔ ضمیر اِنَّهٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف راجع ہے۔ شَمْسُ = آفتاب مؤنث سماعی ہے۔ فَضْلٌ = افزونی۔ ضمیر هُمْ رُسُل کی طرف راجع ہے کَوَاكِب جمع کوکب = ستارہ۔ اسکے آخر کی ضمیر ھا شمس کی طرف راجع ہے۔ يُظْهِرْنَ جمع مؤنث غائب مضارع معروف (اظہار = آشکار کرنا) اس کی ضمیر فاعل کواکب کی طرف راجع ہے اَنْوَار جمع نور ہے۔ ضمیر ھا شمس کی طرف راجع ہے۔ ظُلَم جمع ظلمت = تاریکی۔

ترجمہ۔ آپ فضل کے آفتاب ہیں اور انبیائے سیارگاں ہیں جو (جہالت کی) تاریکی میں (اس آفتاب کے) انوار لوگوں کو دکھا رہے تھے۔

حاصلہ۔ آفتاب رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع ہونیسے قبل دیگر انبیاء علیہم السلام لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے جو اپنے انوار ہدایت سے ظلمت کفر کو لوگوں کے قلوب سے محو کیا کرتے تھے۔ جب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل نیّر اعظم طلوع ہوئے تو سابقہ انبیا کے ادیان منسوخ ہو چکے اور آپکا

فیض مقدس عام ہو گیا۔

۵۴

حَتّٰی اِذَا طَلَعَتْ فِی الْکَوْنِ عَمَّ ھُدَا
ھَا الْعٰلَمِیْنَ وَاَحْیَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

ہو گیا روشن جہاں طالع ہوا خورشید صبح ۔ آپکے نور ہدایت سے ہوئے زندہ اُمَم

تفسیر۔ حتّٰی ابتدائیہ برائے استئناف کلام ہے۔ یا غایت ہے اور عطف لیُظہِرَن پر ہے۔ اذا شرطیہ ہے۔ طَلَعَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از طلوع = باہر آنا) کَوْن = ہستی۔ عَمَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از عُمُوْم = عام ہونا) یہ جملہ جواب شرط ہے۔ ھُدٰی = سیدھی راہ بتلانا مذکر و مونث ہر دو مستعمل ہے۔ ضمیر ھا راجع بطرف شمس ہے۔ دوسرے مصرع کے شروع میں واقع ہونیکی وجہ باصطلاح عروضیاں مطلع کہتے ہیں۔ عَالَمِیْن جمع عالم = جہاں اَحْیَتْ واحد مونث غائب ماضی (از احیاء = زندہ کرنا) ضمیر فاعل راجع بشمس ہے۔ سَائِر = جمیع۔ اُمَم جمع اُمّت = جماعت از جنس انسان وحیوان۔

ترجمہ۔ یہانتک کہ جب دنیا میں آفتاب (ہدایت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طلوع ہوا تو تمام عالم میں ہدایت عام ہو گئی۔ اور تمام امتوں کو زندہ کر دیا۔

حاصلہ۔ سابقہ انبیاء کی ہدایت کسی قبیلہ وقوم کیلئے تھی اور حضرت محمد مصطفٰے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت تمام خلق کیلئے ہے۔ اگر کوئی آپکے فیض ہدایت سے محروم رہجائے تو اس بدنصیبی کا باعث اُسکی عدم قابلیت ہے جیسے کہ اگر کوئی نورِ آفتاب سے مستفیض نہ ہو تو اُس کی حرمان نصیبی آفتاب کی طرف منسوب نہیں کیجاسکتی۔

(۵۰۵)

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَهُ خُلُقٌ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	
	بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ		

کیا اکرم خلق ہے زینت دی جسکو خُلق نے	حُسنِ صورت مشتمل ہے خندہ روئی سے بہم

تفسیر۔ اَکْرِمْ۔ صیغہ تعجب بمعنی مَا اَکْرَمَهُ = کیا خوب زیبا ہے۔ خَلْق = آفرینش با زائدہ ہے زَانَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از زینت = آراستہ کرنا۔ سنوارنا) اس کے آخر کی ضمیر ہ راجع بہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بِخَلْق مفعول ہے زَانَ کا۔ خُلُق و خُلْق دونوں جائز ہیں مگر یہاں بر عایت وزن شعر خُلُق پڑھنا چاہیئے۔ یعنی طبیعت و خصلت مختص بہ باطن ہے۔ تنوین نبی و خلق برائے تعظیم ہے۔ حُسن = خوبی مُشْتَمِل اسم فاعل (از اشتمال = کسی چیز کو لپیٹنا) نبی کی صفت ہے بِشْر = کشادہ روئی۔ مُتَّسِم اسم فاعل (از اتسام = خود کو کسی چیز سے نشان دار کرنا) بالبشر متعلق بہ متسم ہو کر نبی کی دوسری صفت واقع ہوئی۔

ترجمہ۔ (حسل علی) کیا بزرگ ہے آپ کی صورت جسکو خلق عظیم نے (ایسی)

زینت دی ہے کہ (از سرتاپا) حسن سے مشتمل اور خندہ روئی سے موصوف ہے
حاصلہ۔ قرآن آپ کا خُلق عظیم ہے یعنی جن آداب واوامرونواہی ومحاسن سے
قرآن مجید بھرا ہوا ہے وہ مجسم آپ کی ذات اقدس ہے۔

روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ آپ اسقدر حلیم اور خوش خُلق تھے کہ خادموں کو
تک کبھی غصہ نہیں فرماتے تھے اگر کسی سے ایذا پہونچی تو اس سے ہرگز بدلہ نہیں لیتے

(۵۶)

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

تازگی میں ہیں وہ غنچہ اور شرف میں مثل بدر	دہر میں ہمت میں اور بخشش میں دریا کرم

تفسیرہ۔ زَهْر = شگوفہ۔ غنچہ۔ تَرَف = تازگی = ناز و نعمت سے پرورش پانا۔ مگر وزن شعر کیلیے
تَرَف۔ پڑہنا چاہیے۔ بَدْر = ماہ شب چہاردہم۔ شَرَف = بلندی و بزرگی۔ بَحْر = دریا
كَرَم = جواں مردی و سخاوت۔ دَهْر = روزگار، زمانہ هِمَم جمع ہمت = قصد۔ ارادہ
ترجمہ۔ (آپ) تازگی میں مثل شگوفہ ہیں تو شرف میں مثل ماہ چہاردہم ہیں اور بخشش
میں دریا کے مانند ہیں تو ہمت میں دہر کی مثال ہیں (یعنے جسطرح زمانہ وسیع ہے۔
اسیطرح آپ کی ہمت عالی بلند رفیع ہے۔)

حاصلہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی ریشم کا ابریشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے لطیف تر نہیں دیکھا اور آپ کسی کا سوال ہرگز رد نہیں فرماتے تھے۔

(۵۷)

کَاَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ مِّنْ جَلَالَتِهٖ	فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاهُ وَفِیْ حَشَمِ
فرد یکتائے زمانہ ہیں جلالت میں حضور	گرچہ دیکھیں آپکو بے لشکر و خیل و حشم

تفسیرہ۔ کَاَنَّ یہاں برائے تحقیق ہے نہ کہ برائے تشبیہ و ظن۔ ضمیر ہٗ راجع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ فَرْدٌ = یگانہ۔ جَلَالَۃ = مہابت و بزرگی عَسْکَر = لشکر۔ تَلْقٰی واحد مذکر مخاطب مضارع معروف (از لِقَاء = دیکھنا۔ اسکے آخر کی ضمیر ہٗ راجع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تَلْقَاهُ فِیْ عَسْکَرٍ کَاَنَّ کی خبر ہے۔ حَشَم = خدمت گاران۔ تنوین عسکر و حشم برائے تکثیر ہے۔

ترجمہ۔ آپ بسبب جلال میں بے مثل ہیں جب تو ان کو دیکھے آپکی شان و شوکت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا بالشکر و حشم و خدم ہیں۔

حاصلہ۔ باوجود کمال حسن و خلق کے آپکی مہابت و جلالت اسقدر تھی کہ

تنہائی میں بھی آپ بادشاہ جلیل القدر و عظیم المنزلت بالشکرو حشم و خدم معلوم ہوتے تھے

(٥٨)

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

معدن نطق و تبسم کا صدف ہے وہ دہن
سلک دندان مثل در ہیں اسمیں پوشیدہ بہم

تفسیرہ۔ كَاَنَّ مشبہ بہ فعل ہے اور مَا کافہ اس کو عمل سے روکتا ہے اسکے مابعد کا جملہ مبتدا و خبر ہے نہ کہ کَاَنَّ کا اسم و خبر۔ لُؤْلُؤ = موتی۔ مکنون (از کَنَّ = چھپانا) صَدَف = سیپ مَعْدِن = کان جواہر مَنْطِق (از نطق = بات کرنا) اسم ظرف بمعنی محل گویائی۔ ضمیر مِنْهُ عاید برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُبْتَسَم اسم ظرف (از ابتسام = ہونٹوں میں ہنسنا) محل تبسم یعنی ہر دو لب۔

ترجمہ۔ آپکے دندان مبارک گویا موتی ہیں جو ایسے صدف میں پوشیدہ ہیں جسکا ایک معدن نطق ہے اور دوسرا معدن تبسم۔

حاصلہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی شے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے احسن نہیں دیکھا۔ گویا کہ آفتاب آپکے چہرہ مبارک میں رواں ہوتا تھا اور جسوقت آپ ہنستے تو دیوار دن پر نور

چمکتا تھا۔ سہ

نور مطلق متجلی بجمالِ رخِ تو		کافراست آنکہ کند منع پرستیدنِ تو

(۵۹)

مستفعلن فاعلن	لَا طِيبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ أَعْظُمَهُ	مستفعلن فعلن
مستفعلن فاعلن	طُوبَىٰ لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ	مستفعلن فعلن

خوش نصیبی جس نے سونگھا اور اُسے بوسہ دیا		بے بدل خوشبو ہے خاک تربت شاہ امم

تفسیر ۔ لَا برائے نفی جنس ہے۔ طِیْبٌ = خوشبو۔ یَعْدِلُ مضارع معروف (از عدل = ایک چیز دوسری چیز سے برابر کرنا) ضمیر فاعل راجع بر طیب ہے۔ تُرْبٌ = خاک۔ یَعْدِلُ کا مفعول ہونیکی وجہ منصوب ہے ضَمَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از ضم = جمع کرنا) ضمیر فاعل راجع بسوئے ترب ہے اَعْظُمٌ (جمع عظم = استخوان) مفعول ضَمَّ ہے۔ اور اسکے آخر کی ضمیر راجع بر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اعظم سے مراد جسم اطہر ہے۔ از قبیل اطلاق جزو ارادہ کل ہے طُوبیٰ = خوشی و خوبی۔ مبتدا ہے از قبیل سلام۔ لیکم۔ مُنْتَشِقٌ۔ اسم فاعل (از انتشاق = سونگھنا) ضمیر مِنْہُ راجع بہ ترب ہے مُلْتَثِمٌ اسم فاعل (از التثام = بوسہ دینا) لثم = بوسہ دینا

ترجمہ کوئی خوشبو اس خاک کی ہمسری نہیں کرسکتی جس نے آپکے جسد مبارک کو احاطہ کیا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس نے اُسکو سونگھا اور بوسہ دیا۔

حاصل یہ ہے کہ اگر جوشِ محبت سے قبر کو کوئی بوسہ دے یا منہ اس پر ملے تو لا باس یہ (یعنی کوئی ہرج نہیں ہے) نقاد حدیث نبوی شاہ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ غالب استعمال لا باس بمعنی جواز ہے۔ جسکے خلاف عمل کسی قدر اولیٰ ہوگا لیکن مکروہ نہیں ہے بعض وقت لا باس کی معنی یہ بھی ہوتی ہے کہ مطلق گناہ نہیں ہے اور اسکے خلاف عمل بھی اولیٰ ہے۔

مدارج النبوت میں مذکور ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ تعالی علیہا بعد از دفن سردار انام علیہ الصلوٰۃ والسلام زیارت قبر شریف گئیں اور اسکی خاک مبارک اٹھا کر اپنے دیدہ مبارک پر رکھی اور گریہ کرکے یہ شعر پڑھا ؎

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ	اَنْ لَّا یَشَمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
کیا ہے اسکے لئے جس نے خاک مرقد احمد کو سونگھا	کہ نہ سونگھے گا تمام زمانہ زندگی کوئی خوش بو
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا
جو مصیبتیں کہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں	اگر وہ دنوں پر نازل ہوتیں تو دن اندھیری راتوں سے تبدیل ہو جاتے

بعضوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کی مٹی پاکیزہ خوش بو سے ہے لیکن اولیاء کرام کے سوا کسی کو وہ خوشبو نہیں معلوم ہوتی۔ جیسا کہ صاحب

زکام کو مشک کی خوشبو محسوس نہیں ہوتی باوجودیکہ بوئے مشک قائم ہے۔

ف انبیاء کے اجسام قبور میں تغیر سے محفوظ ہیں۔ انکے اجسام پر مٹی کسی قسم کا تصرّف نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل انبیاء کے اجساد کو مٹی پر حرام فرمایا ہے علمائے محققین کے پاس مالِ انبیاء کی عدم میراث کی وجہ یہی ہے کہ انبیاء زندہ ہیں اور اُن کا مال اس وقت بھی مثل عالم حیات انہیں کی ملک میں باقی ہے محققین نے حیات انبیاء کو بالخصوص حیات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت قوی ادلّہ کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

فصل ہفتم در مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۶۰

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
يَا طِيْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

نزہت نکہت کی جسم نبی وقتِ ولادت تھی عیاں	پاک جن کا مبتدا ہو پاک جن کا مختتم

تفسیر ۔ اَبَانَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از ابانت = پیدا و آشکار کرنا) لازمی و متعدی ہے۔

مَوْلِد: وقت تولد۔ اسم ظرف ہے فاعل آیاَنَ مرفوع ہے ضمیرہٗ راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ طِیْب: خوشبو۔ طَیِّب: پاکیزگی۔ عُنْصُر: اصل ضمیرہ راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ مُبْتَدَاْ اسم ظرف مکان یا زمان ابتدا۔ مِنْہُ کی ضمیر راجع با آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ وزن شعر کیلئے اشباع واو سے پڑھنا چاہیئے مُخْتَتَم۔ اسم ظرف مکان یا زمان اختتام۔ یا حرف ندا۔ یہاں مُنادٰی محذوف ہے طِیْبَ فعل مقدر کا مفعول ہونے کی وجہ منصوب ہے یعنی یَاقَوْمِ اُنْظُرُوْا طِیْبَ مُبْتَدَاٍ وَمُخْتَتَمٍ۔

ترجمہ۔ آپکے زمان ولادت نے آپکی عنصر کی پاکیزگی وخوبی کو ظاہر کر دیا۔ سبحان اللہ کیسی خوبیٔ ولادت اور کیا حسن خاتمہ ہے۔

حاصلہ۔ بوقت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت سے عجائبات ظہور میں آئے۔ ایک نور ایسا چمکا جس سے زمین وآسمان منوّر ہو گئے اور ایک خوشبو ایسی مہکی جس سے مشامِ عالم معطر ہو گیا۔ آپ مختون وناف بریدہ ومطہّر از آلائش بشریت پیدا ہوئے اور فوری سربسجود ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعد وفات حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ آپکے

دہن مبارک سے مشک عنبر کی خوشبو آئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کے لئے قمیص اتارنے کا ارادہ کیا تو ہم کو یوں ندا آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے اتارو نہیں ہم نے آپ کو قمیص ہی میں غسل دیا۔

(۶۱)

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ	
قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُوْسِ وَالنِّقَمِ	

اہل فارس نے سمجھ لیا یوم ولادت سے ہوئے	کہ ڈرائے جائیں گے دے پائیں گے رنج والم

تفسیر - یَوْمٌ - روز خبر ہے جس کا مبتدا هُوَ محذوف ہے۔ یا مولد کا بدل ہے۔ تنوین برائے تعظیم ہے۔ یعنی یَوْمٌ عَظِیْمٌ - تَفَرَّسَ واحد مذکر غائب ماضی معروف از تفرّس - کسی چیز کو اول نظر میں علامت وآثار سے پہچان لینا۔ ضمیر فِیْهِ راجع بہ یوم ہے یہ جملہ یوم کی صفت ہے فُرْس = اہل فارس جو مذہب مجوس رکھتے تھے۔ اُنْذِرُوْا ماضی مجہول (از انذار = ڈرانا) ضمیر مفعول مالم یسم فاعلہ راجع بہ فرس ہے حُلُوْل = اترنا - بُوْس - سختی - عذاب۔ نِقَم جمع نقمت۔

ترجمہ - اہل فارس نے آپکی یوم ولادت کو اپنی فراست سے دریافت کرلیا کہ

دے ڈرائے جائینگے سختی وعقوبت سے جو ان پر نازل ہونے والی ہے۔

حاصلہ۔ مجوس ملک فارس کو کاہنوں نے معلوم کرا دیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان پیدا ہونے کا وقت قریب آگیا اور تمام ادیان برہم ہو جائینگے۔ آپ کی ولادت کے وقت جو آثار کہ ظاہر ہوئے وہ اشعار مابعد میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۶۲)

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحٰبِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

ہل گیا ایوان کسریٰ کنگرے بھی گر گئے
لوگ کسریٰ کے پراگندہ ہوئے باد ردوغم

تفسیرہ۔ واو عاطفہ علف تفرس پر ہے۔ اور جملہ مابعد یوم کی صفت ہے۔ بَاتَ واحد مذکر غائب ماضی معروف یعنی صَارَ از افعال ناقصہ ہے فعل تامہ بھی ہو سکتا ہے یعنی اَمْسٰی اِیْوَانُ محل بَاتَ کا اسم یا فاعل ہے کِسْرٰی خسرو کا معرب اور بادشاہان فارس کا لقب ہے اس کسریٰ سے مراد نوشیروان بن قباد ہے جس نے اپنے دارالسلطنت میں ایک عالیشان قصر بنایا تھا۔ ضمیر ھُوَ راجع بایوان ہے۔ وکسریٰ ثانی سے مراد یزدجرد ہے جو شاہان فارس میں سب سے اخیر پادشاہ بلقب خسرو پرویز مشہور تھا اور بعہد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکست فاش کھا کر شہر مرو میں چکی کا کام اختیار کیا تھا

سنہ ۳۱ ہجری میں ایک چکی والے نے نہایت بری طرح سے اس کو مار ڈالا اور سپاہیوں میں سخت تفرقہ پڑ گیا۔ مُنْصَدِعٌ اسم فاعل (از انصداع۔ شق ہو جانا) شَمْل = پراگندہ ہونا مُلْتَئِمٌ اسم فاعل (از التیام۔ ملجانا)

ترجمہ۔ (آپکی ولادت کے وقت) نوشیروان کے محل کے کنگرے گر گئے اور اُسکے اجزا متفرق ہو گئے جیسے کہ اُسکے ساتھی اور اُس کا لشکر پراگندہ ہو گیا اور پھر کبھی اکٹھا نہ ہو سکے۔

حاصل۔ وقت ولادت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایوان کسریٰ متزلزل ہو گیا اور اُسکے چودہ کنگرے گر گئے۔ اس واقعہ سے یہ اشارہ تھا کہ اس خاندان سے آئندہ اس سلطنت پر صرف چودہ سلاطین حکومت کرینگے۔

چنانچہ اس واقعہ کے بعد چہار سال میں دس پادشاہ گذرے اور تا عہد امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار بادشاہوں نے سلطنت کی۔

(۶۳)

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْأَنْفَاسِ مِنْ أَسَفٍ
عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

آتش فارس نے ٹھنڈی سانس لی از غم ہے
نہر نے بھی کی خطا چشمو سے از اندوہ و غم

تفیرہ - واؤ عاطفہ بات پر عطف ہے اور ایوان کسریٰ پر بھی عطف ہو سکتا ہے - نَارُ = آتش - لام برائے عہد ذہنی ہے یعنی نار مجوس فارس - خَامِدَۃ اسم فاعل از خمود = آگ کا بجھنا - النار کی خبر ہے - اَنفَاس جمع نَفَس = سانس - یہاں مراد آگ کے شعلے ہیں -

اَسَف = اندوہگین مِن برائے سبب ہے ضمیر عَلَیهِ راجع بہ کسریٰ یا ایوان ہے - نَہَر = ندی لام برائے عہد ذہنی یعنے جو ندی کہ سادہ ہے - سَاهِي اسم فاعل (از سہو = خطا کرنا - غفلت کرنا) نَہَر کی خبر ہے یَنبُوع یہاں چشمہ ہے سَدَم درپشیمانی - اندوہ - تنوین برائے تعظیم ہے -

ترجمہ - اور (مجوسیوں کی) آگ نے ٹھنڈی سانس لی (نوشیرواں پر) افسوس کرتے ہوئے اور نہر سادہ نے اندوہ وغم سے اپنا چشمہ بھول گیا (یعنے دوسری طرف بہنے لگی)

حاصل - آتش پرستش جو ہزار سال سے مشتعل تھی بجھ گئی - اور نہر سادہ نے جس چشمہ میں کہ بہتی تھی اُس رخ کو بدل دیا - اور دوسری طرف بہنے لگی اور عمارات اور کنائس کو نیست و نابود کر دیا -

(۶۴)

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِيْ

مفاعلن فاعلن مستفعلن فعلن

اہل ساوہ تھے پریشاں خشک چشمے دیکھ کر
لوٹتے تھے گھاٹ سے تا اوس پیاسے پُر الم

تفسیرہ - واو عاطفہ الذھر یا بات پر عطف ہے ساءَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از سوء غمگین کرنا) سَاوَةَ ما بین عراق و ہمدان ایک نہر ہے جسکو بذریعہ کشتی عبور کرتے ہیں ساءَ کا مفعول ہونے کی وجہ منصوب ہے۔ مضاف محذوف ہے یعنی اہل ساوۃ اَنْ مصدریہ ہے اسکے مابعد کا جملہ بتاویل مصدر ساءَ کا فاعل ہوا۔ غَاضَتْ واحد مؤنث غائب ماضی (از غیض = پانی کا زمین میں اترجانا۔ جذب ہوجانا) بُحَيْرَةُ غاضت کا فاعل اور بحر کا اسم تصغیر ہے - مضاف محذوف ہے یعنی غاضت ماء بحیرتھا۔ بحیرہ شہر ساوہ میں ایک چھوٹی ندی ہے جس میں باشندگان ساوہ جو مجوس ہیں بچوں کو بعد ولادت تبرکاً غسل دیا کرتے تھے - ضمیر ھا راجع بہ ساوۃ ہے۔ شب ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیرہ کا پانی بالکل خشک ہوگیا۔ رُدَّ واحد مذکر غائب ماضی مجہول (از رد = واپس کرنا) وَارِدُ اسم فاعل (از ورود) رُدَّ کا مفعول ما لم یسم فاعلہ ہے - ھا راجع بہ بحیرہ ہے۔ غَيْظ = غصہ میں آنا۔ حِيْنَ = وقت ظَمِيَ واحد مذکر

غائب ماضی معروف (از ظماء = پیاسا ہونا) اس کا ضمیر فاعل راجع بہ وَارِد ہے۔

ترجمہ - اہل (شہر) ساوہ کو اس امر کا غم ہوا کہ چشموں کا پانی سوکھ گیا اور گھاٹ پر آنیوالا پیاس کے وقت پانی نہ ملنے سے غصہ سے لوٹا۔

۶۵

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

آگ پانی بن گئی تھی غم سے ہوکر سرد تر — اور پانی ہو گیا تھا آتش سوزان گرم

تفسیر - كَاَنَّ حرف مشبہ بفعل برائے تشبیہ ہے۔ بِالنَّار حاصل کا متعلق ہو کر كَاَنَّ کی خبر ہوئی یعنی كَاَنَّ حَاصِلٌ بِالنَّارِ - مَا موصولہ كَاَنَّ کا اسم واقع ہونے سے بمحل نصب ہے مِنْ ہر دو جگہ بیانیہ ہے۔ بَلَلٌ جمع بِلَّةٌ = تری حُزْنٌ = اندوہ مفعول لہ ہونیکی وجہ منصوب ہے اس کا عامل حاصل محذوف ہے۔ اور بالنار حاصل سے متعلق ہے۔ اسلئے بالنار کو ظرف مستقر کہتے ہیں۔ بالماء عطف ہے بالنار پر الف ولام ہر دو برائے عہد ہیں۔ جو راجع ہوتے نار مجوس و آب بحیرہ میں۔ ضَرَمٌ = آگ کا سخت گرم ہونا۔

ترجمہ - گویا آگ میں غم کے مارے پانی کی صفت تری و سردی پیدا ہو گئی تھی اور پانی میں آگ کی صفت گرمی و خشکی پیدا ہو گئی تھی۔

حاصل - آتشکدے ایسے سرد ہوگئے کہ گویا پانی سے بجھا دیئے گئے اور ندیاں ایسی خشک ہوگئیں کہ گویا اُن میں آگ لگا دی گئی ۔

(۶۶)

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

کی اجنہ نے فغاں / دی اجنہ نے صدا کہ انوار نبی ظاہر ہوئے / لفظ اور معنی سے ہم کا نور حق کا دمبدم

تفسیر - واؤ عاطفہ تفرّست پر عطف ہے یا استینافیہ ہے جن مؤنث سماعی ہے - ایک ناری گروہ ہے جو مختلف اشکال اختیار کرنے پر قادر ہے - لطافت ناریت کی وجہ بنی آدم کو نظر نہیں آتے مگر وہ چاہیں تو انسان کو نظر آتے ہیں اکل و شرب و تزوج و احکام شرعیہ میں شامل آدم ہیں ابلیس لعین اسی گروہ میں سے تھا تَهْتِفُ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از ہتف = سخت آواز کرنا - بشارت دینا) سَاطِعَة واحد مؤنث اسم فاعل (از سطوع = ظاہر ہونا - بلند ہونا - چمکنا) حق یہاں مراد ثبوت و صدق نبوت ہے يَظْهَرُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از ظہور = آشکارا ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ حق ہے مَعْنًى سے مراد انوار کا ظاہر ہونا اور مجوس کی حالت میں خلل واقع ہونا - كَلِم سے جنیان کی بشارت اور احبار یہود کا خبر دینا مراد ہے ۔

ترجمہ - اور جن آواز دیتے تھے آپ کے ظہور کی اور انوار بلند ہوتے تھے اور حق یعنی نبوت

ظاہر ہوتی تھی ان انوار اور ان کی آواز سے۔

حاصل۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسوقت ان کی عمر سات آٹھ سال کی تھی عقل و تمیز رکھتے تھے بوقت صبح ایک یہودی اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر آواز دیرہا تھا کہ اے قوم بنی اسرائیل آج شب ستارہ نبوت جس کا وعدہ کیا گیا ہے اہل قریش میں طلوع ہو چکا۔ عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ بیان کرتی تھیں کہ بوقت ولادت آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان و زمین انوار و تجلی سے منور ہو گئے۔ ستارے زمین کے اسقدر قریب ہو گئے کہ گویا مجھ پر گر رہے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہیں کہ جس شب میں آپ تولد ہوئے میں نے ایک نور دیکھا جس سے ملک شام کے محلات نظر آ گئے۔

(۶۷)

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ
بہرے تھے کفار پھر کسطرح سنتے خوش خبر · برق سیف اللہ کو کیا دیکھتے وہ کور چشم

تفسیر۔ اس شعر میں لف و نشر غیر مرتب ہے یعنی عَمُوْا وَصَمُّوْا لف و اعلان البشائر لم تسمع نشر از صَمُّوْا و بارقۃ الانذار و لم تشم نشر از عَمُوْا۔ عَمُوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف

(از عمی = نابینا ہونا) صمّوا جمع مذکر غائب ماضی (از صمم = بہرا ہونا) ان ہر دو کی ضمیر فاعل راجع ہے بطرف معاندین داخل کتاب۔ اور ان ہر دو کا مفعول محذوف ہے یعنی عموا عن رؤیتہ بارقۃ الانذار وصمّوا عن سماع البشارۃ۔ اعلان = آشکارا کرنا بشائر جمع بشارۃ = مژدہ لم تسمع نفی واحد مونث مجہول ضمیر راجع بہ اعلان ہے۔ بارقہ = شمشیر و بجلی۔ انذار = ڈرانا۔ لم تشم نفی واحد مونث غائب مضارع مجہول (از شیم = بوقت برق بامید باراں دیکھنا۔)

ترجمہ۔ کفار اندھے اور بہرے ہو گئے کہ انہوں نے خوشخبریوں کے اعلان کو نہیں سنا اور شمشیر تخویف کو نہیں دیکھا۔

حاصلہ۔ باوجود ارض و سما میں عجائبات ظاہر ہونے کے اور کاہنوں کے خبر دینے کے کفار کا ایمان نہ لانا گویا وہ اندھے اور بہرے ہو گئے تھے۔

۶۸

لفظی ترجمہ	مِنۢ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاهِنُهُمْ	
	بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ	

اس سے پہلے کاہنوں نے ان کو دی تھی یہ خبر	دین ہے باطل تمہارا اور ہو گا کالعدم

تفسیرہ۔ من متعلق بہ عموا وصموا ہے بعد ظرف مضاف بطرف ما اخبر الاقوام۔ ما مصدریہ ہے اخبر واحد ماضی معروف (از اخبار = خبر کرنا) اقوام جمع قوم = گروہ اخبر کا مفعول ہے کاہن = غیب کی خبر دینے والا۔ اخبر کا فاعل ہے دین = کیش۔ معوج (از اعوجاج = ٹیڑھا ہونا) لم یقم نفی واحد مذکر غائب مضارع معروف (از قیام = قائم رہنا)۔

ترجمہ۔ باوجودیکہ کاہنوں نے تمام اقوام کو خبر دی تھی کہ اُن کا دین باطل قائم نہیں رہے گا (پھر بھی ایمان لانے سے انکار کیا)

حاصلہ۔ یعقوب بن سفیان سے مروی ہے کہ جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے ایک یہودی نے آکر دریافت کیا کہ اے اہل قریش کیا آج شب تمھارے ہاں کوئی لڑکا تولد ہوا ہے۔ اور اس امت کا نبی ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ اور اسکے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت ہوگی۔
دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔
یہودی ہمراہ قریش حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور مہر نبوت کو دیکھ کر بیہوش ہوگیا اور کہا کہ اے اہل قریش نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوگئی

۶۹

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

دیکھا تھا کفار نے شعلوں کا گرنا چرخ سے
جیسے گرتے تھے زمیں پر سرنگوں ہو کر صنم

تفسیر۔ واو عاطفہ من بعد ما اخبار پر عطف ہے۔ ما مصدریہ ہے بعد عموا د

صُمُّوا کا ظرف ہے اور محل نصب ہے۔ اضافت ظرف بطرف مَا عَایَنُوا ہونے کی وجہ مبنی بر فتح ہے عَایَنُوا جمع مذکر ماضی معروف (از معاینہ = دیکھنا) ضمیر فاعل راجع بہ اقوام ہے۔ اُفُق د اُفُق = کنارہ آسمان۔ شُهُب جمع شہاب = شعلہ آتش۔ مُنْقَضَّة اسم فاعل (از انقضاض = دیوار کا ٹوٹنا۔ ستارہ کا ٹوٹنا) شُهُب کی صفت واقع ہو تو مجرور ہوگا اگر عَایَنُوا کا مفعول ہو تو منصوب ہوگا۔ وَفْق = موافق ہونا منصوب ہے۔ صفت مصدریہ محذوف ہے یعنے مُنْقَضَّةً اِنْقِضَاضًا وَفْقَ اِنْقِضَاضِ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمٍ۔ صَنَم = بت۔

ترجمہ۔ باوجودیکہ کفار نے آسمان سے شعلے گرتے ہوئے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت گر رہے تھے (پھر بھی ایمان نہیں لایا)

(۵۰)

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْهَزِمٌ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
مِنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْا اِثْرَ مُنْهَزِمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

راستہ سے وحی کے شیطان بھاگا جس طرح	ایک پر ایک اضطراری سے اٹھاتے تھے قدم

تفسیرہ۔ حَتّٰی ابتدائیہ ہے جو بیان غایت کے لئے آتا ہے۔ یہاں غایت مُنْقَضَّة بیت سابق میں واقع ہوا ہے۔ غَدَا واحد مذکر غائب ماضی معروف (از غُدُوٌّ = صبح کرنا۔ واپس ہونا گر یہاں بمعنی صار افعال ناقصہ سے ہے) طَرِیْق = راہ۔ وَحْی = خدا کا پیغام بھیجنا کسی کو۔

مُنْهَزِمٌ اسم فاعل (از انہزام = بھاگنا) کان کا اسم ہونے سے مرفوع ہے یَقْفُو راجع مذکر غائب مضارع معروف (از قَفْو = پیچھے چلنا) ناقص واوی ہے اِثْرٌ = پیچھے۔

ترجمہ۔ یہانتک کہ شیاطین (شعلہائے آتشین کے خوف سے) وحی کے راستہ سے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگنے لگے۔

(۷۱)

كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ
اَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِيْ

بھاگنے میں تھے وہ شیطان مثل فوج ابرہہ | یا وہ لشکر آپ کے کنکر سے جو تھا پر الم

تفسیر۔ کاف برائے تشبیہ ہے ضمیر کانّھم راجع بہ شیاطین ہے۔ هَرَبًا = بھاگنا منصوب بر تمیز ہے۔ اَبْطَال جمع بَطَل = دلیر کانّ کی خبر ہونے سے مرفوع ہے۔ اَبْرَهَةَ ابن الاشرم الحبشی کا نام ہے جو نجاشی بادشاہ حبش کی جانب سے والی ملک یمن تھا۔ ابرہہ کے لشکر کی شان میں جو دعویٰ دلیری ہے خیال باطل رکھتا تھا۔ لفظ ابطال جو وارد کیا گیا اس کی نزاکت ظاہر ہے۔ عَسْكَرٌ = لشکر۔ ابطال پر معطوف ہے۔ بِالْحَصٰى با جارہ ہے حصٰی جمع حصاۃ = سنگریزے متعلق رُمِيَ ہے یا مفعول رُمِيَ بزیادت با ہے۔ رَاحَتَيْهِ تثنیہ راحۃ = ہتھیلی۔ اضافت کیوجہ نون تثنیہ گر گیا ضمیر آخر راجع ہے بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُمِيَ ماضی مجہول

(از رَمیٰ یَرمی = پھینکنا) ضمیر مفعول بالمد نبیہ فاعلہ راجع ہے بہ عسکر۔

ترجمہ وہ (شیاطین بھاگنے میں) گویا ابرہہ کے لشکر کے مانند تھے۔ یا اُس لشکر کے مانند جس پر آپنے اپنی دونوں ہتھیلی میں کے سنگریزے پھینکے تھے۔

حاصل مصرع اوّل میں قصۂ اصحاب فیل کی طرف اور مصرع ثانی میں غزوۂ حنین کیطرف اشارہ ہے۔

قصۂ اصحاب فیل مجملاً یہ ہے کہ نجاشی شاہ حبش کی طرف سے یمن میں ایک حاکم نصرانی ابرہہ نامی تھا۔ اسنے خانۂ کعبہ کی طرف خلقت کا رجوع دیکھکر حسد کیا اور ایک بڑا گرجا تیار کرایا کہ تمام لوگ اُس کا طواف کریں۔ اہل مکہ کو یہہ فرمان شاق گذرا۔ ایک قریشی نے ابرہہ سے رسوخ پیدا کرکے شبکو اُس گرجا میں جابجا نجاست ڈالدی اور چلدیا۔ ایک قافلہ اتفاق سے وہیں ٹھیرا ہوا تھا جس نے آگ سلگائی اور وہ ہوا سے کلیسا میں جا لگی کلیسا سب جل گیا۔ ابرہہ کو غصہ آیا بخیال انتقام خانۂ کعبہ کو منہدم کرنیکی غرض سے چڑہائی کی۔ عبدالمطلب نے جو رئیس مکہ تھے ابرہہ کے پاس آدمی بھیجا کہ کیا مقصود ہے اور جب جواب ملا کہ کعبہ پر حملہ کرنے آیا ہے تو یہ کہکر کہ جس کا گھر ہے وہی خود حفاظت کرلے گا قریش کو لیکر پہاڑ میں جا پناہ لی جس وقت ابرہہ کا لشکر مکہ کے قریب پہونچا تو اُس کا بڑا اور مشہور ہاتھی جس کا نام محمود تھا

گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ آخر سمندر کی طرف سے کبوتر سے چھوٹے سبز اور زرد رنگ کے
پرند جن کی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں نمودار ہوئے اور لشکر پر مارتے
تھے جنہوں نے گولی کا کام دیا۔ کچھ لشکر ہلاک ہو گیا اور باقی فرار ہو گیا اس واقعہ کے
پچپن روز بعد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے
حُنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ اور طایف کے درمیان واقع ہے۔ فتح مکہ کے
دو ہفتہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ حُنین میں کافر لڑائی کے لئے
بکثرت جمع ہوئے ہیں تو آپ نے دس ہزار مسلمان مہاجرین وانصار اور دو ہزار
مکہ کے نو مسلم کو لیکر اُن پر چڑھائی کی۔ لشکر کو ایک پہاڑ کی گھاٹی سے گذرنا تھا
تنگی راہ کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے گذرنے لگے۔ کفار جن کی تعداد چار ہزار کی
تھی مسلمانوں کی گھات میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے موقع پاکر اُن پر ٹوٹ پڑے
سب صحابہ تتر بتر ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ
میدان میں رہ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باگ۔ اور ابو سفیان
بن حارث رضی اللہ عنہ رکاب تھامے ہوئے تھے دوسرا حملہ صرف تیرہ آدمیوں کے
ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُسوقت ایک مٹھی خاک یا کنکریاں
دشمنوں کی طرف پھینکیں اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ یعنے اُن کی صورتیں

زشت ہو جائیں کفار نے سخت شکست کھائی بعض مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر فتحیابی کا
گھمنڈ تھا چونکہ یہ توکل کے خلاف تھا اسلئے اوّل تادیباً شکست دیکر متنبہ کر دیا گیا کہ توکل نہ چھوڑو

(٧٢)

نَبَذًا بِهِ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا
نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ أَحْشَاءِ مُلْتَقِمِ

پھینکے کنکر بعد تسبیح ہر دو کف رسول
حضرت یونس کو پھینکا جیسے ماہی کا شکم

تفسیر - نَبَذ = پھینکنا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی نَبَذَ نَبْذًا۔ اسکی ضمیر فاعل راجع ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضمیر بِهٖ راجع ہے بہ حصٰی افراد ضمیر باعتبار افراد لفظ حصٰی ہے۔ تَسْبِيح
خدا کو پاکی یاد کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا۔ اسکی تنوین تنوین عوض مضاف الیہ محذوف ہے اور تسبیح
مصدر ہے اس کا مضاف و مضاف الیہ نبذ کا فاعل ہے یعنی تسبیح الرسول ہیں بِبَطْنِهِمَا متعلق ہے
نبذ آگے۔ با برائے استعانت ہے یا حصٰی کا مضاف الیہ ہے اور ببطنھما متعلق تسبیح ہے اور با
بمعنی فی یعنی تسبیح الحصٰی فی بطنھما اور یہاں یہی معنی مناسب ہے۔ بَطْن = شکم۔ ضمیر ھما راجع ہے
بہ ہر دو کف دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُسَبِّح اسم فاعل (از تسبیح) بقرینہ لام عہد یونس علیہ السلام
مراد ہے اَحْشَا جمع حَشَا = جو کچھ شکم میں ہو مانند دل جگر و انتڑیاں وغیرہ) مُلْتَقِم اسم فاعل
(از التقام = نگلنا) مراد اس سے مچھلی ہے جس نے یونس علیہ السلام کو نگلا تھا۔

ترجمہ - بعد تسبیح آپ کی دونوں ہتھیلیوں سے کنکر کا پھینکنا ایسا تھا جیسا کہ پھینکنا تھا تسبیح خوان (یونس علیہ السلام) کو نگلنے والی (یعنی مچھلی) کی آنتوں میں سے

حاصل - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کنکروں پر تسبیح پڑھ کر کفہائے مبارک سے پھینکنا ایسا تھا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تسبیح خوان یونس علیہ السلام کو شکم ماہی سے باہر نکال کر پھینکدیا یعنی جس طرح یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال کر پھینکدیا جانا اُن کی قوم کی فلاح وبہبودی کا باعث ہوا اسی طرح کفار کی طرف کنکر بعد تسبیح جو پھینکے گئے باعث نجات اہل اسلام ہوا۔

یُونس بن متیٰ موسیٰ علیہ السلام کے آٹھ سو برس بعد شہر موصل کے مقام دجلہ کے اس پار قصبۂ نینوا میں نبی بنا کر بھیجے گئے تینتیس ۳۳ برس کی نبوت وتبلیغ میں صرف دو آدمی مسلمان ہوے جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو عذاب کی بددعا کی - اور تیسرے دن عذاب کے آنازل ہونیکی خبر دیکر آپ مع مسلمانوں کے شہر سے باہر چلے گئے جسب وعدہ عذاب کے آثار نمودار ہوے تو لوگ شہر سے باہر نکل کر توبہ واستغفار کرنے لگے آخر اُن کی بیقراری اور بال بچوں اور ضعیف عورتوں کی آہ وزاری پر اللہ پاک نے رحم فرمایا اور آتا ہوا عذاب ٹل گیا (یہ دنیا میں ایک ہی واقعہ ہے کہ آثار نمود ہونیکے بعد عذاب رد کیا گیا) تو ندامت کے مارے حضرت یونس علیہ السلام بلا

بلا اجازت خداوندی کسی طرف کو نکل کھڑے ہوئے۔ جب کشتی میں سوار ہو گئے تو کشتی لگی
بھنور میں چکر کھانے ملاحوں نے اس مصیبت کی وجہ یہ بتلائی کہ اہل سفینہ میں ایک
غلام ہے جو اپنے آقا کی نافرمانی میں بھاگ رہا ہے حضرت یونس علیہ السلام نے خود کو
پیش کیا کہ وہ بھاگا ہوا غلام یہی ہے۔ مگر آپ کا وقار و شان پیغمبری صورت غلام سے
بہت بعید تھی۔ باوجود حضرت کے اصرار کے لوگوں نے باور نہیں کیا۔ آخر قرعہ ڈالا گیا
جو تین مرتبہ آپ ہی کا نام نکلا بوقت چاشت حضرت یونس علیہ السلام دریا میں پھینکدئے
گئے آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔

اندھیری رات اور پانی اور مچھلی کے چند در چند اندھیریوں میں خطا پر نادم ہو کر
بگریہ وزاری لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھتے رہے۔
چنانچہ تین یا سات یا چالیس روز کے بعد شام کے وقت مچھلی نے بحکم رب دریا کے
کنارے اُگل پھینکا۔ اور کدو کی بیل کا سر پر سایہ ہوا۔ ہرنی نے دودھ پلایا۔ جب
بدن میں قوت آئی تو اپنی قوم میں واپس آئے یہ لوگ حضرت کے متلاشی اور منتظر تھے
جب آپکو دیکھا تو پاؤں پکڑ لیئے اور عزت کیساتھ بستی میں لائے بعض کہتے ہیں کہ
حضرت جبل صہیوں میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شہر موصل میں واللہ اعلم

فصل پنجم برکت دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۷۳)

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِي إِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

آپکی دعوت پہ آئے تھے شجر سجدہ کناں
پیڑ سے چلتے ہوئے کہتے نہ تھے گو وہ قدم

تفسیرہ جَاءَتْ ۔ واحد مونث غائب ماضی معروف (از مجی = آنا) دَعْوَةٌ = بلانا ضمیرہ راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ جاءت کا مفعول لہ ہے ۔ لا لِدعوتہ برائے وقت یا بمعنی بعد ہے ۔ اشجار جمع شجر مرفوع ہے بر فاعلیتِ جاءت ساجدۃ مونث اسم فاعل (از سجود = سر زمین پر رکھنا) حال ہے اشجار کا ۔ تمشی واحد مونث غائب (از مشی = چلنا) ضمیر فاعل راجع بہ اشجار ہے ۔ ضمیر الیہ راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ۔ اشجار کے حال کے بعد یہ جملہ حال ہے اور مستانفہ بھی ہو سکتا ہے ۔ ساق = پنڈلی یہاں مراد تنۂ درخت ۔ قَدَمٌ = پاؤں ۔

ترجمہ۔ آپ کی طلبی پر درختیں سجدہ کرتے ہوئے بغیر قدم کے پنڈلیوں پر چلتے ہوئے آپ کی طرف آئے۔

حاصلہ۔ روایات مشہورہ میں ہے کہ جب کبھی حضرت نے جس درخت کو بلایا وہ خدا کے حکم سے چلکر آیا آپ کی نبوت پر گواہی دی اور اپنی جگہ پر واپس جاکر قائم ہوا۔

(۷۲)

كَأَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ	فُرُوعُهَا مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ
ڈالیوں نے ان کی لکھا گویا اک خط بدیع	سطریں کھینچیں راہ میں جہاڑوں نے مانند قلم

تفسیر۔ ما کافہ ہے جو اَنَّ کو عمل سے باز رکھتا ہے سَطَرَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف از سطر جو تین معنی رکھتا ہے (۱) ہر ایک چیز کی صف۔ (۲) خط (۳) بیٹھنا۔ سَطْرًا سطر کا مفعول مطلق ہے۔ لام برائے توقیت یا برائے اجل ہے۔ كَتَبَتْ واحد مونث غائب معروف (از کتابت = لکھنا) مَا موصولہ ہے اور ضمیر عاید محذوف ہے یعنی لما کتبتہ۔ فُرُوعٌ جمع فَرْعٌ = شاخ مرفوع بر فاعلیت کتبت ہے ضمیر ھا راجع بہ اشجار۔ بَدِيعٌ۔ صفت مشبہ از بدع = نیا پیدا کرنا۔ خَطٌّ = لکھنا۔ اضافت بدیع بہ خط بیانی ہے۔ لَقَمٌ = وسط راہ۔

ترجمہ۔ گویا کہ درختوں نے سطریں کھینچیں جبکہ ان کی شاخوں نے خط نو پیدا وسط راہ میں لکھا۔

(۶۵)

مِثْلَ الْغَمَامَةِ اَنّٰی سَارَ سَائِرَۃً
تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِلْهَجِيْرِ حَمِيْ

ابر کے مانند تھے وہ سایہ افگن آپ پہ	تا نہ پہنچے آپ تک گرمائے تابستان گرم

تفسیر۔ مثلَ میں لام کا نصب مفعول مطلق کی صفت ہونکی وجہ ہے اور جائت کا مفعول مطلق محذوف ہے یعنی جائت مجیئۃً مثلَ الغمامۃِ اگر مثل کو ابتدائیہ قرار دیکر لام کو مرفوع پڑھتے ہیں تو سائرہ اسکی خبر ہوگی۔ غمامۃ = ابر۔ سارَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از سیر = چلنا) اس کی ضمیر راجع ہے بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سائرۃ مونث اسم فاعل از سیر۔ تقیہ کی ضمیر فاعل کا حال ہونکی وجہ منصوب ہے اور یہ ضمیر فاعل غمامۃ کی طرف راجع ہے تقی واحد مونث غائب مضارع معروف (از وقایۃ = نگاہ رکھنا) ضمیر فاعل راجع بغمامۃ و ضمیر مفعول عائد بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حرّ = گرمی تقی کا مفعول ثانی ہونکی وجہ منصوب، وطیس = گرم تنور ہجیر = نصف یوم جبکہ سخت گرمی ہو حمی واحد مذکر غائب ماضی معروف از حمی = سخت گرم ہوا ضمیر حمی راجع ہے بہ وطیس۔ ضرورت شعر کے لئے حمی کا یا ساکن ہے۔

ترجمہ (وہ درخت) مثل ابر کے تھا جو سر پر جاتا تھا جہاں آپ تشریف لیجاتے

حفاظت کرتے ہوئے آپکی دوپہر کی گرمی سے موسم گرما میں۔

حاصلہ۔ متواتر روایات سے ثابت ہے اور امام سیوطی نے بھی لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ میں چلتے تھے تو آپ کے سر مبارک پر ابر سایہ کرتا تھا۔

(۷۶)

أَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ إِنَّ لَهُ
مِنْ قَلْبِهِ نِسْبَةً مَبْرُورَةَ الْقَسَمِ

(مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن)

قلبِ پاک مصطفےٰ سے چاند کو نسبت ہے خاص
ماہِ منشق کی قسم کھاتا ہوں سچی ہے قسم

تفسیرہ۔ أَقْسَمْتُ = واحد متکلم ماضی معروف (از اقسام = قسم کھانا) قَمَر = غرہ ماہ سے تین روز تک ہلال کہتے ہیں بعد از تین روز آخر ماہ تک قمر کہتے ہیں۔ قمر کی اصلی معنی سپیدی ہے اسلیے چاند کا نام بسبب سپیدی قمر رکھا گیا۔ یا قمر بمعنی غلبہ ہے ستارگان کے نور پر چاند کا نور غالب ہونیکے سبب سے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ مُنْشَقّ = اسم فاعل (از انشقاق = شگافتہ ہونا) إِنَّ مشبہ بہ فعل ہے یہ جملہ جواب قسم ہے۔ لَهُ متعلق ثابتة ہے جو اِنَّ کی خبر ہے۔ ضمیر لَهُ راجع بہ قمر ہے مِنْ جارہ بمعنی الیٰ ہے۔ قَلْب = دل ضمیرہ راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نِسْبَةً = پیوند۔ مَبْرُورَة اسم مفعول (از بر = قسم کا راست ہونا) قَسَم = سوگند صفت

نسبت یا اس کا حال ہے۔

ترجمہ: قسم کھاتا ہوں میں ماہ منشق کی تحقیق کہ چاند کو آپ کے قلب سے خاص مناسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل درست ہے۔

حاصل: ناظم عارف رحمتہ اللہ علیہ ماہ شگافتہ شدہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اس چاند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب منوّر سے خاص مناسبت ہے اور اس مناسبت کا وصف اسطرح ہے کہ جو شخص اس مناسبت کی قسم کھاتا ہے راست گو ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔

اس بیت میں معجزہ شق القمر اور شق القلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور ہر دو میں مناسبت یہ ہے کہ:۔

(۱) جسطرح آپ نے چاند کو شق اور التیام فرمایا اسیطرح آپ کے قلب مبارک کو جبرئیل علیہ السّلام نے چیر کے صاف کیا اور نور سے بھر دیا۔

(۲) ہر دو کی صفائی ونورانیت ونزاہت یعنی پاکیزگی۔

(۳) جسطرح چاند نیر اعظم سے نور حاصل کرکے خلق کو فیض پہنچاتا ہے اور ظلمت کو دُور کرتا ہے اسی طرح آپ کا قلب مبارک ذات ذوالجلال سے نور اور فیضان حاصل کرکے کفر کے سیاہ قلوب کو نور ہدایت بخشتا ہے۔ (۴) منازل ومقامات کمال کو سرعت سے طے کرتا ہے

ف قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے کہ ایک روز کفار مثل ابوجہل و ولید ابن وائل وغیرہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آپ کی نبوت کی صداقت میں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار سے عرض کروں گا۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی جس پر ایات ماہ چہاردہم نمودار ہوا۔ آپ کے اشارہ انگشت شہادت سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ ابوجہل نے کہا کہ اچھا اب انکو ملا دو۔ تب حضور نے دوسرے بار اشارہ کیا وہ بدستور جیسا تھا ویسا ہو گیا بعض یہود نے اُسی وقت ایمان لایا اور بعضوں نے کہا کہ اب تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سحر زمین پر چلتا تھا اب آسمان پر بھی چلنے لگا۔

معجزہ شق القمر ممالک غیر چنانچہ ملیبار میں بھی نظر آیا اُس وقت کا شاہنشاہ ملیبار الملقب زامورین جس کا پایہ تخت کیا لیکٹ تھا مشرف باسلام ہوا۔ اس واقعہ کے چھ سو سال بعد اس خاندان کا آخر بادشاہ سارنا پیر میال جب اس واقعہ کو سنجار عرب سے سنا تو اسکی تصدیق سالقہ تاریخ ملیبار سے کر کے مشرف باسلام ہوا اور ہجرت کی۔

جان ڈیون پورٹ اپنے رسالہ تبلیغ اسلام کے صفحہ (۵۹) پر باحفاء معجزہ شق القمر یہ جملہ واقعات تاریخی بیان کرتے ہیں۔

اے در حسد مدینہ جسم تو چو جاں	دین تو گرفتہ قاف تا قاف جہاں
در لفظ مدینہ بنگر از اعجاز ت	مہ شق شدہ دگرفتہ دین امیاں

(٧٧)

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

واہ کیا خیر و کرم حاصل ہوا ہے غار کو	لوٹے کافر جہاں سے ہو کر وہاں سے کور چشم

تفسیر۔ واؤ تماطفہ عطف قسم پر ہے مَا موصولہ بائے القسم کی جارہ سے مجرور ہو کر قسمت کے ساتھ متعلق ہے حَوَى مذکر غائب ماضی معروف (از حوائت = جمع کرنا) غَار = شگاف کوہ جیسا مکان کے ہو۔ اَلْ برائے عہد ہے مراد جبل ثور جو مکہ کے قریب واقع ہے خَیر و کرم سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خیر موجودات عالم و اکرم بنی آدم ہیں وکل طرف کا واؤ حالیہ ہے طَرْف وطَرَفَت = چشم۔ اس کا اطلاق واحد و جمع ہر دو پر آیا ہے ضمیر عَنْهُ راجع بہ غار ہے کُفَّار جمع کافر اسم فاعل (از کفر = انکار کرنا) عَمِيَ واحد مذکر غائب ماضی معروف از عَمِيَ = اندھا ہونا ضمیر فاعل راجع بہ طرف ہے

ترجمہ۔ (میں کھاتا ہوں قسم) اس خیر و کرم کی جو غار نے فراہم کیا تھا۔ درحالیکہ کفار کی ہر ایک آنکھ اس غار سے نابینا تھی۔

حاصلہ۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جب مکہ معظمہ سے ھجرت فرمائی جبل ثور کے غار میں کفار کے خوف سے تین روز تک پوشیدہ رہے۔

(٧٨)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا

وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

صدق اور صدیق دونوں فروز غار تھے
غار میں کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم

تفسیر - فا برائے تفریع ہے یا برائے بیان وتفسیر ہے۔ صِدْق = راستی۔ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ آپکی ذات پاک بکمال راستی عین صدق شدہ ہے ونیز آپکے اسماء پاک سے ایک نام ہے صدق مبتدا ہے اور غار مستقر سے متعلق کیا جاکر خبر واقع ہوا صِدِّیْق صیغہ مبالغہ از صِدْق بہ معنی راستی مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ لَمْ یَرِمَا تثنیہ مذکر مضارع معروف (از رَیْم = لوگانا) دراصل لَمْ یَرِمَا تھا۔ بقاعدہ یَسَلُ ہمزہ محذوف ہوا۔ اَرِم = کوئی شخص

ترجمہ - پس صدق (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار میں (ماسوائے) نہیں لگایا۔ اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

(۷۹)

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلٰى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

دیکھ کر انڈے کبوتر کے وہاں مکڑی کا جال
تھا گمان کفار کو کوئی نہیں ہے مکتتم

تفسیر - ظَنُّوا جمع مذکر غائب ماضی معروف (از ظن = گمان کرنا) ضمیر راجع بہ کفار ہے۔ حَمَام = کبوتر عَنْكَبُوت = مکڑی۔ خَيْرُ الْبَرِيَّة = بہترین خلائق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف ہے لَمْ تَنْسُجْ نفی واحد مؤنث غائب مضارع معروف (نسج = بننا) اس کا ضمیر فاعل راجع ہے بطرف عنکبوت۔ لم تَحُمْ نفی واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از حوم = پرند کا کسی چیز کے گرد پھرنا) ضمیر فاعل راجع بہ حمام ہے جس کا اطلاق مؤنث و مذکر ہر دو پر آیا ہے۔

ترجمہ (کفار نے) گمان کیا کہ (اگر اس غار میں موجود ہوتے تو) اشرف المخلوقات کے گرد کبوتر نہیں گھومتا اور نہ مکڑی جالا بنتی۔

حاصل - جب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے دن غار ثور میں پہنچے اور کفار نے ان کا پیچھا کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کو دیکھ کر ڈرنے لگے تو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تانا اور وہاں دو درخت پیدا ہو گئے

کبوتر نے گھونسلہ بنا کر انڈے دیئے کفار ان امور کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان جاتا تو یہ جالا اور کبوتر کے انڈے سلامت نہ رہتے۔ یہ سمجھ کر واپس ہو گئے اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلامتی سے مدینہ کو مشرف فرمایا

(۸۰)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

خالق اکبر نے کی ایسی حفاظت آپکی	زرہ اور قلعہ سے مستغنی تھے سردار امم

تفسیر - وِقَايَة = نگاہ رکھنا اَغْنَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از اغناء = بے نیاز کرنا) مُضَاعَفَة = دوہرا کرنا - دُرُوْع - جمع دِرع = زرہ - عَالٍ اسم فاعل (از علو = بلند ہونا) اُطُم = سنگ بستہ حصار۔

ترجمہ - خدا تعالیٰ کی حفاظت نے (آپکو) دوہرے زرہ سے اور بلند قلعوں سے مستغنی کر دیا۔

(۸۱)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	مَا سَامَنِيَ الدَّهْرُ ضَيْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهٖ اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِنْهُ لَمْ يُضَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

جب زمانے نے ستایا میں نے لی انکی پناہ	پھر نہیں پہنچا کبھی مجھ تک کوئی جور و ستم

لغتیں ۵ - سَامَ = واحد مذکر غائب ماضی معروف (از سَوم = اذیت پہنچانا) دَھر = زمانہ ضَیم = ستم

اِستَجَرتُ = واحد متکلم ماضی معروف (از استجارہ = پناہ مانگنا) بِہٖ ضمیر راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اِلَّا = حرف استثنا مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی فی حال من الاحوال یا فی وقت من الاوقات

وحالیہ ہے۔ نِلتُ = واحد متکلم ماضی معروف (از نیل = پانا) جوار = پناہ - اال - مِنہُ کی ضمیر راجع

بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لَم یُضَم نفی واحد مذکر غائب مضارع مجہول (از ضَیم بظلم کرنا

کسی حق کا نقصان کرنا)

ترجمہ - جب کبھی زمانہ نے مجھ پر ستم کیا اور میں نے آپ کی پناہ لی تو میں نے زمانہ کی ستم سے

امن پایا اور مجھ پر پھر کبھی جور و ستم نہیں کیا گیا۔

حاصل - جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی حیات میں مدد

مانگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسی طرح بعد وفات بھی اس کا اثر باقی ہے۔ و نیز

حالت حیات میں و عالم برزخ و عرصات قیامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم سے استمداد کرنا اخبار صحیحہ و آثار صریحہ سے ثابت و متحقق ہے۔

(۸۲)

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهٖ	إِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ
جب طلب کی ہیں نے حضرت سے غنائے دارین کی	اس مبارک ہاتھ سے مجھ پر ہوا فوراً کرم

تفسیر - اِلْتَمَسْتُ - واحد متکلم ماضی معروف (از التماس : مانگنا ۔ عرض کرنا) غِنىٰ = دولت تونگری یَدٌ ہٖ کی ضمیر راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اِسْتَلَمْتُ - واحد متکلم ماضی معروف (از استلام = بوسہ دینا) نَدیٰ بخشش = عطا - مُسْتَلَم - اسم مفعول (از استلام = بوسہ دینا)

ترجمہ - جب کبھی میں نے آپکے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت طلب کی تو میں نے فی الفور منہ مانگی مراد کو آپکے دست مبارک سے پایا جو لائق بوسہ ہے۔

حاصل - عادات عرب میں سے ہے کہ جب کسی سے عطیہ یا ہبہ لیتے ہیں تو اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں۔

(۸۳)

لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُّؤْيَاهُ إِنَّ لَهٗ	قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ
وحیٔ رؤیائے نبی کا تو نہ ہو منکر کبھی	قلب انکا جاگتا تھا سو رہتی تھی چشم

تفسیرہ۔ لَاتُنکِرُوا نہی حاضر معروف (از انکار) وَحْیٌ خدا کا کسی شخص کو پیغام بھیجنا۔ (رؤیا) خواب جو دیکھا جاتا ہے۔ (رؤیاہُ) وَلَہٗ کی ضمیر راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ نَامَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از نوم = سونا) عَیْنَانِ۔ تثنیہ عَیْنٌ = چشم فاعلِ نامت ہے لَمْ یَنَمْ واحد مذکر غائب مضارع معروف از نوم ہے۔ ضمیر فاعل راجع بہ قلب ہے۔

ترجمہ۔ آپکے خواب میں وحی کے آنیکا انکار نہ کر کیونکہ آپ کا قلب مبارک نہیں سوتا تھا جب آپکی دونوں آنکھیں سوتی تھیں۔

حاصل۔ آپنے فرمایا ہے کہ میری دو آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے اسلئے آپ کا خواب ناقص وضو نہیں تھا۔ اوّل جو وحی آپ پر ظاہر ہوئی وہ خواب میں رویائے صادقہ تھا۔

جاننا چاہیئے کہ وحی کے کئی اقسام ہیں۔

(۱) بذریعہ رویائے صادقہ۔

(۲) بذریعہ روحی القاء

(۳) بذریعہ جبرئیل علیہ السلام بشکل انسان۔

(۴) صدائے ہاتف جو بجز آپکے حاضرین میں سے کسی کو سنائی دیتی تھی اور نہ کوئی سمجھ سکتا تھا۔ اور جسکے اثر و بار سے آپکے فرق مبارک پر پسینہ آجاتا تھا

اور سواری کا اونٹ گھٹنے ٹیک دیتا تھا۔

(۵) بذریعہ جبرئیل علیہ السلام بشکل اصلی۔

(۶) بذریعہ معراج شریف۔

(۷) خدا تعالیٰ آپ کو بلا وساطت مخاطب فرماتا تھا۔

(۸) آپ علانیہ خدائے تعالیٰ سے بطریق آشکارا اسنا کرتے تھے۔

فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لِلْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ۔ اس کا راز یہ ہے کہ آپنے نبوت کو چھیالیس حصوں میں تقسیم کر کے اس کا ایک حصہ مومن کیلئے فرمایا ہے۔ کیونکہ مدت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۳ سال تھی جسکے منجملہ مدت چھ ماہ آپنے امور غیبی کو بسبیل رویا معلوم فرمایا۔ اور مدت ۲۲ سال چھ ماہ بطریق وحی۔ مدت تیئیس سال کو شش ماہی میں تقسیم کی جائے تو چھیالیس حصے ہوتے ہیں۔ اسکے منجملہ مدت رویا ایک جزء ہے۔

(۸۴)

فَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِنْ نُبُوَّتِهٖ
فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

وحی انکی خوا میں مثل ابتدائے نبوت تھی رویا
خواب ان کا تھا نہ منکر مثل خواب محتلم

تفسیر - فا نتیجیہ ہے یا سببیہ۔ ذالکَ اسم اشارہ بسوے وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبل نبوت خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ ترکیب میں مبتدا واقع ہوا ہے۔ حِیْنَ = وقت خبر مبتدا ہے
بُلُوْغ = پہونچنا۔ بالغ ہونا۔ یہاں بقرینہ لفظ مِنْ نُبُوَّۃ بالغ ہونا مراد ہے۔ تنوین برائے تعظیم ہے
یا برائے عوض مضاف الیہ محذوف ہے۔ یعنی بلوغہ۔ نُبُوَّت = خبر دینا۔ نبوت کی ضمیر ھُ
راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ یُنْکَرُ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از انکار۔ ضمیر فیہ عائد
بطرف وحی ہے۔ حال جمع حالت مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔ مُحْتَلِم اسم فاعل (از احتلام
خواب میں کسی چیز کا دیکھنا) بصیغہ مفعول بھی پڑھتے ہیں لفظ بلوغ و محتلم میں توریہ مرشح
وصنعت استخدام ہے۔

ترجمہ - یہہ حالت (یعنی وحی کا خواب میں آنا) اسوقت تھی جب آپ نبوت کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پس سزاوار نہیں ہے کہ ایسے وقت میں حال خواب بینندہ کا یا حال خواب دیدہ شدہ کا انکار کیا جائے۔

حاصل - پیش از نبوت آپکے خوابیں جو وحی ظاہر ہوتی تھی وہ مثل روز روشن بعینہ صادق اور نمایان ہوتی تھی۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ گو آپکے چشمان مبارک نیند میں رہتی تھیں مگر آپ کا قلب پاک بیدار و ہوشیار رہتا تھا جب آپ بالغ بمرتبہ نبوت ہوئے اور کہے کہ مجھ کو خواب میں وحی آئی ہے پھر اس کا

انکار کسی طرح نہیں کیا جا سکتا۔

(۸۵)

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْیٌ بِمُكْتَسَبٍ
وَلَا نَبِیٌّ عَلٰی غَیْبٍ بِمُتَّهَمِ

بارک اللہ وحی بھی حاصل نہیں ہے کسب سے | اور نہ علم غیب پر کوئی نبی ہے متہم

تفسیرہ۔ تَبَارَكَ اللّٰهُ = پاک اور بزرگ ہے خدا۔ یہ فقرہ بمحل تعجب استعمال کیا جاتا ہے اور تعجب کی معنی کسی چیز کو سامعین کے دل میں بزرگ بنانا ہے مَا بمعنی لَیْسَ ہے وَحْیٌ مَا کا اسم ہونے کی وجہ مرفوع ہے اور تنوین برائے تنظیم ہے مُكْتَسَب اسم مفعول (از اکتساب = کسی چیز کو محنت سے حاصل کرنا) وَلَا نَبِیٌّ وحی پر عطف ہے لَا زائدہ ہے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارک میں سے ایک نام ہے۔ غَیْبٌ = پنہاں۔ مراد اس سے اخبار الٰہی یعنی قرآن و وحی ہے۔ مُتَّهَمٌ اسم مفعول از اتہام = تہمت لگانا۔

ترجمہ۔ ذات باریتعالیٰ بزرگ و بابرکت ہے کہ وحی کسب سے حاصل نہیں ہوتی اور نہ کوئی نبی غیب کی خبر دینے پر کذب سے متہم کیا گیا۔

حاصلہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن وغیرہ جو کچھ خبر دی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔

(۸۶)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	كَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	
	وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ		

سیکڑوں قید جنوں سے چھوٹے از دستِ کرم	مس دست پاک سے بیماروں نے پائی شفا

تفسیرہ۔ كَمْ خبریہ ہے اور اسکی تمیز محذوف ہے یعنی كم مرّة بوجہ ظرف بمحل نصب ہے۔ اَبْرَأَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از براء = تندرست کرنا) وَصِب صفت مشبہ (از وَصَب = بیماری منصوب بر مفعولیت ہے لَمْس = چھونا۔ راحة = ہتیلی ابرأت کا فاعل ہے۔ ضمیرہ راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اَطْلَقَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف از اطلاق = چھوڑنا ضمیر فاعل راجع بہ راحت ہے۔ اَرَب = حاجت رِبْقَة = رسی جو جانور کے گلے میں باندھتے ہیں۔ لَمَم = جنون۔

ترجمہ۔ آپکے کف مبارک نے بہت سے بیماروں کو چھو کر اچھا کر دیا۔ اور بہت سے محتاجوں کو قید جنون سے چھڑا دیا۔

حاصل۔ احادیث میں آیا ہے کہ جنگ اُحد میں قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدہ تیر لگنے کی وجہ باہر نکل پڑا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیدہ کو اُنکے خانہ چشم میں رکھ کر دعا کی تو فوراً شفا ہو گئی۔ اور پھر کبھی اُس آنکھ پر آفت نہیں آئی ایک وقت عقبہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا بخار چڑھا کہ کبھی اُترا ہی نہیں حضور

اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا پڑھکر اپنا دست مبارک اُنکے تمام جسم و اعضاء پر ملا۔ اسی وقت شفا ہوگئی۔

ایک عورت نے اپنے بچہ کو بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیش کرکے عرض کیا کہ یہ بچہ مجنون ہے اور ہماری زندگی تلخ کر رہا ہے آپ اپنا دست مبارک اُس بچہ کے سینہ پر ملا بچہ نے قئے کی۔ ایک سیاہ چیز کتہ کے بچے کے مانند اُسکے پیٹ سے نکلی اور فوراً اچھا ہوگیا۔

(۸۷)

	وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهُ		
	حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِي الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ		

خشک سالی کی سفیدی کو دعا نے سبز کی	ہوگئی جو مثل غرہ بر سیاہی دہر ہم

تفسیر۔ واو عاطفہ عطف بر ابرأت۔ اَحْيَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از احیاء = زندہ کرنا یہاں مراد تر و تازہ کرنا ہے) سَنَة = سال سنہ اور عام میں فرق یہ ہے کہ سنۃ کا غالب استعمال سال قحط و سختی میں ہوتا ہے اور عام کا غالب استعمال سال فراخی و ارزانی میں ہوتا ہے۔ اس کی تقدیر میں ارض السنۃ ہے جو محذوف الواحد سے ہے دراصل سَنْو تھا سین کی جمع سنوات ہے۔

شَهْبَاء = سفید زمین جس میں سبزی اور گھاس نہ اُگتی ہو۔ سنۃ شہباء = سال جس میں بارش نہ ہے

اور گھاس نہ اُگے اور زمین پر سبزی نہ رہے۔ دَعْوَة = دعا کرنا۔ اَحْيَت کا فاعل ہونے سے مرفوع ہے ضمیرہ راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حَتّٰی = الیٰ ان۔ جملہ مابعد بتاویل مصدر ہو کر احیٰی سے متعلق ہے حَکَت واحد مونث غائب ماضی معروف (از حکایت = مانند و مشابہ ہونا) اسکی ضمیر فاعل راجع بطرف سنة ہے۔ غُرَّة = گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی۔ حکت کا مفعول ہے تنوین برائے تعظیم ہے۔ اَعْصُر جمع عصر بمعنی زمانہ۔ دُهْمٌ جمع (اَدْهَم (از دہمہ = سیاہی جو غائت سبزی سے پیدا ہوتی ہے) اعصر کی صفت ہے۔ سالہائے ارزانی کو اسپ ادھم کے ساتھ اور سنہ شہباء کو اسپ سیاہ کی پیشانی کی سفیدی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

ترجمہ۔ آپ کی دعانے بارہا زندہ (یعنی تروتازہ) کردیا (زمین) سال سفید (یعنی قحط کو) یہاں تک کہ وہ سال مشابہ ہوا تروتازگی میں ایسے زمانہ سے جو غائت سبزی سے مائل بہ سیاہ ہو۔ گویا سفیدیٔ سال قحط اسپ سیاہ کی پیشانی میں غُرّہ بن گئی۔

۸۸

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	بِعَارِضٍ جَادَ اَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا سَیْبٌ مِّنَ الْیَمِّ اَوْ سَیْلٌ مِّنَ الْعَرِمِ	[illegible]

جب دعا کی ابر برسا ندیاں بہنے لگیں	لوٹ دریا کی نظر آتی تھی یا سیل عرم

تفسیرہ۔ عارض۔ ابر پراگندہ جو بکثرت آسمان کو پوشیدہ کرتا ہے باجارہ سببیہ اپنے مجرور کیساتھ متعلق بہ آحییت ہے جو شعر سابق مین گذرا ہے۔ دعوت یا حکمت سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ جاد ماضی معروف (از جود = باران کثیر) ضمیر فاعل عاید بسوئے عارض ہے یہ جملہ عارض کی صفت ہو کر اور جملہ مابعد بتاویل مصدر یہ ہو کر اس کے مجرور ہوئے اور متعلق بہ جاد ہیں۔ خلت ماضی مذکر حاضر (از خیلولت = گمان کرنا) بطاح جمع ابطح = آب رود وسیل۔ ضمیر ھا راجع بہ بطاح ہے سیبا = پانی کا روان ہونا۔ یہ مبتدا موخر ہے جسکی خبر مقدم بہا ہے یم = دریا سیل = پانی کا بہنا۔ لفظ سیب اور سیل مین تجنیس ناقص ہے۔ عرم = بند جو پانی کے مقابل مین بناتے ہین۔

ترجمہ۔ (آپکی دعا سے زمین کا تر و تازہ ہونا) ابر سے تہا جو اس قدر برسا کہ تو ندیوں کو خیال کرے کہ ایک دریا ہے یا سیل ہے جو وادی عرم سے ٹوٹ پڑا۔

حاصلہ۔ اس شعر میں قصۂ قوم سبا اور روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

قوم سبا ولایت یمن کی ایک جانب سکونت پذیر تھی ان کا چشمۂ آب پہاڑیوں کے دامن میں تہا جسکی طغیانی کو روکنے کیلئے ملکہ بلقیس نے دو پہاڑیوں کے مابین ایک بند بنوایا جسکو عرم کہتے تھے اسمیں پانی کو روکنے اور چھوڑنیکے تین درجے تھے ملک نہایت شاداب اور اقسام باغوں سے سرسبز تہا ان کی ہدایت کیلئے خدا تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا مگر قوم نے انکی تکذیب کی ایمان

ایمان نہیں لایا۔ ایک مرتبہ آدھی رات کو بند ٹوٹا اور شہر کو غرقِ آب اور ویران کر دیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کنویں اور ندیاں سوکھ گئیں اور زمین پر گھاس کا نام و نشان نہیں۔ آدمی اور جانور تباہ ہو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ دعا اٹھا کر عرض کیا کہ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا ابر فوراً چاروں طرف سے جمع ہوا اور اس قدر برستا رہا کہ دوسرا جمعہ آ گیا۔ پھر اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر گر گئے اور زمین غرقِ آب ہو گئی۔ آپ نے پھر دعا فرمائی کہ الٰہی اب یہ بارش ہم سے ہٹ کر دور دور برسے پس ابر فوراً ہٹ گیا اور آفتاب نکل آیا۔

٨٩

دَعْنِیْ وَوَصْفِیْ اٰیَاتٍ لَّہٗ ظَھَرَتْ
ظُھُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلًا عَلٰی عَلَمٖ

چھوڑ دے مجھ کو نبی کے معجزے کے وصف میں
ہیں عیاں نارِ قریٰ کے مثل بالائے علم

لغات دَعْ امر حاضر ہے۔ نون وقایہ ہے یائے متکلم مفعول دَعْ ہے۔ وَصْفٌ: تعریف کرنا۔

دَعْ کا مفعول ہے۔ مضاف ہوئے فاعل خود یای متکلم ہے۔ یَ مفتوح برائے ضرورت شعر ہے۔ آیَاتٍ جمع آیتہ = معجزہ۔ وصف کا مفعول ہونیکی وجہ منصوب ہے۔ اگر اس کو مرفوع پڑھا جائے تو مبتدا ہوگا اور اس کی خبر ظَهَرَتْ ہوگی اور یہ جملہ تعلیل دعنی ہے یعنی دعنی وصفی لان لہ ایات جو آیات سے متعلق ہو کر آیات کی صفت ہوتی ہے۔ یا ظَهَرَتْ سے متعلق ہے اور آیات مبتدا ہونیکی صورت میں وصفی سے متعلق ہو سکتا ہے ضمیر لَهُ عاید بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ظَهَرَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از ظہور = پیدا شدن) ضمیر فاعل راجع بہ آیَات ہے۔ ظُهُورَ مفعول مطلق ہونیکی وجہ منصوب ہے۔ قِریٰ = مہمانی۔ یہ اہل عرب کی رسم ہے کہ قلہ کوہ یا بلندی پشتہ پر بوقت شب آگ روشن کیا کرتے تھے تاکہ بھولا بھٹکا مسافر اس کو محل مہمانی سمجھ کر بے تکلف وہاں پہنچ جائے۔ نار القِریٰ کسی مشہور چیز کیلئے ضرب المثل ہوگیا ہے لَیْلًا ظہور کا مفعول فیہ ہے۔ عَلَم = کوہ۔

ترجمہ۔ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بیان کرنے کیلئے چھوڑ دے جو آپ سے اسطرح صاف و نمایاں ظاہر ہوئے ہیں جیسے شب میں پہاڑ پر مہمانی کی آگ ظاہر ہوتی ہے۔

حاصل۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتحیات سے معجزات ایسے روشن اور عیاں ظاہر ہوئے ہیں جیسے آتش مہمانی بوقت شب پہاڑ پر روشن کی جاتی ہے۔

یہ عرب کی رسم و رواج ہے کہ شب میں پہاڑ پر یا کسی بلندی پر آگ سلگاتے ہیں تاکہ مسافر کو منزلِ مہمانی معلوم ہو جاوے اور وہ بے تکلف وہاں پہونچے۔

(۹۰)

تفتیش قصیدہ	فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّھُوَ مُنْتَظِمٌ وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمِ		

حسن ہوتا ہے زیادہ جب لڑی میں ہو گہر	گر الگ ہے وہ جدا بھی ہو نہ ہوگی قدر کم

تفسیر۔ فا برائے تعلیل ہے۔ دُرٌّ = موتی۔ یَزْدَادُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از ازدیاد = زیادہ ہونا) حُسْنًا = زیبائی منصوب بہ تمیز ہے ضمیر ھُوَ راجع بہ دُرّ ہے۔ منتظم اسم فاعل از انتظام = موتی تاگے میں منسلک ہونا۔ اچھی ترتیب پانا۔ یہ جملہ فاعل یزداد کا حال ہے۔ بعد کے منتظم کے حروف و اعراب معنی بھی یہی ہیں۔ یَنْقُصُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از نقصان = کم ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ دُرّ ہے۔ قَدْرًا = مرتبہ منصوب بر تمیز ہے۔ غَیْرَ مُنْتَظِمٍ منصوب بر حال ہے۔

ترجمہ۔ (آپکے معجزات مانند موتیوں کے ہیں) پس موتی کا حسن زیادہ ہوتا ہے جب اُس کا ہار بنایا جاوے۔ اور جب اُس کا ہار نہ بنایا جاوے تو اس کی قدر میں کوئی نقص نہیں آتا۔

۱۷۱

فأنّى تطاول آمال المديح إلى
ما فيه من كرم الأخلاق والشيم

پھر خیال کی آرزوئیں کس طرح سے بڑھ سکیں | حد جن کی رکھتے ہیں کوئی آپ کے خلق کریم

تفسیر - واؤ تعلیلیہ برائے تعلیل دعویٰ یا برائے مجرد عطف ہے۔ ما استفہامیہ ہے یا نافیہ۔ تطاول
واحد مذکر غائب نفی معروف (از تطاول = گردن دراز کرنا) آمال جمع اَمَل = امید۔ مرفوع بر فاعلیت
تطاول۔ المدیح جمع مدحت بمعنی ستائش (از مدح = ستائش کرنا) ضمیر فیہ راجع بآنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اخلاق جمع خُلق = باطنی طبیعت، خصلت۔ شِیَم جمع شیمۃ
نیک خصلت۔ شیم کا عطف اخلاق پر از قبیل عطف احد المترادفین ہے۔

ترجمہ پس کس قدر دراز ہوئیں ستائش کنندہ کی آرزوئیں ان اخلاق حمیدہ
و خصائل پسندیدہ کی طرف جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک میں
مضمر ہیں (یعنی جیسے حضور کی خوبیاں غیر متناہی ہیں اسی قدر مداح کی امیدوں کی
جو آپ کی ذات اقدس سے دنیا و آخرت میں رکھتا ہے حد و نہایت نہیں ہے) یا مدح
کنندہ کی آرزوئیں مدح و ثنا میں اس حد و نہایت کو نہیں پہنچیں تاکہ آپ کے مکارم اخلاق
و خصائل حمیدہ کا ذکر کما حقہ کر سکے۔

حاصل - ناظم علیہ الرحمتہ کہتے ہیں کہ آپ کی مدح و ثنا میں جو معجزات کہ میں نے بیان کئے ہیں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپکے تمامہ خلق و کرم کا بیان میں نے کردیا یا کرسکوں گا - بلکہ آپ کی شان اور آپ کے خلق و کرم اس قدر بلند و بالا ہیں کہ میرے فہم کو وہاں تک رسائی نہیں ہے کہ اس کا ایک شمہ بھی بیان کرسکوں -

فصل ششم - شرف قرآن مجید

(۹۲)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن		مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَۃٌ	
	قَدِیْمَۃٌ صِفَۃُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ	

ذات اسکی ہے قدیمی ہیں صفات اسکے قدم	آیتیں سچی ہیں رحمٰن کی محدث ہیں لیک

تفسیر - اٰیَاتٌ جمع آیۃ کے معنے علامت یہاں مراد کلام مجید ہے - خبر ہونیکی وجہ مرفوع ہے مبتدا ھِیَ محذوف ہے یعنی ھِیَ اٰیَاتٌ حَقٌّ - حکم جو مطابق واقع ہو اسما قرآن شریف میں سے ایک نام ہے رحمٰن مشتق از رحمت الله تعالی کے اسما مخصوصہ سے ہے - مُحْدَثَۃٌ مونث اسم مفعول از احداث نو پیدا کرنا - قَدِیْمَۃٌ صفت مشبہ از قِدَم = دیرینہ - قدیم وہ ہے جسپر عدم کا اطلاق نہ ہو - صِفَۃٌ

درود

آیات کی صفت ہے یا آیات کی دوسری خبر ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے یا قدیمۃ کی خبر ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ قدیمۃ کی تعلیل ہے۔ اور تقدیر کلام یہ ہے کہ قدیمۃ لانھا صفۃ الموصوف بالقدم۔ لفظ صفۃ مضاف ہے سوئے موصوف با جارہ ہے قدم کا متعلق ہے الموصوف سے موصوف بالقدم سے مراد خدا تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ قرآن کی آیات جو خدائے مہربان کے پاس سے نازل ہوئی ہیں۔ (باعتبار لفظ) نو پیدا ہیں۔ اور (باعتبار معنی و نفس کلام) قدیم ہیں کیونکہ وہ صفت ہیں اس ذات پاک کی جو موصوف بالقدم ہے۔

حاصل۔ آیات قرآن حق سبحانہ تعالیٰ کا کلام اور صفت ہیں جب خدا تعالیٰ قدیم ہے تو اسکی جمیع صفات بھی قدیم ہونی چاہیئے۔ خواہ صفات ذات ہوں یا صفات فعل۔ صفات ذات و صفات فعل میں فرق یہ ہے کہ ہر صفت جس سے خدا تعالیٰ کی توصیف کیجاتی ہے اسکے برعکس الفاظ میں اس کی توصیف نہ کیجائے۔ جیسے خدا تعالیٰ غنی ہے اسکے برعکس خدا کو محتاج نہیں کہہ سکتے۔ اسکو صفات ذات کہتے ہیں۔ ہر صفت کہ جس سے اور جسکے برعکس الفاظ سے خدا تعالیٰ کی توصیف کی جائے جیسے خدا تعالیٰ ہادی ہے مضل بھی۔ نافع ہے اور ضار بھی اس کو صفات فعل کہتے ہیں۔

۹۳

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَهِيَ تُخْبِرُنَا		عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَعَنْ إِرَمِ	
ہیں زمانہ سے منزہ پردہ ظاہر کرتی ہیں		عاقبت کا حال بھی اور قصۂ عاد و ارم	

تفسیر - لَمْ تَقْتَرِنْ واحد مونث غائب مضارع معروف منفی بلم (از اقتران = نزدیک ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ آیات ہے زَمَانٍ = وقت ضمیر هِيَ راجع بہ آیات ہے - مَعَاد = واپس ہونیکی جگہ - مراد آخرت - عَاد = وہ قبیلہ ہے جسکی طرف ہود علیہ السلام پیغمبر بناکر بھیجے گئے تھے - اِرَم = ایک شہر کا نام ہے -

ترجمہ - (چونکہ آیات قرآنی قدیم ہیں اسلئے) وہ کسی زمانہ کیساتھ مقید و مقترن نہیں ہیں (یعنے زمانہ سے منزہ ہیں) باایں ہمہ ہمکو حال آخرت و قصص عاد و ارم سے خبر دیتی ہیں -

حاصل - آیات قرآنی حق سبحانہ تعالی کا کلام و صفت ہیں چونکہ خدائے موصوف قدیم ہے اسلئے اُس کا کلام و صفات یعنی قرآن مجید بھی قدیم ہے اور کسی زمانہ کے ساتھ مقید و مقترن نہیں ہے - باایں ہمہ قرآن مجید ہمکو واقعات مقترن بزمانہ سے یعنے قصۂ عاد و ارم سے جو متعلق بزمانہ گذشتہ ہے اور حشر و نشر سے جو متعلق بزمانہ آیندہ ہے خبر دیتا ہے

ف - عاد ایک قوی الجثہ وطویل القد سرکش قوم تھی جو بزور قوت ملک یمن پر متصرف تھی

عاد کے دو بیٹے تھے ایک شداد دوسرا شدید جو ایک زبردست سلطنت پر مسلط تھے شدید کے فوت ہونیکے بعد شداد زبردست حکمران تھا اور دعوی خدائی کیا ۔

صحاری عدن میں ایک شہر مربع الجوانب بکصد کروہ بنایا اور اُس کا نام اِرم رکھا۔ چاندی اور سونیکی اینٹ سے ایکہزار عالی شان عمارات بنائیں اور ایک ایک عمارت کیلئے ایک ایک ہزار طلائی ستون بنائے گئے جو یاقوت و زمرد و لعل و زبرجد سے مرصع اور اقسام کے درخت و نہروں سے آراستہ تھے گویا جنت کا ایک مکمل نمونہ تھا۔ اسکی تعمیر میں تین سو (۳۰۰) سال لگے اور شداد کی عمر نو سو (۹۰۰) سال تھی جب تعمیر مکمل ہو چکی تو اپنے متعلقین کیساتھ بکمال حشم و خدم اس شہر کا تماشہ دیکھنے کے لئے چلا اور کبر و نخوت سے کہتا تھا کہ یہ وہی بہشت ہے جسکے لئے کسی دوسرے کے سامنے سر جھکانے واعظین نے مجھے تکلیف دی تھی۔ شہر آرم کے قریب پہونچ گیا صرف ایک قدم دروازہ کے باہر تھا کہ آسمان سے ایک مہیب چنگھاڑ آئی۔ شداد بمع رفقا وہیں کا وہیں تڑپ کر مر گیا۔ خدا تعالیٰ نے اُس شہر کو نظر انسان سے پوشیدہ کر دیا لیکن بعض اوقات اندھیری راتوں میں اہلیان عدن کو اسکی نورانی جھلک نظر آتی ہے

ایک مرتبہ عبداللہ بن قلابہ اپنے اونٹ کی تلاش میں صحرائے عدن میں سرگردان تھے کہ دفعتاً اُس شہر میں داخل ہو گئے۔ چاندی و سونیکی عمارات و ستون

لعل و یاقوت و لولو و زمرد کا صرف اقسام کے درخت و نہر دیکھ کر ششدر ہو گئے اور ان سے جس قدر ہو سکے وہاں کی دولت سمیٹ لیکر واپس ہوئے۔ یہ قصہ شدہ شدہ معاویہ تک پہونچا جو اس وقت حکومت شام پر متمکن تھے عبد اللہ بن قلابہ سے یہ قصہ صحیح سن کر انھوں نے کعب الاحبار کو طلب کیا اور دریافت کی۔ کعب الاحبار قوم بنی اسرائیل کے جید عالم تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ بھی دیکھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مشرف باسلام ہوے۔ کعب نے کہا کہ ہاں ان صفات کا شہر موجود ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے کہ۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ یہ شہر شداد کا بنایا ہوا ہے جسکی عمر نوسو سال تھی اور میں نے سابقہ کتب آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپکے زمانہ حکومت میں ایک مسلمان تلاش شتر اس شہر میں داخل ہوگا۔ جو کوتاہ قد۔ سرخ رنگ سبز چشم خال بر ابرو۔ و خال بگردن ہوگا۔ جب ابن قلابہ بلائے گئے تو کعب نے بیساختہ کہا کہ بخدا یہ وہی شخص ہے جسکے شمائل بیان کئے گئے ہیں۔ کذا فی الکشاف و تخصیص۔

(۹۴)

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ	مِنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

معجزہ قرآن کا فائق رہیگا دائما	جسکے آگے معجزات انبیا ہیں کالعدم

لغت - دَامَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از دوام = ہمیشہ رہنا) ضمیر فاعل راجع بہ آیات قرآن ہے۔ لَدَيْنَا = ہمارے نزدیک - فَاقَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از فوق = مرتبہ میں برتر ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ آیات قرآن ہے مُعْجِزَة بمعنی عاجز کنندہ شرع میں امر خارق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی رسالت سے وقوع میں آئے اور جسکو دوسرا شخص کرنے سے عاجز رہے۔ خارق عادت اس طرح منقسم ہے کہ۔

(۱) اگر مدعی رسالت سے ظہور میں آئے تو معجزہ کہتے ہیں۔ (۲) اگر کسی ولی سے ظہور میں آسے تو کرامت کہتے ہیں۔ (۳) اگر عام مومنین وصالحین سے وقوع میں آسے تو معونت کہتے ہیں۔ (۴) اگر کفار سے سرزد ہو تو استدراج کہتے ہیں۔

جَاءَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از مجیئ = آنا) ضمیر فاعل راجع بہ معجزہ ہے۔ لَمْ تَدُمْ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از دوام = ہمیشہ رہنا) ضمیر فاعل راجع بہ معجزات ہے۔

ترجمہ - آیات قرآنی ہمارے پاس ہمیشہ رہینگی۔ اسلئے یہ معجزہ دیگر انبیا علیہم السلام کے

معجزات سے فائق و برتر ہے کیونکہ اُنکے معجزات آئے اور ہمیشہ نہ رہے۔

حاصل معجزہ کی معنی عاجز کنندہ ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں امر خارق عادات کو کہتے ہیں یعنی واقعہ خلاف اصول فطری جو ایسے شخص سے ظاہر ہو جو دعوی رسالت کرے اور جس کو وہ دوسرا شخص کرنے سے عاجز رہے۔ ثبوت نبوت میں قرآن مجید اعظم معجزات واظہر دلایل ہے اس کا اعجاز قیامت تک باقی رہے گا۔ اعجاز قرآن انگنت ہیں جسکے منجملہ بعض علمانے چھ وجوہ بیان کئے ہیں ناظم عارف نے بھی وہ چھ وجوہ ان ابیات میں بیان کی ہیں

(۱) اسکی بلاغت وفصاحت وربط وحسن تالیف وضبط عبارت ایسی ہے کہ آجتک کسی بلیغ سے بلیغ وفصیح سے فصیح نے اسکی ایک چھوٹی سی سورہ کا جواب کسی زمانہ میں بنایا اور نہ آیندہ بنا سکے گا۔

(۲) اس کا نظم وفواصل واسجاع ونظائر وامثال ایسے لاجواب ہیں کہ کسی نے آجتک اس طرح کا کلام مرتب نہیں کرسکا۔

(۳) زمانہ آئندہ میں پیش آنیوالے واقعات بھی اس میں درج ہیں۔

(۴) زمانہ ماضی کے حوادث ووقائع بھی اس میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۵) گوسامع اہل علم وفہم نہ ہو مگر اس کلام کے سننے سے وہ شوق وذوق وخوف سے متاثر ہوتا ہے۔

(۶) یہ ایسے علوم و معارف پر مشتمل ہے جس سے کوئی عرب یا اگلی امتوں سے کوئی عالم واقف نہیں تھا۔ نیز پیش از نبوت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کا علم نہیں تھا۔ توریت و انجیل و زبور کے الفاظ اور عبارت معجزات سے نہیں ہیں جس میں تحریف کیا کرتے تھے اور کلام خالق و کلام مخلوق میں امتیاز نہیں ہو سکتا تھا۔

جاننا چاہیئے کہ معجزہ سوم یعنی واقعات آئندہ یعنی یوم حشر و نشر۔ اور معجزہ چہارم یعنی حوادث و وقائع ماضیہ یعنی قصۂ عاد و ارم سب قبل میں بیان کئے گئے ہیں۔ باقی اعجاز کا تذکرہ ابیات آئندہ میں کیا جائے گا۔

(۹۵)

	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	مُحکَمَاتٌ فَمَا یُبقِینَ مِن شُبَہٍ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	
		لِذِی شِقَاقٍ وَلَا یَبغِینَ مِن حَکَمٍ		

فیصلہ کیسے جو ہیں سچے خود حکم		آیتیں قرآن کی محکم ہیں شک ان میں نہیں

تفسیر ۹۵ - مُحکَمَات صیغۂ مفعول (از تحکیم کسی کو حکم کرنا) یا (از احکام کسی کو مضبوط کرنا) یہاں چار معنوں کا احتمال ہے۔

(۱) از حکم یعنی حاکم بنایا گیا یا معیار اسکے کہ اس سے احکام لئے جائیں جیسا قصیدہ سے

مابین مدعی نبوت ودیگر مخاصمین۔

(۲) از حکمت = سمجھ۔ (۳) از احکام یعنی تنسیخ وتبدیل سے محفوظ کیا گیا۔ (۴) از حکمت بمعنی محافظت یعنی تحریف وتبدیل سے محفوظ کیا گیا۔ محکمات مرفوع ہے کیونکہ یہ آیات کی صفت واقع ہوئی یا مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی هٰذہ الآیات محکمات یُبقین جمع مونث غائب مضارع (از القاء = باقی رکھنا) ضمیر فاعل راجع بہ آیات قرآن ہے۔ شُبَہ = جمع شبہ = پوشیدگی کار۔ شقاق = خلاف۔ عداوت یَبغِین جمع مونث غائب مضارع معروف (از بغیت = طلب کرنا ڈھونڈنا) ضمیر فاعل راجع بہ آیات۔ حَکَم = حکم کرنیوالا۔

ترجمہ وہ آیات (مابین مدعی نبوت ومخالف آں) حکم دینے والے ہیں یا تغیر وتبدیل سے محفوظ ہیں۔ پس باقی نہیں رکھا شکوک اہل خصومت کیلئے اور اپنے سوا کسی فیصلہ کنندہ کے طالب نہیں ہیں۔

(۹۶)

مَا حُورِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ			
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ			

جو لڑا آیات سے عاجز ہوا وہ جنگ سے		سخت تر دشمن کی بھی گردن ہے اسکے آگے خم

لغیشر۔ ما نافیہ ہے حُورِبَتْ واحد مونث غائب ماضی مجہول (از محاربہ = باہمدیگر جنگ کرنا)

ضمیر ما لم یلم فاعلہ راجع بہ آیات قرآن ہے۔ قطّ ظرف زمان بمعنی ہرگز الا حرف استثنا ہے مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی بحال من الاحوال۔ عادَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از عود = واپس ہونا) حَرَب = خصومت کرنا اعلٰی اسم التفضیل (از عداوت بمعنی ستم کرنا) عادَ کا فاعل ہے اَعَادِی جمع عدو بمعنی دشمن اعلی الاعادی سے مراد دشمن ترین دشمناں ہے۔ لفظ عاد و اعلٰی = اعادی میں تناسب حرفی ہے۔ ضمیر الیہا راجع بہ آیات قرآن مُلقی اسم فاعل (از القاء = ڈالنا) سَلَم = صلح۔ آشتی۔ ملقی السلم فاعل اعاد کا حال ہے اس سے مراد مطیع و منقاد ہے۔

ترجمہ۔ جب کبھی ان آیات سے دشمن ترین دشمنان نے جنگ کی تو ان آیات کے سامنے اس نے سر انقیاد خم کیا۔

حاصلہ۔ روایت ہے کہ ابن مقنع نے جو افصح زمان تھا مثل قرآن ایک سورہ ترتیب دی۔ ایک روز کسی بچہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَیَا اَرْضُ ابْلَعِی مَاءَكِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِی وَغِیضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ فوراً معارضہ سے نادم ہوا جو کچھ کہ ترتیب دی تھی اس کو میٹ دیا اور کہا کہ بخدا اس قرآن کیساتھ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ کلام بشر نہیں ہے۔

(۹۷)

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوَى مُعَارِضِهَا	رَدَّ الْغَيُورِ يَدَ الْجَانِي عَنِ الْحُرَمِ
...د معارض اسطرح اسکی بلاغت نے کئے	اہل غیرت بد کو کرے جسطرح دور از حرم

...غییر۔ رَدَّتْ واحد مؤنث ماضی معروف (از رد = واپس کرنا) بَلَاغَت کسی چیز کا کمال کو
...ہونچنا۔ رَدَّتْ کا فاعل ہے۔ دَعْوٰی اسم ادعا = دعوی کرنا۔ مُعَارِض اسم فاعل (از معار...
...ابری و مقابلہ کرنا) ضمیر مؤنث ھا عاید بہ آیات ہے۔ غیور صفت مشبہ (از غیرت = رشک نا...
...میر مؤنث عاید بہ آیات ہے رَدَّ الْغَیُوْرِ۔ رد کا مفعول مطلق ہے۔ جَانِی اسم فاعل (از
...ابیت = گناہ کرنا) یدَ الجانی۔ رد کا مفعول مطلق ہے۔ حُرَم جمع حرمت یہاں مراد زنان
...ارم ہے۔ الف و لام عوضِ مضاف الیہ ہے یعنی عن حُرَمِنِهِم

...رجمہ۔ ان آیات کی بلاغت نے اپنے مقابلہ کرنیوالیکے دعوی کو اس طرح رد کیا
...طرح غیرتمند شخص دست فاسق کو اپنے اہل محارم سے دفع کرتا ہے۔

...اصلہ۔ اعجاز قرآن مجید کے چھ وجوہ کے منجملہ پہلی وجہ بلاغت ہے۔ اس
...بیہ سے اس کی بلاغت کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی معارض مقابلہ تو کیا بلکہ اس
...ادہ کے قریب بھی آ نہیں سکتا۔

(۹۸)

لَہَا مَعَانٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ فِیْ مَدَدٍ
وَفَوْقَ جَوْہَرِہٖ فِی الْحُسْنِ وَالْقِیَمِ

ہیں معانی آیتوں کی مثل دریا موجزن
گوہر دریا سے زائد اُن کا ہے حسن و قیم

تفسیر - ضمیر لَہَا جو راجع بہ آیات ہے ثابت سے متعلق ہو کر معانی کی خبر مقدم ہوتی ہے۔
مَعَانِی جمع معنی لفظ کا مفہوم مَوْج دریا کا جوش و اضطراب پے در پے - بَحْر = بڑا دریا -
مَدَد = زیادتی - نصرت - تقویت - جَوْہَر گوہر کا معرب = موتی اسکے آخر کی ضمیر ہٖ راجع
بطرف بحر ہے حُسْن = خوبی - زیبائی - قِیَم جمع قیمت -

ترجمہ - آیات قرآن مجید کی معانی (بیشمار) مثل موج دریا ہیں جو پے در پے آتی ہیں
اور حسن و قیمت میں گوہر دریا سے بالاتر ہیں -

حاصل - مصرعۂ اوّل میں اعجاز قرآن مجید کی چھٹی وجہ کی طرف اشارہ ہے
قرآن شریف معانی و علوم کثیرہ کا جامع ہے - اور مصرعۂ ثانی میں دوسری
وجہ کی طرف اشارہ ہے یعنی اعجاز حسن نظم و ترتیب -

(۹۹)

فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى عَجَائِبُهَا
وَلَا تُسَامُ عَلَى الْإِكْثَارِ بِالسَّأَمِ

مفاعلن فعلن مستفعلن فعلن — مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن

جو عجائب انہیں ہیں گنتی نہ ہو انکی کبھی — اور زیادہ پڑھنے سے انکے نہو گا شوق کم

تفسیر ۔ فا تفریعیہ و نتیجیہ ہے ۔ اس بیت کا مصرعۂ اول بیت سابق کے مصرعۂ اول کا نتیجہ ہے ۔ اور مصرعۂ ثانی بیت سابق کے مصرعۂ ثانی کا نتیجہ تُعَدُّ واحد مونث غائب مضارع مجہول (از عد ۔ شمار کرنا) تُحْصٰی واحد مونث غائب مضارع مجہول (از احصاء ۔ گننا ۔ یاد رکھنا) عَجَائِب جمع عَجَب نائب فاعل تعد و تحصی کا ہے ضمیر ھا راجع بہ آیات ہے ۔ تُسَامُ واحد مونث غائب مضارع مجہول ۔ (از سوم ۔ خریداری کرنا قیمت لگانا) اِکْثَار ۔ زیادہ کرنا ۔ سَاَم ۔ ملالت ۔

ترجمہ ۔ پس عجائب آیات قرآنی کا شمار و حصر نہیں کیا جا سکتا اور باوجود کثرتِ تلاوت کے ملال و بے رغبتی سے نہیں پڑھی جاتی ہیں ۔

حاصلہ ۔ اس بیت میں اعجاز قرآن کی پانچویں وجہ کی طرف اشارہ ہے قاری اس سے متاثر ہوتا ہے اور باوجود کثرت تلاوت کے ملال نہیں ہوتا بلکہ شوق و ذوق و محبت و حلاوت زیادہ ہوتی ہے ۔

۱۰۰

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيهَا فَقُلْتُ لَهُ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ	

آنکھیں قاری کی ہوئیں روشن تو میں نے یہ کہا	عروۃ الوثقیٰ ہے تیرے ہاتھ میں اے معتصم

تفسیر - قَرَّتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از قرۃ = آنکھ کی ٹھنڈک ہونا) سرور و شادمانی کیطرف کنایہ ہے ضمیر ھا راجع بہ آیات ہے۔ عَیْنُ چشم مرفوع بر فاعلیت قرت ہے۔ قاری اسم فاعل از قرأت - پڑھنا ضمیر ھا راجع بہ آیات ہے۔ لفظ قَرَّتْ و قاری تناسب حرفی ہے قُلْتُ متکلم واحد ضمیر لَہٗ راجع بہ قاری ہے۔ ظَفِرْتَ واحد مذکر مخاطب ماضی معروف (از ظفر = کامیاب ہونا) لَقَدْ ظَفِرْتَ جواب قسم مقدر ہے یعنی واللہ لَقَدْ ظَفِرْتَ لام برائے تاکید ہے حَبْل = رسی حبل اللہ سے مراد قرآن مجید۔ اِعْتَصِمْ - امر حاضر (از اعتصام = چنگل مارنا گناہ سے اپنے کو بچانا۔)

ترجمہ - ان آیات کے پڑھنے والیکی چشم خنک ہو گئی تو میں نے اس سے کہا کہ بیشک تو عہد و امان الٰہی (یعنی قرآن) کے ذریعہ سے کامیاب ہوا۔ پس تو اس کو مضبوط پکڑ لے (یعنے اس پر مداومت کیساتھ عمل کرتا رہ)

حاصل - بموقول فقہا کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کو دیکھکر پڑھنا افضل ہے بہ نسبت نہ دیکھکر اور حفظ سے پڑھنے سے کیونکہ قرآن میں نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

تلاوت قرآن کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ ھو الذکر الحکیم۔ والصراط المستقیم۔ وحبل اللہ المتین۔ والشفاء النافع۔ عصمت لمن تمسک بہ۔ ونجات لمن یتبعہ۔ آئندہ ابیات میں فضائل تلاوت قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰۱)

مستفعلن فاعلن	اِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً مِنْ حَرِّ نَارِ لَظَى	مستفعلن فعلن	
مستفعلن فاعلن	اَطْفَأْتَ حَرَّ لَظَى مِنْ وِرْدِهَا الشَّبِمِ	مستفعلن فعلن	

آتش دوزخ کے ڈر سے تو اگر انکو پڑھے	نار دوزخ کو کرے تو سرد۔ ہو تجھ پر کرم	

تفسیر۔ تَتْلُو واحد مذکر حاضر مضارع معروف (از تلاوت = قرآن پڑھنا۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ واو گر گیا ہے تَتْلُ۔ ضمیر ھا راجع بہ آیات خِیفَۃً = ڈرنا حَرّ = گرمی۔ لَظَی = زبانۂ آتش۔ لو طبقہ دوزخ کا نام ہے۔ دوزخ کے سات طبقات میں اور ہر ایک طبقہ ایک قوم کیلئے مقرر ہے جہنم برائے مرتکب گناہان کبیرہ۔ لَظَی برائے بت پرستاں۔ ترسایاں حُطَمہ برائے یاجوج و ماجوج وَمَا اَشْبَهَهُمْ مِنَ الْکُفَّارِ۔ سَعِیْر برائے شیاطین ومجوس۔ جَحِیم برائے یہود ونصاریٰ۔ ھَاوِیَۃ جو اسفل ہے برائے منافقین۔ سَقَر انکے لئے ہے جو نماز ادا نہیں کرتے۔

اَطْفَأْتَ واحد مذکر حاضر ماضی معروف (از اطفاء = آگ کا بجھانا) وِرْد = گھاٹ۔ مورد آیات

یعنی وہن فارسی شَبَم ۔ سرد ہونا۔ شَبِمٌ ۔ سرد۔

ترجمہ۔ اگر تو آتش دوزخ کے ڈر سے ان آیات کو پڑھے گا تو گرمی دوزخ کو ذہن سے جو ان آیات کا مورد یا آبجو سرد ہے بجھا دے گا۔

حاصلہ۔ تلاوت قرآن کا ورد آتشِ دوزخ سے نجات بخشتا ہے اسکے وظیفہ کا طریقہ یہ ہے کہ (۱) جو شخص قرآن مجید کے لطائف معلوم کرنے کیلئے بحثِ شافہ ورد کرتا ہے وہ ورد میں اسی قدر اختصار کرے جس قدر کہ اس کا داغ اچھی طرح اس کو سمجھ سکتا ہے۔ (۲) جو شخص کہ تبلیغ علم و تنفید احکام شریعت میں مشغول رہتا ہے وہ ورد میں اسی قدر اختصار کرے جو اس کے عمل سے اس کو باز نہ رکھے (۳) اور جو ایسے اشغال رکھتا ہو وہ بکثرت قرآن کا ورد کرے مگر اس حد تک کہ اس کا شوق و ذوقِ تلاوت باقی رہے۔ ملال طبیعت کی حد تک تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

(۱۰۲)

كَأَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ
مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاؤُوهُ كَالْحُمَمِ

وہ تو ہیں ایک حوض صد بار و سفید اس سے ہوئے
جو کہ پہلے معصیت سے تھے سیہ مثلِ حُمَمْ

تفسیر۵ - کَاَنَّ حرف مشبہ بفعل وضمیر ھا راجع بہ آیات ہے حَوْض سے مراد نھر الحیاۃ ہے
تَبْیَضُّ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از ابیضاض = سفید ہونا) یہ جملہ برائے تعلیل
ماسبق مستانفہ ہے یا بیان وجہ تشبیہ ہے اور حَوْض کا صفت بھی ہو سکتا ہے۔ وُجُوْہٌ جمع وجہ
مرفوع بہ فاعلیت تبیض ہے ضمیر بہ راجع بہ حوض ہے۔ عُصَاۃٌ جمع عاصی (از عصیان یا معصیت
بمعنی نافرمانی کرنا۔ جَاؤُا جمع مذکر غائب ماضی معروف (از مجی = آنا) ضمیر فاعل راجع بہ عصاۃ ہے
ضمیر ھُ راجع بہ حوض ہے یہ جملہ حالیہ ہے حُمَمٌ جمع حُمَمَۃٌ = کوئلہ

ترجمہ (گویا) وہ آیات حوض (کوثر یا نہر الحیوۃ) ہیں جس سے گنہ گاروں کے چہرے
سفید ہوتے ہیں حالانکہ وہ آئے تھے قرآن کے پاس مثل (سیاہ) کوئلہ کے۔

حاصلہ - روز قیامت خدائے تعالیٰ فرمائیگا کہ جن کے دل میں دانہ خردل کے
برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے باہر لائے جائیں۔ سوختگی کی وجہ ان کا جسم مانند کوئلہ کے
سیاہ رہیگا۔ ان کو نھر الحیوۃ میں غوطہ دیا جائیگا۔ انکے چہرے مانند موتی کے سفید اور تاباں
ہو جائینگے اور ان کا جسم مثل گھانس کے جو لب نہر اگتی ہے تر و تازہ ہو جائے گا انکی
گردن پر علامت مغفرت ہوگی جو بغیر نیک عمل کے انکے حق میں کی گئی ہے بہشتیاں
ان کو عُتَقَاءُ الرحمٰن کہیں گے۔ اسی طرح جو لوگ قرآن مجید کے بحر معانی میں
غوطہ لگاتے ہیں اور اسکے موجب عمل کرتے ہیں قرآن انکے فسادات قلب کو صاف

اور انکے دل کو نور سے روشن کرتا ہے اور انکے چہروں کو مثل ماہ تاباں منور کردیتا ہے۔

۱۰۴

مستفعلن فاعلن

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً

فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

مستفعلن فعلن

عدل کی میزان ہیں وہ راستی میں ہیں صراط

ہے قیام انصاف کا انکے بجز بالکل عدم

تفسیر۔ واو عاطفہ عطف کا تھا پر ہے۔ العوض پر بھی عطف ہو سکتا ہے کاف برائے تشبیہ بمعنی مثل مضاف ہوئے صراط ہے۔ صِرَاط = راستہ یہاں مراد پل جو جہنم پر تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے جسپے خلایق بعد فراغ حساب کتاب عرصات قیامت سے اس پل پر سے عبور کرینگے بعض لوگ مثل برق کے اس پر سے گذر جاینگے اور بعض مثل تیز ہوا کے اور بعض مثل پرند کے اور بعض مانند اسپ تیز رو کے اور بعض مثل ایک دوڑنیوالے کے اور بعض مثل بچے کے رینگتے ہوے اور بعض بر دو دست و پا سے چلتے ہوے اور بعض شکم سے چلتے ہوے اور بعض پل کو بغل و سینہ سے پکڑے ہوے جنکا ایک ہاتھ سالم اور دوسرا ہاتھ جلتا ہوا ہوگا اس پل پر سے عبور کرینگے بعض لوگ بقدر ایک روز و شب اور بعض بقدر دو شب و روز اور بعض بقدر ایکماہ اور بعض بقدر دو ماہ اور بعض ایکسال اور بعض دو سال اور بعض تین سال یہانتک کہ سب سے اخیر میں گذرنیوالا بقدر پچیس ہزار سال اس پر سے عبور کرے گا۔

کالصراط خبر ہے۔ اسکا مبتدا بھی محذوف ہے اور اسی طرح میزان بھی ہے یعنی ھِیَ کالمیزان

میزان = ترازو جس سے روز قیامت بندگان خدا کے اعمال تولے جائینگے مَعْدِلَۃً = عدل۔ واو

منصوب بہ تمیز ہے۔ قِسْط = عدل لَمْ یُقِمْ مضارع معروف (از اقامت = باقی رکھنا) یہ جملہ

فالقسط کی خبر ہے۔

ترجمہ۔ آیات قرآنی از روئے عدل مانند صراط و ترازو ئے (اعمال بندگان) ہیں
پس بغیر اسکے لوگوں میں عدل و راستی باقی نہیں رہتی۔

حاصل۔ جیسا کہ صراط محق کو مبطل سے جدا کرکے اپنی پشت پر سے جلد پہونچا
دیتا ہے اور میزان اچھے اور برے اعمال از روے انصاف ظاہر کرتا ہے۔
اسطرح آیات قرآنی قاری کی کجروی کو درست کر دیتی ہیں اور بندوں کے اعمال کے
حسن و قبح کو ظاہر کر دیتی ہیں۔ پس عدل و انصاف حقیقی بغیر قرآن مجید کے
ناممکن ہے۔ سنت و اجماع و قیاس فقہی داخل قرآن ہے جو جمیع احکام شرعیہ کا
مرجع ہے۔

(۱۰۴)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُوْدٍ رَاحَ یُنْکِرُھَا تَجَاھُلًا وَھُوَ عَیْنُ الْحَاذِقِ الْفَھِمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

کچھ تعجب تو نہ کر حاسد کو گر انکار ہے — دلمیں وہ نعت ہے۔ تجاھل سے وہ رکھتا ہے بھرم

تفسیر - لَا تَعْجَبَنْ واحد نہی حاضر معروف با نون خفیفہ (از عجب = تعجب کرنا) حَسُوْدٌ صفت مشبہ (از حسد = برا چاہنا) رَاحَ فعل ماضی بمعنی صار (از رواح = رات میں چلنا) اس کا ضمیر فاعل ہے جو حسود کی طرف عائد ہے یہ جملہ حسود کا صفت واقع ہوا ہے یُنْکِرُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از انکار = انکار کرنا) ضمیر فاعل عائد بطرف حسود ہے ضمیر ھا راجع بہ آیات ہے تَجَاهُلًا = بظاہر نادان بننا منصوب بر تمیز ہے ھُوَ راجع بہ حسود ہے عَیْنُ = نفس وذات - حَاذِقٌ فن کا کامل - فَهِمٌ = ذکی وذہین -

ترجمہ - تو تعجب نہ کر اگر کوئی حاسد آیات قرآنی کا انکار کرے از روئے اظہار نادانی کے حالانکہ وہ زیرک ودانا ہے -

حاصل - اگر کوئی حاسد قرآن کا انکار کرے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہونے میں اس کو شک وشبہ ہو بلکہ اس کی وجہ حمیت جاہلیت ہے کیوں کہ وہ شخص حاسد قرآن کی خوبیوں کا تہ دل سے قائل ہے مگر صرف حسد وعناد سے خود کو دیدہ ودانستہ جاہل ونادان بناتا ہے جیسا کہ شعر مابعد میں بیان کیا جاتا ہے -

(۱۰۵)

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ

وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ

منھ کو بیمار و نکے پانی کا مزا ملتا ہے	شمس کی ضو نا موافق ہے یا آشوب چشم

تفسیر۔ قد برائے تعلیل ہے۔ تُنکِرُ واحد مونث مضارع معروف (از انکار۔ برا سمجھنا) یہ جملہ مستانفہ ہے بطریق تعلیل لا تعجبن عَیْن چشم تُنکِرُ کا فاعل ہے ضَوْء = روشنائی۔ تُنکِرُ کا مفعول ہے شَمْس = آفتاب۔ رَمَد = درد چشم۔ آشوب۔ فَمّ = دہن۔ یُنکِرُ کا فاعل ہے برائے محافظت وزن شعر فَمّ پڑھنا جائز ہے طَعم = مزہ۔ سَقَم = بیماری۔

ترجمہ۔ کبھی درد کی وجہ آنکھ آفتاب کی روشنی کو ناپسند کرتی ہے اور کبھی منہ بیماری کی وجہ آب شیریں کو ناپسند کرتا ہے۔

حاصل۔ روشنیٔ آفتاب آب شیریں نہایت خوشگوار نعمتوں میں سے ہیں جس کا ہر شخص قائل ہے۔ باایں ہمہ بحالت بیماریٔ جسمانی یہ ہر دو مفید و عمدہ محسوسات بیمار مضر و برا سمجھتا ہے اسیطرح اگر کوئی سمجھ دار آدمی بیماریٔ حسد و کور باطنی سے قرآن شریف کے فضائل اور خوبیوں کا انکار کرے تو کوئی تعجب نہیں ہے۔

فصل ہفتم ذکر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۰۶)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

یا خیر من یمم العافون ساحتہ
سعیا و فوق متون الانیق الرسم

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

اے وہ شخص در گہ والا جہاں آتے ہیں سب
پا پیادہ اور سوار اشتران تازہ دم

تفسیر - خَیْرُ = بہترین - دراصل اَخْیَرُ تھا جو اسم تفضیل ہے - کثرت استعمال سے ہمزہ حذف ہو گیا۔ یَمَّمَ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از تَیْمِیْم = قصد کرنا) عَافُوْنَ جمع عَافِی = رزق و آرام کا چاہنے والا (از عفو) دراصل عافیون تھا یمم کا فاعل ہے - سَاحَتْ = صحن سرا۔ ضمیر ہٗ راجع بہ مَنْ ہے سَعْیًا = دوڑنا - مراد پیدل چلنا عافون کا حال ہونے سے منصوب ہے مصدر بمعنی فاعل ہے - یعنی ساعین مُتُوْن جمع مَتْن = پشت - اَیْنُق جمع ناقہ = مادہ شتر رُسُم جمع رَسُوم یا رَسِمَاءُ = تیز رفتار مادہ شتر جو سخت رفتاری سے زمین پر نشان کر دیتی ہے -

ترجمہ - اے بہترین اُن اشخاص کے جن کی درگاہ میں عافیت خواہان (یا امید گوناگون عطایا) پیادہ پا اور تیزرو اونٹنیوں پر سوار ہو کر حاضری کا قصد کرتے ہیں۔

حاصل - اب تک ناظم علیہ الرحمۃ آپکے اوصاف و کمالات کا ذکر بطرز غیبت - اور قرآن مجید

آپ کے اعظم معجزات سے ہونا بیان کرتے رہے مگر جب جذبہ محبت نے جوش کیا اور غائت اشتیاق سے بیتاب ہو گئے تو ناظم علیہ الرحمنہ خود کو دیکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور بطور التفات حضور کی طرف مخاطب ہو کر عرض حال کرتے ہیں کہ آپ مرجع خلائق اور برگزیدہ رب العزت ہیں۔ طالبان رزق پاپیادہ اور سوار ہو کر حاجت برآری کیلئے آپکے در دولت پر دوڑے چلے آتے ہیں کیونکہ طلب رزق انسان کیلئے بہ نسبت دیگر حوائج کے نہایت ضروری اور اہم ہے۔ اور اُس کا خاص تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت سے ہے اسلئے کہ خزائن روئے زمین کی کلید آپکے دستِ مبارک میں ہے۔ اور آپ کا اسم خاص قاسم ہے۔

ف جواب ندا اسکے تیسرے شعر یعنی نمبر (۱۰۸) میں ہے۔

(۱۰۷)

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ

وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

معتبر کیواسطے ایک آیت کبری ہیں آپ

مغتنم کو نعمت عظمی ہیں والا محترم

تفسیر۔ واو عاطفہ عطف منادی پر ہے یعنی خیر من یمم پر ہے یا من یمم پر ہے ضمیر ھو

راجع بہ مَن ہے۔ اٰیَۃٌ = علامت و نشان۔ کُبْرٰی = بزرگتر یا بزرگی مُعْتَبِرٌ اسم فاعل (از اعتبار = نصیحت لینا۔ عبرت لینا) نِعْمَۃٌ = عیش و مسرت۔ عُظْمٰی = بزرگتر۔ مُغْتَنِمٌ اسم فاعل (از اغتنام = غنیمت سمجھنا)

ترجمہ۔ اے وہ ذات پاک جو عبرت گیر کیلئے بہت بڑی نشانی (وحدانیت حق) ہیں اور جو غنیمت جاننے والے کے لئے بہت بڑی نعمت (از نعمت ہائے دنیا و آخرت) ہیں۔

حاصلہ۔ اٰیۃ کبرٰی سے مراد یہ ہے کہ آپکے فضائل و کمالات و معجزات آپکے اثبات رسالت کے لئے ذی فہم کیواسطے بہترین دلیل ہیں۔ نعمت عظمیٰ سے مراد یہ ہے کہ آپ جیسا مرشد کامل و مخبر صادق و رحمۃ للعالمین کوئی نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ ہر ذی عقل کے لئے لازم ہے کہ آپ کی ذات اقدس کو نہایت غنیمت سمجھے اور اس بارہ میں رب العزت کا شکر ہر وقت ادا کرتے رہے۔

(۱۰۸)

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

ایک شب مکہ سے اقصیٰ تک گئے شاہ امم	سیر جیسے بدر کرتا ہے شب دیجور میں

تفسیر- سَرَیْتَ = واحد مذکر حاضر ماضی معروف (از سری = رات میں چلنا) یہاں تفاعدہ تجرید سیتلہ مراد ہے ورنہ پھر لیل یعنی رات کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ یا ذکر لیل برائے تاکید بھی ہو سکتا ہے۔ حَرَم = احاطہ مکان یعنی چار دیواری۔ حرم اول سے مراد مکہ معظمہ و حرم ثانی سے مراد مسجد اقصیٰ ہے مراد دونوں میں برائے تعظیم ہے۔ لَیْلًا = شب منصوب بر مفعول فیہ ہے سَرٰی = واحد مذکر غائب ماضی معروف۔ بَدْرٌ = ماہ چہار دہم سَرٰی کا فاعل ہے۔ دَاجٍ = شب تاریک۔ ظُلَم جمع ظُلمت = تاریکی۔

ترجمہ- ایک شب آپ حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اسطرح تشریف لیگئے جیسا کہ بدر شب تاریک میں سیر کرتا ہے۔

حاصلہ- اس شعر میں (۱۰۵) کی ندا کا جواب ہے۔ یہاں سے قصۂ معراج کا آغاز ہے معراج بارہویں سال بعد از بعثت وایک سال قبل از ھجرت رجب کی ستائیسویں شب میں ہوا مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک چالیس روز کے سفر کا فاصلہ ہے معراج مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک کتاب الٰہی سے اور سماء دنیا تک خبر مشہور سے اور اُسکے بالا تر سمٰوات و جنت و عرش و کرسی تک خبر احاد سے ثابت ہے۔ پس منکر اول کافر و منکر ثانی مبتدع و مضل و منکر ثالث فاسق ہے۔ اعتقاد اھل اسلام یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عروج جسد و روح کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ معراج روحی تھا یا نیند میں ہوا کہنے والے مبتدع و مضل و فاسق ہیں۔ ثقل جسم مانع عروج سمجھنے والے اہل بدعت و منکر قدرت ہیں۔

اس شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ ام ہانی بنت ابو طالب میں رونق افروز تھے۔ جبریل علیہ السلام باجوق ملائکہ حاضر ہوئے آپکے سینہ مبارک کو شق کر کے آب زمزم سے دھویا ایک طشت زریں جو حکمت وایمان سے بھرا ہوا تھا لایا گیا اور آپکے سینہ مبارک پر چھڑک کر برابر کر دیا گیا۔ اسکے بعد ایک براق سفید حاضر کیا گیا جو گدھے سے اونچا خچر سے نیچا تھا۔ انتہائے نظر پر جو زمین سے آسمان تک ہوتا ہے قدم رکھتا تھا۔ آپ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہونچے جبریل اس کی لگام تھامے ہوئے تھے میکائیل دائیں جانب واسرافیل بائیں جانب ہمراہ رکاب تھے۔ بیت المقدس میں ملائک اور انبیا نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں ملائک اور انبیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ پر درود پڑھا اور آپ کے فضائل کے معترف ہوئے پھر اذان وتکبیر کہی گئی۔ آپ نے امام ہو کر نماز پڑھی بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام نے دو پیالے ایک دودھ کا دو شراب کا پیش کر کے عرض کیا حضور ان میں سے جو چاہیں نوش فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ شیر اختیار فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے خوب کیا جو استقامت دین اختیار کی۔ اگر پیالہ شراب اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہ اور شرابی ہو جاتی اسکے بعد آسمان اول پر تشریف فرما ہوئے۔

جبرئیل نے خازن آسمان سے کہا کہ دروازہ کھولو اُس نے کہا کہ تم کون ہو۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں اُسنے پوچھا کہ آپکے ساتھ کون ہے جبرئیل نے جواب دیا کہ محمد اُسنے دریافت کیا کہ آیا وہ آپکے ساتھ بھیجے گئے ہیں جبرئیل نے جواب دیا کہ ہاں اُسنے کہا کہ مرحبا بہ فنعم المجئ جاء اور دروازہ کھولا۔ حضور اقدس فلک اول کے اندر تشریف لیگئے اور ایک صاحبکو بیٹھے ہوے دیکھا جنکے دائیں بائیں بہت سے سوار کھڑے ہوے تھے۔ جب کبھی وہ صاحب دائیں طرف نظر کرتے تھے تو مسرت سے ہنستے تھے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تھے تو حسرت سے روتے تھے۔ وہ صاحب نے کہا کہ مرحبا بنی الصالح ابن الصالح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں جبرئیل نے جواب دیا کہ آدم ہیں اور سوار ان کی اولاد ہیں۔ دائیں طرف کے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف کے اہل نار ہیں۔ اسی طرح فلک دوم میں عیسیٰ و یحییٰ کو اور فلک سوم میں یوسف کو اور چہارم میں ادریس کو اور پنجم میں ہارونکو اور ششم میں موسیٰ کو اور هفتم میں ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ سب کے سب نے تحیت و سلام و مرحبا کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب بھی ادا فرمایا۔ وہاں سے بیت المعمور میں رونق افروز ہوئے (جو ایک مسجد ہے) جس میں روزانہ ستر هزار ملائک برائے عبادت نوبت بنوبت

داخل ہوتے اور واپس نہیں آتے ہیں روز قیامت تک یہی عبادت جاری رہے گی
جس کا ثواب جا بجا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچایا جائے گا۔ یہاں سے
سدرۃ المنتہیٰ و حوض کوثر و انہار ایسی پر تشریف فرما ہوئے جبرئیل علیہ السلام کو یہاں سے
آگے پرواز کی قوت نہ رہی حضور اقدس بنفس نفیس بالا تر مقامات پر گئے اور نور و ظلمات کے
ہزار ہا پردے طے فرمائے یہانتک کہ براق بھی سیر سے عاجز ہوگیا۔ پس آپ رفرف
سبز پر سوار ہو کر عرش مجید پر پہونچے اور وہاں سے درجہ بدرجہ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ
اَدْنٰی میں جو ایک مکان خالی از مکان تھا پہونچے اور کہا کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ
وَالطَّيِّبَاتُ اور اس کا جواب یہ سنا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر آپنے اسکے جواب میں کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی
عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

نظم

دیدار خدائے دید بے عیب
گفتار حق شنید بے ریب

ایں گفت و شنید بے کم و کاست
ہم گفتن و ہم شنیدنش راست

ایزد بکمال مہربانی
دادش بکمال ہرچہ دانی

بنواخت بعزت سلامش
بسپرد ودیعت کلامش

مقصود دو کون در تنش ریخت | گنج دو جہاں بدامنش ریخت

با بخشش پاکِ ایزدِ پاک | آمد سوئے بندۂ خانۂ خاک

آورد ز حضرتِ خداوند | منشورِ نجاتِ عاصیٔ چند

پس داد بہر خجستہ یارے | زآوردۂ خویش یادگارے

یاراں کہ ستودہ حال بودند | منعم ہم ازاں نوال بودند

پس آپ پر شب و روز میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور فلک موسیٰ پر پہونچے تو موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پچاس نمازیں ایک شب و روز میں۔ موسیٰ نے کہا کہ آپ کی اُمت اسکی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ آپ سے قبل میں نے بنی اسرائیل کا تجربہ کیا ہے آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لیجائیے اور تخفیف کا معروضہ کیجئے۔ آپ واپس تشریف لیگئے اور تضرع و زاری تخفیف نماز کیلئے عرض کی۔ خدائے تعالیٰ نے دس نماز کی تخفیف کی۔ پھر مقام موسیٰ پر پہونچے۔ اور موسیٰ کے کہنے پر باریتعالیٰ کی خدمت میں پھر واپس آئے اور مزید تخفیف کی استدعا کی۔ اسطرح چند مرتبہ آمد و رفت فرمائی۔ یہانتک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں موسیٰ نے خواہش کی کہ ان پانچ نمازوں میں بھی تخفیف کرائیے غرض سے آپ مکرر بارگاہ

ایزدی میں تعریف لیجائیں آپنے فرمایا کہ اسقدر میں نے قبول کرلیا ہے۔ اور مزید تخفیف کیلئے عرض کرنے شرم آتی ہے پس ندا آئی کہ جسقدر فرض نماز (یعنی پچاس) جو میں نے جاری کی ہے اُس کا پورا ثواب باقی رہیگا۔ میرے بندے صرف پانچ فرائض کے بار سے سبکدوش کردیے گئے۔ یہ عروج و رجوع و تماشائے جنت و نار و عجائبات دیگر حالات اسقدر تنگ عرصہ میں وقوع میں آئے کہ آپکے بستر کی گرمی باقی رہی۔ جب حضور اقدس نے خاص و عام کو یہ قصہ سنایا تو مومنین نے اسکی تصدیق کی اور ان میں سے سب سے اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی۔ لہذا وہ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے۔ کفار نے انکار کیا اور علامات بیت المقدس کی نسبت سوالات کئے جب آپنے وہاں کے حالات بعینہ بیان فرمائے تو بعض کفار نے تصدیق کی اور ایمان لایا۔ اور بعضوں نے بشقاوت ابدی انکار کیا۔

(۱۰۹)

وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

پھر ترقی کی وہاں سے اور پہنچے عرش تک | منتہی تھیم قاب قوسین آپکی شانِ اتم

تفسیر - وَ اوعاطفہ عطف سابق پر ہے - بِتَّ واحد مذکر حاضر ماضی معروف (از بَیْتُوتَت = رات گذارنا) افعال ناقصہ سے ہے - تَرْقیٰ واحد مذکر حاضر مضارع معروف (از رَقْیٌ = زینہ پر چڑھنا - بلند ہونا) نِلْتَ واحد مذکر مخاطب ماضی معروف (از نیل = پانا پہونچنا) ان ہر سہ صیغوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں مَنْزِلَۃ = مرتبہ - درجہ - تنوین برائے تفخیم ہے - قَابَ = مقدار - قَوْسَیْن = تثنیہ قَوْس بمعنی کمان - قَابَ قَوْسَیْن - قَابَ کا نصب بربنائے حکایت ہے از آیۂ کریمہ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اس سے مراد قرب قاب قوسین ہے یعنی کمال موافقت و مصادقت ہے در اصل قابا قوس تھا مضاف مضاف الیہ سے بشدت امتزاج ہونیکی وجہ مضاف کی علامت تثنیہ مضاف الیہ کو دیگئی پس قاب قوسین ہوا عظماء عرب کی عادت یہ تھی کہ جب باہمی معاہدہ کو مستحکم اور قسم کے نقص سے پاک کرنا چاہتے تو ہر ایک اپنی کمان کو دوسرے کی کمان سے ملاکر دفعتًا تیر چھوڑتا جو کمال یگانگی کی دلیل متصور ہے اسکے بعد ہر ایک کی رضا و غضب عین دوسرے کی رضا و غضب متصور ہوتی پس مقام قاب قوسین اسی معنی کی طرف اشارہ ہے یعنی رضائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عین رضائے حق سبحانہ تعالی ہے اور آپکا غضب عین خدا کا غضب ہے - تُدْرَكْ واحد مونث غائب مضارع مجہول (از ادراک = معلوم کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ منزلۃ ہے - تُرَمْ واحد مونث غائب مضارع مجہول (از روم = طلب کرنا ڈھونڈھنا)

ترجمہ - اور آپنے بحالت ترقی رات گذاری یہانتک کہ مرتبہ کمال حاصل کیا

جو قاب قوسین سے ہے۔ اس مرتبہ کو کوئی نہیں پہونچا اور اس کا قصد تک نہیں کیا گیا۔

حاصل - آپ نے شب معراج میں یہانتک ترقی کی کہ مرتبۂ کمالِ قربِ الٰہی حاصل کیا جس پر مقربانِ درگاہ خداوندی سے کوئی نہیں پہونچا تھا - بلکہ اس مرتبہ کا قصد تک نہیں کیا ۔

۱۱۰

وَقَدَّمَتْكَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاۤءِ بِهَا	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
وَالرُّسُلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

انبیاؑ اور مرسلینؑ نے یوں بڑھایا آپ کو	جیسے خداموں سے ہو مخدوم کا آگے قدم

تفسیر - واو عاطفہ بیتؔ پر عطف ہے۔ قَدَّمَتْ واحد مونث ماضی معروف (از تقدیم = آگے بڑھانا) فاعل مذکر ہونیکے باوجود تانیث فعل کی وجہ لحاظ جمعیت مضاف الیہ ہے اور قَدَّمَتْ کا فاعل جَمِیْع ہے۔ ضمیر ھا راجع بہ مَنْزِلَۃ ہے۔ باء بِھَا سببیہ ہے جو قدمت سے متعلق ہے رُسُلْ جمع رَسُوْل انبیاء پر عطف ہونے سے مجرور ہے۔ دنیز جمیع الانبیاء پر عطف ہوکر مرفوع ہونے کا بھی احتمال ہے رَسُوْل ایک انسان ہے جو خلق کی دعوت کے لئے جدید شریعت کیساتھ بھیجا گیا ہو۔ بخلاف نبیؐ کے جو دوسرے کی شریعت کا تابع ہے - پس عطف رسل برانبیا

جائز ہے۔ اگر نبی اور رسول دونوں کی معنی ایک ہی ہو تو عطف جائز نہ ہوگا کیونکہ اس سے عطف شئ علی نفسہ لازم ہو جاتا ہے۔ قدمت کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ تقدیم منصوب ہے مخدوم اسم مفعول (از خدمت چاکری کرنا) خدم جمع خادم۔

ترجمہ ۔ اور (مسجد بیت المقدس میں) تمام انبیا اور رسل نے اس شب آپ کو آگے کیا جیسے کہ خادموں کے آگے مخدوم رہتا ہے۔

حاصل ۔ شب معراج میں جمیع انبیا اور رسل کی ارواح متمثل ہو کر مسجد اقصیٰ میں حاضر تھیں۔ جب اذان و اقامت کہی گئی تو سبکے سب انبیا صف بنکر منتظر تھے کہ کون امامت کرینگے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت کا دست مبارک پکڑ کر آگے کردیا اور آپ نے نماز پڑھائی۔

۱۱۱

فعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْهِمْ صَاحِبَ الْعَلَمِ	

طے کیا ساتوں طبق کو آپ نے با انبیاء	آپ افواج ملائک میں تھے باشان و علم

تفسیر ۔ واو عاطفہ عطف جملۂ اسمیہ بر جملہ فعلیہ یا حالیہ ہے اور اسکے بعد کا جملہ فی موکب وغیرہ مفعول قدمنک کا حال ہے۔ وانت ضمیر مخاطب بجانب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بیند اہے تَخْتَرِقُ واحد مذکر مخاطب مضارع (از اختراق = راستہ طے کرنا) یہ جملہ اَنْتَ کا خبر ہے
حکایت حال ماضیہ کیلئے صیغہ مضارع اختیار کیا گیا ہے۔ سَبْعَ = سات مفعول تخترق ہے۔
طِبَاقٌ جمع طَبَق = وہ چیز جو ایک دوسرکے مطابق و برابر ہو۔ منصوب صفت سبع ہے۔ ضمیر
ھُم راجع بہ انبیاء ہے۔ مَوْکَب = لشکر۔ تنوین برائے تفخیم ہے۔ کُنْتَ واحد مذکر مخاطب از
افعال ناقصہ ہے۔ ضمیر فیھم راجع بہ موکب لحاظ معنی ہے صاحب اسم فاعل (از صحبت = ساتھ رہنا)
یہاں معنی خداوند ہے۔ عَلَم = نشان علامت ۔ جھنڈا۔

ترجمہ۔ آپنے طے فرمایا سات آسمانوں کو جو ایک دوسرکے اوپر ہیں۔ درحالیکہ آپ
جماعت انبیاء و لشکر ملائکہ میں سردار صاحب نشان تھے۔

حاصلہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی جسم لطیف سے مسافت ہفت
آسمان طے فرمائی۔ عرف عرب میں سردار لشکر اپنے ہاتھ میں لوا رکھتا تھا۔ اسی
بنا پر روز قیامت آپکے دست مبارک میں لوائے حمد رہیگا اور تمام خلق اُسکے
سایہ میں پناہ گزیں ہوگی۔

(۱۱۲)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِمُسْتَبِقٍ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِمُسْتَنِمِ	

آپکی شانِ علو رتبہ ربِ صلِّ علیٰ	ہر بلند و پست پر تھا آپکا فیضِ قدم

تفسیر۔ حَتّٰی حرف عطف یا حرف ابتدا ہے جو جملہ مستانفہ پر داخل ہوتا ہے۔ اِذَا ظرف زمان بمعنی جب تَدَعْ مذکر حاضر (از وَدْع یعنی چھوڑنا) یہ جملہ شرطیہ ہے اور اُس کا جواب شعر آئندہ میں ہے یعنی خَفَضْتَ وغیرہ۔ شَأْوَ = غایت۔ نہایت۔ مفعول لم تدع ہے مُسْتَبِق اسم فاعل (از استباق = آگے بڑھنا) مِنَ بیانیہ بیانِ شاوًا ہے۔ دُنُو = قریب ہونا۔ لا زائدہ ہے برائے تاکید نفی سابق۔ مَرْقٰی ظرف مکان ہے۔ رَقِی = زینہ پر چڑھنا مفعول لم تدع ہے مُسْتَنِم اسم فاعل (از استنام = بلند ہونا۔)

ترجمہ۔ یہانتک کہ آپ نے باقی نہ رکھا آگے بڑھنے والوں کیلئے کوئی مرتبہ اعلیٰ و قرب حاصلہ۔ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے مرتبہ کمال قربت کو پہونچے جہانتک کسی نبی یا ملک کو پہونچنا ناممکن ہے۔

(۱۱۳)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	خَفَضْتَ کُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَۃِ اِذْ نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

جب ہوئے مدعو برفعت صاحب جاہ و حشم	کر دیئے پست آپ نے سب کے مراتب و مقام

تفسیر۔ یہ بیت بیت سابق کے شرط کا جواب ہے۔ خَفَضْتَ واحد مذکر حاضر معروف (از خفض پست کرنا) مَقَام = کھڑے رہنے کی جگہ۔ اِضَافَت = نسبت۔ الف و لام عوض مضاف الیہ ہے

یعنی بااضافت۔ مقاماتٖ۔ بمعنی وقت ظرف خفضتَ ہے اکثر ماضی پر داخل ہوتا ہے اور کبھی مضارع پر بھی آتا ہے۔ نُودِیتَ واحد مذکر حاضر ماضی مجہول از مناداۃ = ایک دوسرے کو ندا کرنا اور بلانا) رَفَعَ = بلند کرنا۔ ضد خفض۔ مثلَ مفعول مطلق محذوف کا صفت ہونے سے منصوب ہے یعنی نداءً مثلَ نداءِ المفردِ العلمِ۔ مُفرَد = یگانہ مثل کا مضاف الیہ ہے۔ علَم = وہ نام جو مشہور و معروف ہو۔ مفرد کا صفت ہے۔

ترجمہ۔ پست کردیا آپنے ہر ایک مقام و مرتبہ کو (بمقابلہ آپکے مراتب کے) جب بلائے گئے آپ ترقی کے لئے مثل یگانہ مشہور۔

حاصل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مقام تک ترقی کی جہاں کسی دوسرے کی رسائی ناممکن ہے۔ اور ایسے راز سے واقف کئے گئے کہ کسی دوسرے کو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ یہ اُس حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے حضور اقدس نے فرمایا ہے کہ مجھے میرے پروردگار سے آواز آئی کہ قریب آ۔ اے بہترین خلق اللہ نزدیک ہو۔ اے احمدؐ نزدیک ہو۔ اے محمدؐ۔ پس میرا پروردگار مجھ سے نزدیک ہوا یہانتک کہ میں بقدر قاب قوسین قریب ہوگیا میرے رب نے مجھ سے پوچھا اور میں نے طاقت جواب نہ پائی۔ پس حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو نو شانوں کے درمیاں بغیر کیفیت و بغیر تحدید کے رکھا۔

مین نے اُس کی خنکی پائی پس حاصل ہوا مجھے علمِ اولین و علمِ آخرین۔ حق تعالیٰ نے
مجھے بہت سے علوم سکھائے۔ اُن میں بعض علم ایسا ہے جسکے پوشیدہ رکھنے کا مجھسے
عہد لیا گیا ہے۔ اور بعض کے اخفا و اظہار کا اختیار مجھے دیا گیا ہے بعض علم میری
اُمت کے خاص و عام کو پہونچانے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ یہ حدیث جملہ متشابہات سے
مملو ہے جس سے حق تعالیٰ کے ہاتھ اور چہرہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور فقہا کے
حنفیہ کے نزدیک حکم متشابہ اُسکی حقیقت کے اعتقاد پر اور اُسکی کیفیت کے ترک
تعرض پر مبنی ہے۔

(۱۱۴)

كَيْ مَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتَمٍ

سِرِّ اسرار آپ پر ہر طرح کے ظاہر ہوے
ہے مقامِ وصل میں محبوبِ حق شاہِ اُمم

تفسیرہ - کَیْ = تا برائے تعلیل ہے۔ ما مصدریہ ہے یعنی جو اوپر مذکور ہوا ہے اسکو بیان کرتا ہے تَفُوزَ =
واحد مذکر مخاطب مضارع معروف (از فوز = کامیاب ہونا) وَصْل = ملنا۔ ملاقات کرنا۔ اَیّ
اسم معرب بمعنی الذی مجرور ہے۔ وصل کا وصف واقع ہوا ہے۔ مُسْتَتِر = اسم فاعل (از استتار =
پوشیدہ ہونا) اَیّ مُسْتَتِر سے مراد کامل در استتار یعنی نہایت ہی پوشیدہ مُکْتَتَم

صفت واقع ہوا ہے۔ عُیُون جمع عَین چشم۔ سِرّ = راز پنہاں۔ اَیْ یہ بھی مانند اَیْ اول ہے۔

مُکْتَتَم = اسم مفعول (از اکتتام = پنہاں رکھنا) اَیْ مکتتم = نہایت ہی مخفی۔

ترجمہ۔ تاکہ آپ اُس مقامِ قرب کو پہنچیں جو دوسروں کی آنکھوں سے نہایت درجہ پوشیدہ تھا۔ اور اُس راز سے مطلع ہوں جو بدرجۂ غایت مخفی تھا۔

حاصل۔ آنحضرت نے شبِ معراج میں ذاتِ پروردگار کو بغیر ادراک و احاطۂ نظر کے دیکھا ہے اور حق تعالیٰ نے آنحضرت سے بغیر حجاب کے کلام کیا ہے۔ اور آپ ایسے مشاہدہ سے کامیاب ہوئے جو دوسروں کی نظر سے پوشیدہ تھا۔ اور ایسے راز سے آگاہ ہوئے جس کی اطلاع کسی کو نہیں تھی۔ اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے کہ اے محمدؐ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

نہ ہر سینہ را رازدانی دہند — نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
نہ ہر گوہرے دُرّۃ التاج شد — نہ ہر مرسلے اہلِ معراج شد
برائے سرانجامِ کارِ صواب — یکے از ہزاراں شود انتخاب

۱۱۵

فاعلن مستفعلن فاعلن	فَخُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمٍ	

بے شراکت ہر فضیلت جمع کی ہے آپنے	رتبہ عالی ہوا ہے آپکے زیر قدم

تفسیر - خا برائے تنبیہ ہے۔ حُزْتَ واحد مذکر حاضر (از حوز = جمع کرنا) فَخَار و مفخرہ (از فخر ناز کرنا) کُلَّ فَخَار کا نصب مفعول بہ ہونیکی وجہ ہے۔ مُشْتَرَك اسم مفعول (از اشتراک = دوسرا شریک ہونا) غَيْرَ مُشْتَرَك کا نصب کُلَّ کی صفت ہونیکی وجہ ہے۔ جُزْتَ مذکر حاضر (از جواز کسی جگہ یا راستہ سے گذرنا) مُزْدَحَم اسم مفعول (از ازدحام یعنی ہجوم کرنا) غیر مزدحم صفت ہے کُلَّ کی یا صفت ہے مقام کی علے اختلاف الاعرابین

ترجمہ - آپنے ہر فضیلت جمع کی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ اور آپ ہر عالی مقام سے بڑھ گئے جس میں آپ کا کوئی مزاحم نہیں۔

حاصلہ - شب معراج میں ہر دولت و نعمت جو سرمایۂ فخر و ناز ہے آپ کی ذات اقدس سے مخصوص ہوئی۔

(۱۱۶)

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	وَعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُوْلِيتَ مِنْ نِعَمِ	

فضلِ حق سے آپ کو وہ مرتبے حاصل ہوئے	جن میں ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ عز و ادراکِ نعم

تفسیر ۔ وَاو عاطفہ عطف بر جزت ہے۔ جَلَّ واحد مذکر ماضی معروف (از جلالت = بزرگ ہونا) مِقْدَار = اندازہ جلّ کا فاعل ہے۔ مَا موصولہ ہے۔ وُلِّيتَ مذکر حاضر مجہول (از تولیت = کام کسی کے سپرد کرنا) یہ جملہ صلہ موصول ہے اور عائد محذوف ہے یعنی مَا وُلِّيتَ بِہٖ۔ مِنْ بیانیہ ہے یعنی بیان رُتَب ہے جو جمع مرتبہ ہے۔ عَزَّ ماضی معروف (از عِزَّۃ = نایاب و عزیز و گرامی ہونا) اِدْرَاك پا لینا پہنچنا۔ اُوْلِيتَ واحد ماضی مجہول (از ایلاء = دینا) لفظ وُلِّيتَ و اُوْلِيتَ میں رعایت اشتقاق ہے۔ نِعَم جمع نعمت

ترجمہ ۔ جلیل القدر ہیں وہ مراتب جنکے آپ والی بنائے گئے ہیں۔ اور جو نعمتیں کہ آپ کو عطا کی گئی ہیں اُن کا ادراک بہت مشکل ہے۔

حاصل ۔ آپکے فضائل و خصائص کا حد و حصار نہیں کیا جاسکتا اور جو مراتب مثل وسیلہ فضیلت و کوثر و شفاعت کبریٰ و مقام محمود جو آپ کو حاصل ہوئے ہیں کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئے۔

۱۱۷

ورد دوم چہار شنبہ

بُشْریٰ لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمِ

اے مسلمانو! یہ مژدہ ہے ہمارے واسطے
فضل حق سے دین حضرت کا ہے اک مضبوط تھم

تفسیرہ - بُشْریٰ بمعنی مژدہ مبتدا ہے از قبیل السلام علیک۔ لَنَا متعلق ثابت ہے جو خبر محذوف مبتدا ہے۔ اور اس کا لام برائے تخصیص ہے۔ مَعْشَر = گروہ۔ منادیٰ ہے اور حرف ندا محذوف ہے یعنی یا مَعْشَر۔ عِنَایَۃ = قصد کرنا۔ چاہنا۔ الف ولام عوض مضاف الیہ ہے یعنی عنایت اللہ۔ رُکْنٌ = ستون۔ مراد شریعت یا ذات اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مُنْهَدِم اسم فاعل (از انهدام = ویران ہونا۔ گر پڑنا)

ترجمہ - اے جماعت اہل اسلام! خوش خبری ہے ہمارے لئے کہ خدا کی عنایت سے ہمارے لئے ایک ایسا رکن ہے جو کبھی منہدم نہ ہوگا۔

حاصل - ناظم علیہ الرحمۃ آنحضرت کے فضائل و کمالات بیان کرنیکے بعد گروہ اہل اسلام کو خوشخبری دیتے ہیں کہ دین محمدی ہمارے لئے ایک ایسا مضبوط ستون ہے کہ اس کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی اور نہ کبھی تغیر و تبدل ہوگی۔

(۱۱۸)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِیْنَا لِطَاعَتِهِ
بِاَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

کہدیا اللہ نے حضرت کو جب خیر الرسل
شکر حق ہم امتی بھی ہو گئے خیر الامم

تفسیر۔ یہ بیت برائے تاکید بیت سابق ہے۔ اور ہر دو کا نتیجہ ایک ہی ہے۔ لمّا حرف شرط ہے اور کبھی برائے ظرفیت متضمن بمعنی شرط ہوتا ہے جب مضارع پر آتا ہے تو نفی کی معنی کرتا ہے اور یہاں برائے ظرف بمعنی شرط ہے یعنی جبکہ۔ دعا واحد غائب ماضی معروف (از دعوت = بلانا۔ یاد کرنا اللہ دعا کا فاعل ہے۔ داعی اسم فاعل (از دعوت) مفعول دعا ہے۔ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے طاعۃ = فرمانبرداری ضمیرہ راجع بہ اللہ ہے۔ اکرم اسم تفضیل (از کرم = بزرگی۔ رُسُل جمع رسول کُنّا جمع متکلم از افعال ناقصہ ہے۔ یہ جملہ جزاء شرط ہے۔ اُمَم جمع امت بمعنی جماعت و ہر ایک جنس از حیوان۔

ترجمہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو جو ہمکو طاعت خدا کی طرف بلانیوالے ہیں خیر الرسل کے نام سے پکارا تو ہم بھی (آپکے طفیل میں) سب امتوں سے بہتر ہو گئے۔

فصل ہشتم ۔ جہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰی اَنْبَاءُ بِعْثَتِہٖ
کَنَبْاَۃٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

آپکی بعثت سے یوں تھرا گئے اعدا کے قلب
جیسے شیروں کی گرج سے ڈرتی ہیں غافل غنم

تفسیر ۵ ۔ رَاعَتْ واحد مؤنث غایب ماضی معروف (از روع = ڈرانا) قُلُوْبَ = جمع قلب = دل ۔ راعت کا مفعول ہے ۔ عِدٰی جمع عدو = دشمن ۔ اس وزن پر کوئی اور جمع نہیں آیا ۔ اَنْبَاءُ جمع نبأ = اہم خبر ۔ فاعلِ راعت ہے ۔ بِعْثَتِہٖ = بھیجا ۔ ضمیر آخر راجع بہ رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ۔ کَنَبْاَۃٍ ۔ کاف حرف تشبیہ ہے ۔ نَبْاَۃٌ = آواز ۔ تنوین مضاف الیہ محذوف کا عوض ہے ۔ یعنی کَنَبْاَۃِ ذِئْبٍ یعنی شیر یا بھیڑیے کی آواز کے مانند ۔ اَجْفَلَتْ واحد مؤنث غایب ماضی معروف (از اجفال = بھگانا ۔ بے چین کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ نباۃ ہے ۔ غَفَلٌ = بیخبری ۔ فراموشی ۔ اَجْفَلَتْ کا مفعول ہے بعضوں نے غُفْلٌ یعنی غافلان دیگران جمع اَغْفَلُ اسم تفضیل لکھا ہے مگر اسکے وقوع کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ صفت مفرد ہے نہ کہ جمع مثلاً دَابَّۃٌ غُفْلٌ = چارپایہ بے داغ و رَجُلٌ غُفْلٌ = مرد بے تجربہ ۔ غَنَمٌ = گوسپند

ترجمہ - آپ کی رسالت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو ایسا ڈرا دیا جیسے شیر کی گرج غافل بکروں کو ڈرا کر بھگا دے ۔

حاصل - امام سیوطی نے لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مجھ پر خداوند تعالیٰ کی یہ بڑی مدد ہے کہ مجھ سے کفار مہینوں کے راستوں سے ڈرتے ہیں ۔

(۱۲۰)

مَازَالَ یَلْقٰھُمْ فِیْ کُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتّٰی حَکَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

تھے ہمیشہ آپ غالب کافروں پر جنگ میں
ایسے تھے نیزوں پہ کافر جیسے ہو گوشت قیمہ

تفسیر - مَازَالَ از افعال ناقصہ ہے بمعنی ہمیشہ اسکی ضمیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف راجع ہے اس کا اسم ہے۔ یلقی واحد مذکر غائب مضارع معروف (از لُقْیَة و لقوۃ = جنگ کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ جملہ مازال کا خبر ہے۔ ضمیر ھُمْ عائد بر عدا ہی ہے جو مفعول یلقی ہے۔ وزن شعر کے لئے ھُمُ پڑھنا چاہیئے۔ کُلّ افراد ہے۔ مُعْتَرَك = میدان جنگ (از اعتراک = معرکہ میں ھجوم کرنا) اسم ظرف ہے۔ حَکَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف (از حکایت = مشابہہ ہونا) ضمیر فاعل راجع - عدا ہی ہے۔ قنا

جمع قنات = نیزہ۔ لحم = گوشت منصوب بر مفعولیت حکوا ہے۔ وضم تختہ جس پر قصاب گوشت رکھتے ہیں۔

ترجمہ۔ آپ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے رہے یہانتک کہ کفار نیزوں کے سامنے اُس گوشت سے مشابہ ہوگئے جو کندہ قصاب پر رکھا ہوا ہو۔

حاصل۔ مجاہدین کے نیزوں کے آگے کفار ایسے بےحس و حرکت ہو جاتے تھے جیسا کہ کندہ قصاب پر گوشت رکھا ہوا رہتا ہے۔ آنحضرت کے جنگ کفار کیساتھ چوبیس تھے۔ ان میں سے ستائیس جنگ میں آپ خود شریک رہے۔ بقیہ سینتالیس جنگ صحابہ کبار کیساتھ کفار سے لڑنے فوج بھیجی اول الذکر کو غزوہ اور ثانی الذکر کو سریہ کہتے ہیں۔

﴿۱۲۱﴾

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	

	خوف سے نیزوں کے کافر چاہتے تھے بھاگنا		ننھی ننھا گوشت سے بجا عقبان و رخم

تفسیر۔ وَدُّوا جمع مذکر غائب ماضی معروف (از وِداد = دوست رکھنا۔ آرزو کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ کفار ہے۔ فرار = بھاگنا۔ منصوب بر مفعولیت ہے۔ کَادُوا جمع مذکر غائب

ماضی معروف (از کود کسی کام کے لئے نزدیک آنا) ضمیر فاعل راجع بہ کفار از افعال مقاربہ ہے
اور اس کی ضمیر اس کا اسم ہے۔ کادو کا فا برائے عطف یا برائے تفسیر یا برائے تعلیل ہے یغبطون
جمع مذکر غائب مضارع معروف (از غبط = آرزو رکھنا مثلاً کسی کی نعمت و حال کی
خواہش کرنا بغیر اسکے کہ اس کو زوال ہو) ضمیر فاعل راجع بہ کفار ہے۔ ضمیر بہ عاید
بہ فرار ہے۔ اشلاء جمع شِلو جسم کا ٹکڑا مفعول یغبطون کی شالت واحد مؤنث غائب
ماضی معروف (از شول = بلند ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ اشلاء ہے۔ لفظ اشلاء
و شالت میں تناسب حرفی ہے جو بطور ایہام اشتقاق ہوتا ہے۔ عقبان جمع عقاب۔
رخم جمع رخمہ = کرگس۔

ترجمہ۔ کفار بھاگنے کو دوست رکھتے تھے اور اس بھاگنے سے ان کی آرزو
یہ تھی کہ خود مقتولین کے گوشت کے ٹکڑوں کے مانند ہو جائیں جن کو عقبان اور
کرگساں اوپر لے گئے تھے۔

حاصل۔ طعن و ضرب مجاہدین سے خوف زدہ ہو کر کفار بھاگنا چاہتے تھے
اور جنگ کی سختی سے ان کی یہ تمنا تھی کہ کاش وہ گوشت کے ایسے ٹکڑے
ہو جائیں جن کو مردار خوار پرندے لے اڑتے تھے تا کہ مجاہدین کی
تیغ و نیزہ دست سے نجات ملے۔

(۱۲۲)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	تَمْضِی اللَّیَالِی وَلَا یَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا		مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	مَا لَمْ تَکُنْ مِنْ لَیَالِی الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ		

راتیں گئی تھیں مگر گنتی سے تھے وہ بے خبر		رہ نما جب تک نہ ہو ایام شہر محترم

تفسیر - تَمْضِی واحد مونث غائب مضارع معروف (از مضی - گذرنا) لَیَالِی خلاف قیاس جمع لَیْل بمعنی شب. فاعل تَمْضِی ہے - یَدْرُوْنَ جمع مذکر غائب مضارع معروف (از درایت - جاننا) ضمیر فاعل راجع بہ عیاری ہے - عِدَّۃ - شمار کرنا ضمیر ھا راجع بہ لیالی - مَا بمعنی ادام - لَمْ تَکُنْ واحد مونث غائب مضارع معروف منفی بلم از افعال ناقصہ ہے - ضمیر مونث راجع بہ لیالی ہے - اَشْهُر جمع شہر بمعنی ماہ - حُرُم جمع حرام ضد حلال - وہ مہینے جن میں ابتدائے اسلام میں قتال و جدال حرام تھا اور بعد ان کی حرمت زائل ہو گئی چار ہیں - ذیقعدہ - ذیحجہ - محرم - رجب -

ترجمہ - راتیں گذرتی تھیں اور وہ (کفار بوجہ خوف و ہراس ان کا شمار نہیں جانتے تھے تاوقتیکہ وہ راتیں ماہ ہائے حرام کی نہ ہوں (جن میں ابتدائی زمانہ اسلام میں جنگ حرام تھی)

حاصل - ماہ ہائے حرام میں جنگ موقوف رہتی تھی کفار کے حواس

سمجھا رہے تھے۔ اشہر حرام چار ہیں۔ رجب۔ ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم۔

(۱۴۲)

فاعلاتن مستفعلن فاعلن	کَاَنَّمَا الدِّیْنُ ضَیْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	بِکُلِّ قَرْمٍ اِلٰی لَحْمِ الْعِدٰی قَرِمِ	

لشکرِ اسلام جو مہمان تھا صحن کفر میں	گوشت اعدا کے خواہاں تھے وہ اربابِ ہمم

تفسیر ۔ کَاَنَّ حرف تشبیہ۔ و مَا کافہ اس کو عمل سے باز رکھتا ہے۔ دِیْن = مذہب۔ مبتدا ہے اور اسکی خبر ہے ضَیْفٌ = مہمان صفت مشبہ (از ضیافت) ہے۔ تنوین برائے تفخیم ہے حَلَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از حلول = اُترنا) ضمیر فاعل راجع بہ ضیف جو یہاں مراد دین ہے۔ سَاحَتَ = صحن سرا۔ حل کا مفعول فیہ ہے ہُمْ راجع بہ عدٰی ہے با بِکُلِّ برائے مصاحبت ہے اور یہ جار و مجرور حل سے متعلق ہے۔ قَرْمٍ = سردار قوم۔ دلاور۔ لَحْم = گوشت عِدٰی جمع عدو۔ قَرِمِ صفت مشبہ از (قرم = گوشت کا سخت آرزومند ہونا) ہر دو قرم میں صنعت جناس خطی ہے۔

ترجمہ ۔ گویا دین اسلام ایک مہمان تھا جو کفار کے صحن میں ہمراہ سرداران جلیل القدر جو گوشت اعدا کے آرزومند تھے فروکش ہوا۔

حاصل ۔ مجاہدین کو کفار کے قتل میں زیادہ جد و جہد کی ضرورت پیش نہ آئی۔

کفار اس قدر بدحواس و ہوش باختہ ہو گئے کہ وہ رات اور دن کا شمار کر سکتے تھے اور نہ تاریخ یاد رکھ سکتے تھے گویا اپنے آپ کو بآسانی قتل کرواتے تھے۔

(۱۲۴)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	یَجُرُّ بَحْرَ خَمِیْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	تَرْمِیْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ	

جنگ کے میدان میں تھا جس سے تلاطم ہمہ	تیز رو گھوڑوں پہ تھا وہ لشکر دریا مثال

تفسیر ۵ - یَجُرُّ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از جر = کھینچنا) ضمیر فاعل راجع بہ دین ہے یجر و بحر میں رعایت جناس خطی ہے۔ بَحْر = دریا۔ مؤنث سماعی اور مفعول یجر ہے اضافت بحر بسوئے خمیس اضافت بیانیہ ہے خَمِیْس = وہ لشکر جو مقدمہ و قلب و میمنہ و میسرہ و ساقہ رکھتا ہے فَوْق = اوپر۔ سَابِحَة = بہت تیز جانے والا۔ اسم فاعل از سباحۃ = تیرنا۔ تیز رو گھوڑے کی رفتار۔ تاء سابحۃ برائے مبالغہ ہے نہ کہ برائے تانیث "تیز رو" دانیوں پر سواری کا ذکر داخل مدح نہیں ہے کیونکہ رؤساء و شرفاء عرب مادیاں پر سوار ہونا مذموم سمجھتے ہیں۔ تَرْمِیْ واحد مؤنث غائب مضارع معروف (از رمی = پھینکنا) ضمیر فاعل راجع بہ بحر ہے۔ مَوْج = حرکت و اضطراب کرنا۔ بہ من بیانیہ بیان موج ہے۔ الابطال جمع بَطَل = مرد دلیر مُلْتَطِم

اسم فاعل (از اصطدام = موجوں کا باہم ٹکرانا) یہ موج کی دوسری صفت ہے۔

ترجمہ - دین اسلام دریائے لشکر بیگانہ (یعنی مقدمہ وقلب و میمنہ و میسرہ و موخرہ) کو جو تیز رو و نرم رفتار گھوڑوں پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال میں کہ وہ دریائے لشکر موج مار رہا ہے ایک دلیر سے دوسرے دلیر پر۔

حاصلہ - فوج اسلام میں مجاہدین جانباز غائت شجاعت و اعتماد خداوندی کی وجہ کفار کے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کے کوشاں تھے جس کی حس و حرکت سے آپس میں تلاطم رہا۔

۱۲۵

	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ	
يَسْطُوْ بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ	

اسکی یک یک فرد تیغی اعلان حق چلاتا	کفر کی بنا و کدہ ڈھانے پر آمادہ ہیں سب

تفسیر - مِنْ بیانیہ بیان ابطال ہے اور کائن سے متعلق ہے یا ابطال کا بدل ہے مُنْتَدِبٍ اسم فاعل (از انتداب = دعوت کو قبول کرنا) مُحْتَسِبٍ - اسم فاعل از (احتساب امید ثواب رکھنا) يَسْطُوْ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از سطوۃ سختی پکڑنا

درجملہ کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ کُل منتدب ہے اور منتدب کی دوسری صفت ہے
جملہ مستانفہ ہے۔ مُستَأصِل اسم فاعل از استیصال = جڑ سے اکھاڑنا۔ مُصطلِم
اسم فاعل۔ (از اصطلام = جڑ سے اکھاڑنا)

ترجمہ۔ (ان دلاوروں میں سے) ہر ایک جو مجیب دعوت حق اور امیدوار ثواب از باری تعالیٰ تھا۔ ایسے حربہ سے حملہ کرتا تھا جو کفر کی بیخ و بنیاد کو اکھاڑ کے پھینک دے۔

۱۳۶

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	حَتّٰی غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهِیَ بِهِمْ مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
ملت اسلام کے حامی رہے اصحاب		پہلے جو غربت میں تھا ہو گیا ہے مختشم

تفسیر۔ حَتّٰی برائے غایت بمعنی یا بیکو ہے۔ غَدَتْ۔ واحد مؤنث غائب ماضی معروف بمعنی صارت۔ از افعال ناقصہ (از غدو = ہونا۔ مِلَّت = کیش۔ شریعت مرفوع بر اسم غَدَتْ ہے ہِیَ۔ راجع بہ مِلَّت ہے۔ ہائے ہِیَ برائے وزن شعر ساکن ہے ضمیر هِم راجع بہ لشکر اسلام ہے۔ غُربَت = وطن سے دور ہونا ضمیر ھا راجع بہ ملت اسلام ہے مَوْصُوْلَة۔ مؤنث اسم مفعول (از وصلة = پیوستگی) نصب بر خبر غدت ہے۔ رحم قرابت

ترجمہ - لشکرکشی اور حملے یہانتک ہے کہ شریعت اسلام مجاہدین کی کوشش کی وجہ اپنی غربت یعنی تنہائی کے بعد متصل بہ قرابت ہوگئی۔

حاصلہ - ابتدائے دینِ اسلام ایک بے یار و مددگار مسافر کے مانند تنہا تھا اگرچہ کہ معدودے چند صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مگر انکے خویش و قبائل عداوت دین اسلام کی وجہ ان سے علیحدہ ہوگئے جب فتح و نصرت نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی اور دین اسلام قوی ہوا تو وہ قرابتدار جو مابین اہل اسلام و اہل کفر مقطوع الرحم ہوکر تھے مشرف اسلام موصولۃ الرحم ہوگئے۔

ف - اس میں اشارہ ہے اس حدیث شریف کی طرف - بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ - اسلام غربت سے شروع ہوا - اور پھر غربت میں واپس ہوگا - پس خوش خبری ہے غریبوں کے لئے -

۱۳۸

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	مَکْفُوْلَۃً اَبَدًا مِّنْھُمْ بِخَیْرِ اَبٍ وَخَیْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَیْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

ہیوگی کا اور یتیمی کا نہیں اب اسکو غم	دین نے پائے بہترین شوہر پدر انکے سبب

تفسیر ـ مَکْفُوْلَۃ ـ مؤنث اسم مفعول (از کفالت = ضامن ہونا ـ قبول کرنا) فاعلِ غَدَتْ کا حال ہے ـ اَبَدًا = ہمیشہ ـ ظرفِ مَکْفُوْلَۃ ہے ـ مِنْہُمْ ـ ثابت سے متعلق ہو کر مصدرِ محذوف یعنی کِفَالَۃ کی صفت ہوئی ـ یہ بھی ممکن ہے کہ خَیْرِ اَبٍ و خَیْرِ بَعْلٍ کا بیان ہو ـ یا ثابتًا سے متعلق ہو کر خَیْرِ اَبٍ و خَیْرِ بَعْلٍ کا حال ہو ـ ایسی صورت میں ابتدائیہ ہوگا ضمیر جمع راجع بہ اَبْطَال ہے ـ بَعْل = شوہر خَیْرِ اَبٍ = بہترین باپ ـ خیرِ بعل = بہترین شوہر ـ لَمْ تَیْتَمْ ـ واحد مؤنث غائب مضارع معروف نفی لم (از یُتم = بے پدر ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ ملت اسلام ہے لَمْ تَئِمْ واحد مؤنث غائب مضارع معروف نفی لم (از اَیْم و اَیْمۃ = عورت کا بے شوہر ہونا ـ مرد کا بے زن ہونا)

ترجمہ ـ ملت اسلام ہمیشہ کیلئے مجاہدین کی کفالت میں بہترین پدر و شوہر کے ساتھ آ گیا پس وہ کبھی یتیم ہوگا اور نہ بیوہ ـ

حاصلہ تمثیل پدر و شوہر سے مراد مربی ہے جیسا کہ پدر اولاد کا مربی اور شوہر زوجہ کا متکفل ہوتا ہے ـ انجیل میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کے نسبت یہی تمثیل دی گئی ہے کہ وہ اپنے دین کے دولہا تھے ـ ابتدائے دین اسلام غربت میں مثل ایک یتیم و زن بے شوہر کے تھا ـ بعد میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و صحابہ کی کوشش و جہاد سے موصولۃ الرحم و موید ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے مربی رہے آپکے بعد صحابہ

وتابعین وتبع تابعین ومجددین وعلماء اس دین کی ایسی نصرت وتائید میں رہے اور ہیں کہ کبھی اسکے حقوق ضائع نہ ہونگے۔ اور کبھی مثل طفل بے پدر وزن بے شوہر بے کفیل دبے ناصر نہ ہوگا۔

۱۳۸

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ
مَاذَا رَأَى مِنْهُمُ فِي كُلِّ مُصْطَدَمِ

وہ صحابہ کوہ تھے اعدا سے پوچھو انکی جنگ
کیا تھا انکا تصادم کیسی تھی شان کرم

تفسیرہ - ضمیر هُمْ راجع بہ اصحاب یعنی ابطال مبتدا ہے اور جبال خبر ہے یہ جملہ مستانفہ دلاوران اسلام کی تعریف میں ہے - جبال جمع جبل = کوہ - سَلْ امر حاضر (از مسئلۃ = پوچھنا) ضمیر عَنْهُمْ راجع بہ اصحاب یعنی ابطال ہے - مُصَادِم - اسم فاعل (از مصادمۃ = باہم ٹکرانا) ضمیر هُمْ راجع بہ صحابہ کبار ہے - رَأَى واحد مذکر ماضی معروف (از رؤیت = دیکھنا) ضمیر فاعل راجع بہ مصادم ہے ضمیر مِنْهُمْ راجع بہ اصحاب ہے اور وزن شعر کے لئے مِنْهُمُو باشباع واو پڑھنا چاہیئے - مُصْطَدَم - بمعنی میدان جنگ یا وقت جنگ اسم ظرف بروزن مفتعل (از اصطدام = باہم ٹکرانا) ونیز مصدر میمی بمعنی مصادمہ۔

ترجمہ - صحابہ مثل کوہ تھے بس پوچھ تو اُن کا تصادم دشمنان اسلام سے کہ انھوں نے

کیا حال دیکھا میدان جنگ میں۔

حاصلہ۔ صحابۂ کبار و لشکر اسلام کی شجاعت و میدان جنگ میں ثابت قدمی کی حقیقت کفار دشمنان اسلام کے دل سے پوچھی جائے کہ کس طرح میدان جنگ میں وہ مسمار کردیئے گئے۔ مگر اب ان کفار میں سے تو کوئی باقی نہ رہا۔ البتہ مقامات جنگ و تواریخ باقی ہیں جو زبان حال سے ان کی شجاعت و استقامت کی شہادت دے رہے ہیں۔

(۱۲۶)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَسَلْ حُنَیْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ اُحُدًا	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	فُصُوْلَ حَتْفٍ لَهُمْ اَدْهٰی مِنَ الْوَخَمِ	

تو احد سے اور حنین و بدر سے بھی پوچھ لے	جنگ کی سختی و بائی سے بھی کفار پہ کم

تفسیر۔ واو عاطفہ۔ فَسَلْ ہے۔ حُنَیْن۔ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک موضع کا نام ہے۔ بَدْر۔ ایک قریہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی جانب بفاصلہ اٹھائیس مرحلہ واقع ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کا پانی مانند چاند کے شفاف اور صاف ہونے کی وجہ بدر نام رکھا گیا۔ اُحُد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ کے جانب شمال بفاصلہ دو فرسخ واقع ہے پہاڑی سلسلے سے جدا اور تنہا استادہ ہونے کی وجہ احد نام رکھا گیا۔

فُصُول جمع فصل۔ منجموں نے ہر سال میں چار فصل بارہ برج پر تقسیم کئے ہیں یعنی ہر فصل تین برج پر

مثلاً حمل و ثور و جوزا پر فصل ربیع - سرطان و اسد و سنبلہ پر فصل خریف میزان و عقرب و قوس پر فصل صیف جدی و دلو و حوت پر فصل شتا۔ فصول خبر ہونے کی وجہ مرفوع ہے جس کا مبتدا ھیَ محذوف ہے یا سَلْ کی مفعول ثانی ہونے کی وجہ منصوب ہے۔ حَتْف = موت۔ یہ عرب کی عادت ہے کہ جنگ کے لئے بھی فصل و میعاد و وقت قرار دیتے ہیں ضمیر لَھُم راجع بہ کفار ہے۔ لام برائے تخصیص ہے۔ اَدْھیٰ = سخت ترین۔ اسم تفضیل (از داھیۃ = سخت کام) فصول کا صفت ہے وَخَم = وبا۔ طاعون۔

ترجمہ - اور پوچھ اہل حنین سے اور پوچھ اہل بدر سے اور پوچھ اہل اُحد سے کہ کفار کے حق میں انواع موت وبا سے بھی سخت تر تھی

حاصلہ - کفار کی حقیقت لڑائی یہ تھی کہ ان مقامات کی جنگ میں نہایت ذلیل و خوار ہو کر خاک و خون میں مل گئے۔ ایسی موت انکے حق میں وبا و طاعون سے زیادہ تر درد انگیز تھی تکرار لفظ سَلْ برائے تاکید ہے۔ اور سوال اہل مواضع سے ہے قصص جنگ حنین و بدر و احد کتب سیر میں تفصیل بیان کئے گئے ہیں۔

وہ دشمنوں کے سروں میں جاتی ہیں جو لا سے سیاہ بالوں سے ڈھکے ہوئے ہیں ان کے سروں سے برنگ سرخ نکلتے ہیں۔

حاصل۔ جب دشمنوں کی کھوپڑیوں پر تلواروں کو مارتے تھے ان کی تلواریں سرخ ہوکر انہی کی طرف لوٹتی تھیں۔

اجتماع لفظ بیض و حمر و سود۔ صنعت تضاد و تقابل ہے۔

(۱۳۱)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ

اَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

حرفِ جسم دشمنان چھوڑا نہ کوئی بے نقط

نیزے تھے اسلام کے یا کاتب رنگیں قلم

تفسیر۔ واؤ عاطفہ عطف المصطفیٰ (ی) پر ہے۔ کاتبین جمع کاتب اسم فاعل (از کتابت = لکھنا) سمر جمع اسمر = نیزہ۔ خط بحرین میں ایک موضع کا نام ہے جہاں کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ یہاں نیزوں کی تجارت بکثرت ہوا کرتی تھی پس نیزہ خطی اسی سے منسوب ہوا۔ ترکت واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از ترک = چھوڑ دینا) اقلام جمع قلم = مراد نیزہ ہے۔ فاعل ترکت ضمیر ھم راجع بہ کاتبین ہے حرف =

حروف تہجی میں سے ایک حرف ہے۔ یہاں مراد (الرف) ہے۔ اور ترکت کا مفعول ہے

جِسْم = جسد۔ مُنْعَجِم۔ اسم فاعل (از انعجام = نقطہ دار ہونا)

ترجمہ۔ (وہ صحابہ) نیزہائے خطیہ سے لکھنے والے تھے کہ نہیں چھوڑا ان کے قلموں نے (کافروں کے) حرف جسم کو بغیر نقطۂ زخم کے۔

حاصل۔ کاتب و خط و قلم و حرف و انعجام صنعت مراعات النظیر ہے۔

(۱۳۲)

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

جسم پر ہے سلاح ان پہ ہے نمایاں نشاں	تھے صحابہ شجر گل کفار مانند سلم

تفسیر۔ شاکی جمع شاکو جو دراصل شاوِکٌ کا مقلوب ہے۔ یا اصل واو کسرہ ہونے سے واو بیا بدل کر شاکی ہوا یہ اسم فاعل ہے (از شوکت = حدت و تیزی یا از شوکت = قوت و تیزی بتلانا) دراصل شاکین تھا۔ اضافت کی وجہ نون گر گیا المصدی کا حال یا البیض کی صفت واقع ہوا۔ سلاح = سازِ حرب۔ ضمیر ھم راجع بالعیما کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاکی مفرد ہو اور السلاح کا الف و لام عوض مضاف الیہ

اور اضافت اسم فاعل اسکے فاعل کی طرف ہو۔ یعنے شاکی سلاحھم = ان کا سلاح دکھانے والے ہیں۔ کہ لھم فاعل سے متعلق ہوکر خبر مقدم ہوا۔ اور لام جارہ ہے اور ضمیر جمع بصورت تبعیت راجع بطرف شاکی وبصورت صحت افراد راجع بطرف کاتبین ہے۔ سیما = نشان۔ علامت۔ تمیز۔ واحد مونث غائب مضارع معروف (از تمیز = جدا کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ سیما۔ ضمیر ھم راجع بہ شاکی السلاح ہے ورد = گلاب کا پھول۔ مگر یہاں مراد گلاب کا درخت ہے۔ سلم = درخت ببول۔

ترجمہ۔ (صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) جو تیر ہتیار کیا تھا مسلح تھے ان کیلئے ایک علامت (نشان سجدہ پیشانی پر) تھی جو ممیز کرتی تھی ان کو (کافروں سے) جیسا کہ درخت گل سے علامت امتیاز کیا جاتا ہے درخت ببول سے۔

حاصل۔ اگرچہ غازیان یعنی صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار سب مسلح تھے لیکن ان حضرات کے چہرے انوار ایمان سے روشن اور انکے پیشانیاں سجدے کے نشان سے درخشان تھے جس سے کفار کے چہرے محروم تھے۔ جیسے کہ درخت گلاب و درخت ببول دونوں کانٹے دار ہیں مگر گلاب کا رنگ وخوشبو و خوب صورتی و شادابی اور ہے ببول کا رنگ و روپ اور ہے

(۱۳۲)

تُهْدِی اِلَیْكَ رِیَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ
فَتَحْسِبُ الزَّهْرَ فِی الْاَكْمَامِ كُلَّ كَمِی

بوئے نصرت انکی پہنچا کے صبا سمجھیگا تو
تھے بہادر یا زرہ میں گل شگوفہ میں باہم

تفسیر۔ تُهْدِی واحد مونث غائب مضارع معروف (از اہداء = ہدیہ بھیجنا) اِلَیْكَ متعلق ہے تُهْدِی سے اور خطاب خاص اس شخص کے لئے ہے جو قابلیت رکھتا ہو۔ رِیَاحُ جمع ریح بمعنی ہوا۔ تُهْدِی کا فاعل ہے۔ مراد اس سے باد صبا ہے۔ نَصْر = مدد کرنا۔ نَشْر = خوشبو تُهْدِی کا مفعول ہے۔ ضمیر هُمْ راجع صحابہ ہے۔ اکثر علماء نے هُمْ کے میم کو بضم ضبط کیا اور بعض شارحین نے بقاعدہ الساکن اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ میم کو بالکسر پڑھا ہے اور اس بیت کو مطالع میں شمار کیا ہے۔ تَحْسِبُ واحد مذکر حاضر مضارع معروف (از حسبان = گمان کرنا) زَهْر = شگوفہ غنچہ۔ تحسب کا مفعول ثانی ہے۔ اَكْمَام جمع کُم = آستین و جمع کِم = غلاف شگوفہ۔ کُلّ کَمِی مفعول اول ہے تحسب کا۔ کَمِی بفتح کاف و کسر میم و تخفیف یا، مشدد تھا یہ شدہ بنا بر ضرورت شعر بمعنی مرد دلیر۔ لفظ اکمام و کمی میں تناسب حروف ہے۔

ترجمہ۔ صبائے نصرت ان کی خوشبو تیرے پاس پہونچائے تو تجھے مسلح ہر بہادر اپنے زرہوں میں ایسا تھا جیسا شگوفہ اپنے غلافوں میں۔

حاصل۔ اس میں اشارہ ہے غزوۂ خندق اور اس حدیث کی طرف نُصِرْتُ بِالصَّبَا یعنی میں نصرت دیا گیا ہوں بادِ صبا سے۔ سال پنجم ہجرت النبی صلعم میں آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ لشکر اسلام و کفار کے درمیان خندق کھودی جائے۔ چھبیس روز تک جنگ و جدال رہا۔ جب کفار کی شورش سے غازیان اسلام تنگ آگئے تو آنحضرت نے باری تعالیٰ سے دعائے نصرت مانگی۔ وقت شب لشکر کفار پر بادِ صبا ایسے زور سے چلی کہ وہ لشکر تتر بتر ہو گیا اور ہر طرف سے اُن کے کانوں میں ملائکہ کی تکبیر و سلاح کی آواز آنے لگی جس کے خوف و ہراس کی وجہ کفار شبا شب بھاگ گئے۔

۱۳۴

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُوْرِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًى مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

تنگ کے باعث نہیں تھے قوتِ بازو کے بل	تھے وہ گھوڑوں پر درخت کوہ جیسے ثابت قدم

تفسیر۔ کاف برائے تشبیہ ہے۔ ضمیر ھُمْ راجع بصحابہ اسم کَاَنَّ ہے۔ ظُهُوْر جمع ظَهْر = پشت۔ خَیْل اسم جمع اسپان۔ نَبْت = گیاہ سبزہ۔ کَاَنَّ کی خبر ہونے سے مرفوع ہے۔ رُبیٰ جمع

ربیہ یا ربوۃ = بلند زمین۔ ٹیلہ۔ شِدَّۃ = سختی حزم = کام میں ہوشیاری۔ حُزُم جمع حزام گھوڑے کا تنگ۔

ترجمہ۔ وہ (یعنی مجاہدین صحابہ و مبازرین اسلام) گھوڑوں کی پیٹھ پر ایسے (مضبوط بیٹھے) تھے گویا کہ وہ ٹیلوں پر کی گھاس و درخت تھے۔ اس کا سبب ان کی کمال احتیاط تھی نہ کہ یہ سبب کہ ان کے گھوڑوں کے تنگ مضبوط کسے ہوئے تھے۔

حاصل۔ ٹیلوں پر پانی نہیں ٹھہرتا اسلئے وہاں کے درخت اور گھاس کی جڑیں زمین کی سختی کی وجہ خوب مضبوط جم جاتی ہیں۔ اور ہوا کے صدمے سے نہیں اکھڑتی ہیں۔ مطلب یہ کہ مجاہدین اسلام شہسوار تھے اور ان کا اعتماد اپنی شجاعت وتدبر و قوت بازو پر تھا نہ کہ گھوڑے کے زور تنگ پر جیسے کہ کچے سوار گھوڑے کی زین کا تنگ خوب کس کر بیٹھتے ہیں۔

(۱۳۵)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	طَارَتْ قُلُوبُ الْعِدٰی مِنْ بَاسِهِمْ فَرَقًا	
	فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ	

ہوش پراں تھے عدو کے ایسے عب جنگ سے	خوف شیر نرکا کرتے دیکھتے تھے جب غنم

تفسیر - طَارَتْ واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از طیران = اُڑنا - مراد اضطراب قلب ہے) قُلُوْب جمع قلب - عِدیٰ جمع عدو = دشمن - بَأس = عذاب - سختی ضمیر هُم راجع بہ صحابہ ہے - فَرَق = ڈرنا منصوب بر مفعول طارت - مَا تُفَرِّقُ واحد مؤنث غائب مضارع معروف منفی بہ مَا (از تفریق = جدا کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ قلوب ہے - بَهْم جمع بَهْمَة = بزغالہ - بُهَم جمع بُهْمَة = سوار دلیر بَهْم و بُهَم میں جناس خطی و مراعات اشتقاق ہے۔

ترجمہ - دشمنوں کے قلوب اُن کے (یعنی صحابہ مجاہدین اسلام کے) سخت حملوں کی وجہ مارے خوف کے اُڑ گئے پس وہ (یعنی کفار) بکری کے بچوں اور دلیروں میں کوئی امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔

حاصل - کفار اس قدر مرعوب و بدحواس ہو گئے تھے کہ بکریوں کے بچوں کو بھی دلیر جنگی آدمی سمجھتے تھے اور اُن سے ڈر کر بھاگتے تھے۔

(۱۳۶)

	وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ		
	اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ		
ہو مدد جسکو رسول اللہ کی پشت و پناہ		شیر جنگل میں بھی اسکے آگے کھائے نہ دم	

ترکیب - واو استینافیہ ہے اور حالیہ ہونا بھی جائز ہے مَنْ شرطیہ یعنی جو یا جس کو تکُنْ فعل شرط واحد مؤنث غائب مضارع معروف۔ نُصْرَتُ مدد کرنا۔ اسم تکُنْ ہے ضمیر ھُو راجع بہ مَنْ ہے۔ بِرَسُوْلِ اللّٰہ متعلق ہے حَاصِلًا سے جو تکُنْ کی محذوف ضمیر ہے۔ اِنْ حرف شرطیہ ہے تَلْقَ واحد مؤنث غائب مضارع معروف فعل شرط (از القاء دیکھنا - ملنا) یہ جملہ جزاء مَنْ شرطیہ ہے اُسْدٌ جمع اَسَد - شیر فاعل تَلْقَ ہے۔ آجَام جمع اَجَمَۃ مفعول ضمیر ھا راجع بہ اُسْد ہے تَجِم واحد مؤنث غائب مضارع (از وجوم - غم و غصے سے خاموش ہو جانا) یہ جواب اِنْ شرطیہ ہے۔ لفظ آجام و تجم میں شبہ اشتقاق ہے۔

ترجمہ - جس شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پشت و پناہ ہو اگر اس کو شیریں اپنے جنگلوں میں ملیں تو وہ دم بخود ہو جائیں

حاصل - امام نووی شرح السنہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سفینہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے جہاد روم میں راہ گم کی اور لشکر اسلام سے دور ہو گئے صحرا میں ایک شیر آپکے مقابل ہو گیا۔ انھوں نے شیر سے کہا کہ اے ابا الحارث میں حضرت رسول خدا کا خادم ہوں اور لشکر اسلام سے ملنا چاہتا ہوں شیر دم بخود ہو کر سفینہ کے آگے ہو لیا۔ اور لشکر اسلام میں پہنچا دیا۔ اسی طرح عبد اللہ بن عمر نے بحالت سفر لوگوں کے اژدحام کو دیکھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک شیر نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا ہے۔ ابن عمر گھوڑے سے اترے اور

شیر کا کان پکڑ کر کہا کہ تو مخلوق کو ایذا پہونچاتا ہے خبردار اگر اس جنگل میں رہنا ہو تو پھر کسی کو تکلیف نہ دینا۔ وہ شیر سر جھکا کر اپنے جنگل میں چلا گیا۔

(۱۳۷)

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ
بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمِ

ہے ذلیل دل شکستہ دشمن شاہ امم	صاحب نصرت نظر آئے ولی انکا سدا

تفسیر ۵ - واو عاطفہ عطف بر مَنْ تَکُنْ - لَنْ تَرٰی واحد مذکر مضارع معروف حاضر نفی تاکید بلَنْ (از رؤیت = دیکھنا۔ جاننا)۔ وَلِیٍّ = دوست۔ غَیْرَ لَنْ تَرٰی کا مفعول ثانی ہونیکی وجہ منصوب ہے یا اگر وَلِیٍّ کی صفت بنائے تو مجرور ہوتا ہے یا اگر هُوَ مبتدا ئے محذوف کی خبر بنائے تو مرفوع ہوگا یعنی هُوَ غَیْرُ مُنْتَصِرٍ۔ مُنْتَصِرٍ اسم فاعل (از انتصار = فتحیاب ہونا) مُنْقَصِمِ۔ اسم فاعل (از انقصام = شکستہ ہونا)

ترجمہ - تو ہرگز نہیں دیکھے گا آپکے کسی دوست کو بغیر آپ کی نصرت پہونچنے کے۔ اور نہ دیکھے گا تو آپ کے کسی دشمن کو کہ اس کو شکست نہ پہونچی

(۱۴۸)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ
مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ

حفظ دیں میں آپ نے امت کو رکھا اس طرح	جس طرح بچوں کو رکھے شیر جنگل میں بہم

تفسیر - اَحَلَّ واحد مذکر غائب ماضی معروف (از احلال = اتارنا) ضمیر فاعل راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اُمَّتَ = جماعت منصوب بر مفعولِ اَحَلَّ ہے حِرْز = مضبوط جگہ، تعویذ۔ مِلَّۃ = کیش۔ شریعت۔ ضمیرہٗ راجع بہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لَیْث = شیر۔ حَلَّ واحد ماضی معروف (از حلول = اترنا) ضمیر فاعل راجع بہ لَیْث ہے۔ اَشْبَال جمع شِبْل = بچہ شیر۔ اَجَم جمع اَجَمَہ = جنگل۔

ترجمہ - آپ نے رکھا اپنی امت کو دین کے حفظ وامان میں جیسا کہ شیر اپنے بچوں کو لیکر جنگل میں فروکش ہوتا ہے۔

حاصل - یہ بیت بیت سابق صاحب نصرت نظر آئے دلی اُنکا سدا کی دلیل ہے۔ آنحضرت ہر وقت وہر جگہ دشمنوں پر مظفر وکامراں تھے اسی طرح اپنے امت کو بھی اعداء کے گردش شر سے اپنے حفظ وامان میں رکھا ہے جیسا کہ شیر اپنے بچوں کو جنگل میں بلیات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اس جگہ

قدم رکھ سکے۔

(۱۳۹)

وردِ یوم پنجشنبہ

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	کم جدّلت کلمات اللہ من جدلٍ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	فیہ وکم خصم البرھان من خصم	

کتنے اعدا کو کلام اللہ نے دی ہے شکست ۔ دیکھ کر اسکی دلیلیں سر بسجدہ ہیں کتنے خصم

تفسیرہ - کم خبریہ ہے۔ جدّلت واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از تجدیل = زمین پر ڈالنا، پٹکنا) کلمات جمع کلمہ جدّلت کا فاعل ہے۔ کلمات سے مراد قرآن ہے۔ جدال = خصومت کرنا۔ جدل = سخت دشمنی کرنے والا۔ ضمیر فیہ راجع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ یا راجع بسوے اللہ تعالیٰ یا راجع بسوے ملّت یا دین متعلق بہ جدل ہے خصم واحد مذکر ماضی معروف (از خصومت۔ خصومت میں غالب آنا) برھان = حجت خصم کا فاعل ہونے کی وجہ مرفوع ہے خصیم = سخت دشمن۔ یہ بیت ناظم کے اس قول کی دلیل ہے ولا حن عل و غیار منقصم

ترجمہ - کئی مرتبہ کلام اللہ نے زمین پر پٹک دیا اُس شخص کو جسنے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں) جھگڑا کیا۔ اور کئی مرتبہ غالب ہوئیں اُسکی دلیلیں (آپ کی نبوت کی اثبات میں) سخت خصومت کرنے والے پر۔

حاصل ۔ کلام مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعظم معجزات اور آپکی اثبات نبوت کی واضح دلیل ہے۔ آپکی نبوت کے سخت سے سخت معترضین جو بلاغت و فصاحت میں یکتائے زمانہ تھے جب قرآن کا مقابلہ کیا تو قرآن مجید کے اعلیٰ رتبہ بلاغت و فصاحت نے انکو شکست فاش دی۔ اور اسکے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ تک مرتب کرنے سے عاجز رہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔

۱۴۰

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
	فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّاْدِيْبِ فِي الْيُتُمِ	

جاہلیت[۳] اور یتیمی[۴] میں ادیب فی حکم	امی[۱] ہوکر آپ عالم تھے ۔ یہ کافی معجزہ[۲]

تفسیر ۔ کَفٰی واحد مذکر ماضی معروف (از کفائت = کافی ہونا) عِلْم = جاننا۔ کفاکا فاعل ہے اور با زائدہ ہے مثلاً كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اور لام برائے عہد ذہنی ہے۔ اُمّی[۱]۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمار گرامی میں سے ایک اسم مبارک ہے یا نسبتی ہے اور منسوب بہ اُمّ القریٰ ہے جو مکہ معظمہ کا نام ہے اور معناً اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی اصلی حالت پر رہے

اور لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور گناہان صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہو ۔ یہ ہر دو صفتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ثابت تحقیق اور بعض روایات کتابی میں مذکور ہے کہ یہ بھی آپکے اہم ترین معجزات سے ہے آلاُمّی میں الف و لام برائے عہد خارجی ہے ۔ مُعْجِزَۃ = امر خارق عادت جو مدعی نبوت سے ظاہر ہو ۔ تمیز ہونے کی وجہ منصوب ہے جَاہِلِیَّۃ = وہ زمانہ جسمیں اسم و رسم علم و شریعت نہ ہو ۔ تَادِیب (از ادب = ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا ۔ یُتْم = بچہ کا بے پدر ہونا) ۔

ترجمہ ۔ تیرے لئے یہ معجزہ کافی ہے کہ اُمّی کو زمانہ جاہلیت میں علم اور یتیم کو ادب حاصل ہو ۔

حاصل ۔ دیگر دلائل و براہین کو قطع نظر کر کے بترک تعصب بعین انصاف اگر کوئی دیکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناخواندہ تھے اور ایک محض جاہل و ناخواندہ قوم میں نشو و نما پائی ۔ اپنے قوم سے جدا ہو کر کسی اور مقام کو سفر کر کے علم و ادب نہیں سیکھا ۔ بایں ہمہ قرآن کا معجزہ لایا علوم اولین و آخرین سے خبر دی ۔ ہر طرح کے فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے متصف ہے تو بیشک وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ آپ کا علم لدنی ہے اور معجزۂ قرآن آپ کی صدق رسالت کیلئے کافی و وافی دلیل ہے ۔

فصل نہم - طلب مغفرت باریتعالیٰ وشفاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۱

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	خَدَمْتُهُ بِمَدِيحٍ أَسْتَقِيلُ بِهِ ذُنُوبَ عُمْرٍ مَضَى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ	[illegible]
شاعری و چاکری میں گذری ہے اب تک	نعت حضرت کیسے گے چاہوں عفو عصیان کرم	

تفسیر لا - خَدَمْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از خدمت = چاکری کرنا) ضمیر ہ راجع بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مَدِيح (از مدح) اسم ستائش یہاں مراد یہ قصیدہ بردہ ہے - أَسْتَقِيلُ واحد متکلم مضارع معروف (از استقالہ، گناہوں کی معافی مانگنا) ضمیر ہ راجع بہ مدیح ہے ذُنُوبَ جمع ذَنْب منصوب بمفعولیت استقیل کے مَضَى ماضی معروف (از مضی = گذرنا) مَضَى کا ضمیر فاعل راجع بہ عُمْر ہے شِعْر = کلام موزوں - خِدَم جمع خدمت = چاکری -

ترجمہ - میں نے حضرت رسول خدا کی خدمت مدح سے کی ہے تاکہ اسکے وسیلہ سے معافی مانگوں میں عمر بھر کے گناہوں کی جو سرزد ہوئے ہیں شعر گوئی وچاکری میں -

حاصل - میں نے اپنی ساری عمر اہل دنیا کی ثنا و خدمتگزاری میں برباد کی اور مستحق عذاب کا ہو گیا - اسکی تلافی یہی ہے کہ مدح سرائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا وسیلہ بناؤں تاکہ مجھ پر رحم و کرم ہو -

(۱۳۲)

اِذْ قَلَّدَانِیَ مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ
کَاَنَّنِیْ بِہِمَا ھَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

طوق ہے سر دو مجھ کو دہشت انجام ہے
ہوں میں گویا اونٹ قربانی کا از نوعِ نعم

تفسیر - اِذْ برائے تعلیل مستقبل ہے جو شعر سابق میں ہے اور ظرفیہ بھی ہو سکتا ہے - قَلَّدَا تثنیہ مذکر غائب (از تقلید = شتر را گو سفند قربانی کے گلے میں بطریقہ علامت کوئی چیز باندھنا) یای متکلم مفتوحہ برائے ضرورت شعر ہے اور قَلَّدَا کا مفعول اول ہے مَا موصولہ مع صلہ خود - قَلَّدَا کا مفعول ثانی ہے تُخْشٰی واحد مونث غائب مضارع مجہول (از خشیتہ = ڈرنا) عَوَاقِب جمع عاقبت = انجام کار تُخْشٰی کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے ضمیرہٗ راجع بہ مَا ہے کَاَنَّنِیْ حرف مشبہ بفعل ہے ضمیر ھُمَا راجع بہ شعر دو خط ہے - ھَدْیٌ شتر قربانی جو حرم میں بھیجا جاتا ہے - کَاَنَّ کا خبر ہونے سے

مرفوع ہے۔ نَعَم۔ چارپایہ یعنی اونٹ۔ گائے۔ بکری وغیرہ۔

ترجمہ۔ (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا اس قصیدہ میں کرکے اسکے وسیلہ سے میں معافی گناہ کا خواستگار ہوں) کیونکہ ان دونو نے (یعنی اہل دنیا کی مدح گوئی اور اُن کی چاکری نے) میری گردن میں قلادہ ڈالدیا ہے جس کا انجام خوفناک ہے گویا کہ میں ان دونو باتوں کی وجہ چارپایوں میں سے قربانی کا اونٹ ہوں۔

حاصل۔ یہ ایک رسم ہے کہ چارپایہ قربانی کے گلے میں ہار ڈال کر قربان گاہ کو لیجاتے ہیں اور یہ چارپایہ غافل رہتا ہے کہ یہ ہار یا قلادہ اسکے ذبح کی علامت ہے اسی طرح میری حالت ہے کہ اہل دنیا کی مدح وخدمت کا نتیجہ میرے گلے کا ہار موجب ہلاکت ہوگیا ہے پس اس آفت سے نجات پانے کے لئے مدح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔

(۱۲۳)

أَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا
حَصَلْتُ إِلَّا عَلَى الْآثَامِ وَالنَّدَمِ

گمرہی بچپن کی سی ہے ہر دو حالت میں مجھے
کچھ نہیں حاصل ہے مجھ کو بجز جرم وندم

تفسیرہ - أَطَعْتُ واحد متکلم ماضی معروف (از اطاعت = سرجھکا دینا، فرماں برداری کرنا) غَيَّ = گمراہی - أَطَعْتُ کا مفعول ہے - صِبَا - لڑکپن - حَالَتَيَّ = بحج اہل دنیا وچاکری اہل دنیا) مَا حَصَّلْتُ واحد متکلم ماضی منفی (از حصول = حاصل ہونا) آثَام جمع اثم گناہ - نَدَم = حسرت - پشیمانی -

ترجمہ - ہر دو حالت (یعنی بحج اہل دنیا وچاکری اہل دنیا) میں میں نے بچپن کی گمرہی کی اطاعت کی اور بجز گناہ وندامت کے اور کچھ حاصل نہیں کیا -

حاصل - اب میں اپنے بچپنے کی گمرہی سے واقف اور نادم ہوں - ندامت از گناہ عین توبہ ہے -

(۱۴۴)

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِي فِي تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّينَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

نفس نے دنیا کے بدلے دیں خریدا ہی نہیں
جسکے باعث ہے مجھے حد سے زیادہ درد و غم

تفسیرہ - فا نتیجہ یا تفریعیہ ہے - یا حرف ندا برائے تفجع ہے - خَسَارَةَ نَفْسِي منادی متفجع عنہ ہے - خَسَارَة = نقصان نَفْس = نفس امارہ - یہ بھی ممکن ہے کہ منادی محذوف اور خسارۃ نفسی فعل مقدر کا مفعول ہو - یعنے یَا قَوْمِ شَاهِدُوْا

خسارۃ نفسی ۔ تجارۃ = سوداگری ۔ ضمیر ھا راجع بہ نفس ہے ۔ لم تشتر واحد مؤنث غائب مضارع منفی معروف (از اشتراء = خریدنا) ضمیر فاعل راجع بہ نفس ہے۔ دین = گردن جھکانا ۔ مذہب) لم تشتر کا مفعول ہے ۔ لم تسم واحد مؤنث غائب مضارع منفی معروف (از سوم = سوداگری کرنا)

ترجمہ سخت افسوس ہے کہ نفس کو اس کی تجارت میں نقصان ہو نفس نے دین کو دنیا کے عوض نہیں خریدا اور اس کا ارادہ تک نہیں کیا۔

(۱۲۵)

وَمَنْ يَبِعْ اٰجِلاً مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ	يَبِنْ لَهُ الْغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَّفِيْ سَلَمِ
جس نے بیچا دین کو دنیا کے بدلے حرص سے	ہے کھلا نقصان اُس کے حق میں بیع سلم

تفسیرہ ۔ واو عاطفہ اور شعر قبل پر عطف ہے ۔ مَنْ ۔ شرطیہ ہے ۔ يَبِعْ حرف شرط کی وجہ مجزوم ہے ۔ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از بیع = فروخت کرنا) ضمیر فاعل راجع مَنْ ہے ۔ اٰجِل = مہلت کے ساتھ پیش آنے والا ۔ یعنی آخرت ۔ ضمیر منہ راجع بہ مَنْ ہے اور کائنا سے متعلق ہو کر اٰجلاً کی صفت واقع ہوئی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

مِنْ بیانیہ ہو کر آجِلًا کا بیان ہوا۔ ایسی صورت میں ضمیرِ ہٗ عائد بطرف دِیْن ہوگا۔ جو بیت سابق میں مذکور ہے۔ عَاجِل = دنیا جو بے مہلت و بلے درنگ ہے اور ضمیرِ ہٗ راجع بہ مَن ہے۔ یَبِنْ مَنْ شرطیہ کی وجہ مجزوم ہے۔ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از بان = ظاہر ہونا) ضمیر لَہٗ راجع بہ مَن ہے۔ غَبْن = نقصان۔ یَبِنْ کا فاعل ہے۔ سَلَم = ایسی تجارت جس کی قیمت پیشگی ادا اور سودا بعد میں حاصل ہو۔

ترجمہ۔ اور جو شخص کہ اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے بدلے فروخت کرے تو اسکو اس بیع میں جہاں ثمن و مبیع موجود ہو اور اس بیع میں جہاں ثمن موجود اور مبیع موعود ہو نقصان ظاہر ہوگا۔

حاصل۔ جو شخص صرف دنیا حاصل کرنے کی کوشش کرے اور آخرت کو چھوڑ دے تو وہ ہر دو حال نقصان میں رہے گا۔ کیونکہ متاعِ دنیا جو حاصل کیا گیا ہے فانی ہونیکی وجہ صریح نقصان ہے۔ اور لازوال نعمتِ آخرت جو چھوڑ دی گئی ہے وہ بھی صریح نقصان ہے۔ اسلئے عین سعادت مندی یہی ہے کہ دنیا کو مزرعہ آخرت بنائے اور اس کو کل قیامت میں حاصل کرے۔

۱۳۶

اِنْ آتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ
مِنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمِ

گو ہوا عاصی عہد میرا آپ سے ٹوٹا نہیں	حبل قوی ہے کہتا ہوں میں شفیع ہادی امم

تفسیر۔ اِنْ شرطیہ ہے۔ آتِ واحد متکلم مضارع (از اِتیان = لانا) در اصل آتِیْ تھا
آتِیْ شرطیہ کی وجہ یا ساقط ہوگیا۔ ذَنْب = گناہ۔ آتِ کا مفعول ہے اور تنوین برائے تفخیم ہے
عَهْد = پیمان۔ عہد سے مراد کلمہ شہادت کا اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہے
مُنْتَقِض اسم فاعل (از انتقاض = ٹوٹ جانا) حَبْل = رسی۔ مُنْصَرِم اسم فاعل
(از انصرام قطع ہونا)

ترجمہ۔ اگر میں نے گناہ کیا ہے تو میرا عہد ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ٹوٹنے والا نہیں ہے اور نہ میری امید (شفاعت) کی رسی کٹنے والی ہے۔

حاصل۔ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے ایمان نہیں جاتا گو گناہ گار ہوں
لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میرا عہد و پیمانِ اسلام ٹوٹنے والا
نہیں اور قیامت کے روز آپ سے امید شفاعت جو میں رکھتا ہوں وہ ہرگز
منقطع نہ ہوگی۔ عہد سے مراد کلمہ شہادت کا اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہے

۱۴۷

فعولن فعولن مفاعلن	فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِّنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ	مفاعلن فعلن مفاعلن
مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	مُحَمَّدًا وَّھُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ	

ہے محمد نام میں میرے بخشا جاؤں گا	کافی ہے بہر شفاعت آپکے عہد و ذمم

تفسیر - فا بیت سابق کی تعلیل ہے۔ لام جارہ و یائے متکلم ثابت محذوف کا متعلق ہو کر اِنَّ کی خبر مقدم ہوئی۔ ذِمَّۃً = عہد و پیماں۔ اسم اِنَّ ہے۔ مِنْہُ۔ صادرہ محذوف کا متعلق ہو کر ذِمَّۃً کی صفت ہوئی۔ بائے سببیہ مع مجرور خود موثوقۃ یا کائنۃ کا متعلق ہو کر ذِمَّۃً کی دوسری صفت واقع ہوئی۔ ضمیر مِنْہُ راجع بسرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تَسْمِیَۃ = نام رکھنا۔ یائے متکلم از قبیل اضافت مصدر سوئے مفعول ہے۔ ناظم علیہ الرحمۃ کا نام محمد اور لقب شرف الدین۔ اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ محمدًا منصوب بنزع خافض ہے یعنی بمحمدٍ۔ ضمیر ھُوَ راجع بہ محمد ہے۔ اَوْفٰی اسم تفضیل (از وفائے عہد پورا کرنا) ذِمَم جمع ذِمَّۃ = عہد و پیماں۔

ترجمہ - گو میں مرتکب گناہ ہوں لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا عہد و پیمان ٹوٹنے والا نہیں کیونکہ میرا عہد و پیمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نام محمد ہونے کی وجہ ہے اور آپ ایفائے عہد و ذمم میں بہترین خلائق ہیں۔

حاصل۔ ابو امامہ سے مروی ہے مَن وُلِدَ لَہٗ مَولُودٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّدًا تَبَرُّکًا کَانَ ھُوَ وَمَولُودُہٗ فِی الْجَنَّۃِ صاحب الفردوس نے بھی اسکی روایت کی ہے (ترجمہ جسکو لڑکا پیدا ہوا ہو اور اُسنے اُس کا نام تبرکاً محمد رکھا ہو وہ اور اُس کا لڑکا جنت میں داخل ہونگے) حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز دو شخص خدائے تعالیٰ کے سامنے پیش کیجائینگے۔ خدا تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کرنیکا حکم دیگا۔ یہ دونو عرض کرینگے کہ اے باریتعالیٰ ہمنے تو کوئی نیکی نہیں کی پھر کس وجہ ہم لائق جنت ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا میں اُس کو دوزخ میں ہرگز داخل نہ کرونگا۔

(۱۴۸)

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ
مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَا زَلَّۃَ الْقَدَمِ

فضل سے حضرت ہونگے حشر میں دستگیر	بس تو کہکے داے قسمت ہائے پھسلا قدم

تفسیر۔ اِنْ حرف شرط۔ لَمْ یَکُنْ فعل ہے۔ ضمیر یکُنْ راجع بہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مَعَاد = مقام بازگشت یعنے حشر آخِذ = پکڑنے والا۔ یکن کی خبر ہونیسے منصوب ہے

فَضْل = عنایت بلا استحقاق منصوب بر تمیز ہے۔ اِلَّا بعضوں کے نزدیک زائدہ ہے۔ کیونکہ عربی نظم میں وَاِلَّا یا اِلَّا زائدہ آتا ہے۔ اور بعضوں نے بکسرۂ ہمزہ و تشدید لام منون بمعنی عہد و پیمان ضبط کیا ہے۔ قُلْ امرِ حاضر معروف خطاب بنفس خود ہے یا بہر شخص جو صلاحیت خطاب رکھتا ہو۔ فَقُلْ جواب شرط ہے۔ یا حرف ندا اور منادیٰ محذوف ہے یعنی یَا قَوْمِ اُنْظُرُوْا زَلَّةَ الْقَدَمِ۔ زَلَّةَ = پھسلنا۔ قَدَم = پاؤں۔

ترجمہ۔ اگر آپ روز قیامت اپنے فضل سے میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو پس تو کہدے اے قوم میری افسوس ہے میری قسمت پر میری لغزش قدم کو تو دیکھئے۔ (مجھے اپنی بدنصیبی پر رونا چاہیئے)

(١٣٩)

حَاشَاهُ اَنْ يُحْرَمَ الرَّاجِيْ مَكَارِمَهٗ

اَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

کیسے محروم کرم ہو آپ کا امیدوار | فضل حق سے آپکا ہمسایہ ہی محترم

تفسیرہ۔ حَاشَا فعل ہے برائے تنزیہ (از حاشات = دُور کرنا) ضمیر فاعل عاید بہ خدا تعالیٰ ہے۔ ضمیر ہٗ راجع بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حَاشَا کا مفعول

اول ہے۔ اَنْ مصدریہ ہے اور جو اسکے مابعد ہے بتاویل مصدر حاشا کا مفعول ثانی ہے
یعنی حاشاہ عن حرمان الراجی۔ یُحْرَمَ مضارع مجہول (از حرمان = محروم کرنا۔
الرّاجِی اسم فاعل (از رجا = امید رکھنا) یُحْرَمَ کا مفعول اول ہے۔ مکارم جمع مکرمہ =
بزرگی مراد شفاعت ہے۔ یُحْرَمَ کا مفعول ثانی ہے ضمیر ھُو راجع بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہے۔ اَوْ یَرْجِعَ کا عطف یُحْرَمَ پر ہے۔ یَرْجِعَ واحد مذکر غائب مضارع
معروف (از رجوع = لوٹنا) جَارٌ = ہمسایہ۔ فاعل یرجع ہے ضمیر عَنْہُ راجع بہ سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ غَیْرَ مُحْتَرَمٍ منصوب بر حال ہے۔ مُحْتَرَم اسم مفعول
(از احترام = عزت کرنا)

ترجمہ۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے آپ کو اس امر سے منزہ کیا ہے کہ آپ کا امیدوار
آپکے مکارم سے محروم رہے یا آپ کا پناہ گزین بغیر احترام کے واپس ہو۔

حاصل۔ بیت سابق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستگیری سے
یاس کا وہم ظاہر کرکے آپ کی عدم دستگیری کے جاں گداز نتائج بتلائے
اب اسکے ساتھ ہی آپ کی شفقت و رحمت کا ذکر کرکے ثابت کر رہے ہیں کہ
آپ کا امیدوار وابستہ ہرگز روز قیامت آپ کی دستگیری سے محروم
نہ رہے گا۔ کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔

۱۵۰

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَہٗ
وَجَدْتُّہٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزِمِ

مدح حضرت میں کیا مشغول جب سے فکر کو
ہاتھ آیا ہے خلاصی کیلئے دست کرم

تفسیر - واؤ برائے استیناف ہے۔ مُنْذُ - ظرف زمان یعنی اس وقت سے اَلْزَمْتُ - واحد متکلم ماضی معروف (از الزام = لازم کرنا) اَفْکَار جمع فکر = اندیشہ اَلْزَمْتُ کا مفعول اول ہے۔ مَدَائِح جمع مدح = ثنا حسن - اَلْزَمْتُ کا مفعول ثانی ہے ضمیر ہٗ راجع بہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے - وَجَدْتُّ واحد متکلم ماضی معروف (از وجدان = پانا - حاصل کرنا) ضمیر ہٗ عائد بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے خَلَاص = رہائی - خَیْرَ - وَجَدْتُّ کا مفعول ثانی ہے - مُلْتَزِم اسم فاعل (از التزام لازم کرلینا) مراد معاون -

ترجمہ - جب سے میں نے اپنی فکر کو آپ کی مدح وثنا میں مشغول کیا ہے تو میں نے اسکو اپنی نجات کے لئے بہترین ذریعہ لازم پایا ہے -

حاصل مطلب - اہل دنیا کی مدح وثنا کذب ومکر سے مملو ہونیکے باوجود ثنا خوان دنیا کی نعمتوں سے حسب لخواہ بہرہ ور ہوتے ہیں پس سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

والنجات کی ثنا ہیں جو آپ کی کمال محبت و ایمان سے بھری ہوئی اور کذب و مکر سے خالی ہے تو پھر آپ کا مداح آپکے فیض و کرم سے کس طرح محروم ہوگا اور دارین کی نعمتوں سے کیوں نہیں سرفراز ہوگا۔

(۱۵۱)

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ

اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَکَمِ

ہاتھ خالی اُن کی بخشش سے نہیں محتاج کے
غنچے ٹیلوں پر اُگائے جس طرح ابرِ کرم

تفسیر۔ واو عاطفہ و جملہ ما قبل پر عطف ہے یا حالیہ ہے۔ لَنْ یَّفُوْتَ واحد مذکر غائب مستقبل معروف نفی تاکید بلن (از فوت = درگذر کرنا)۔ غِنٰی = تونگری۔ فاعل یفوت ہے ضمیر مِنْهُ راجع بہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اس کا مضاف محذوف ہے یعنی من جہتہ او من برکتہ۔ یَدًا = اتھ۔ یفوت کا مفعول ہے شخص کے ہاتھ سے مراد از قبیل اقامت الجزء مقام الکل ہے۔ تَرِبَتْ = واحد مؤنث غائب ماضی معروف (از ترب = خاک آلودہ ہونا) مراد محتاجی ضمیر فاعل راجع بہ ید ہے۔ حَیَا = بارش۔ یُنْبِتُ واحد مذکر مضارع معروف (از انبات = اگانا) ضمیر فاعل راجع بہ حیا ہے۔ اَزْهَار جمع زُهر = شگوفہ یُنْبِتُ کا مفعول ہے۔ اَکَم جمع اَکَمَہ = پشتہ زمین۔

ترجمہ۔ جو تونگری کہ آپ سے حاصل ہوگی کسی ہاتھ کو جو کہ دہر سے آلودہ ہو محتاج نہیں چھوڑے گی۔ جیسا کہ مینہ ٹیلوں پر بھی شگوفے اگاتا ہے۔

حاصل۔ آپ کا فیضان و بخشش عام ہے کسی دست سوال کو خالی نہیں چھوڑتا ہر شخص بقدر استعداد و استحقاق بہرہ ور ہوتا ہے جیسا کہ باران رحمت عام ہے ہر خطہ زمین کو تروتازہ کرتا ہے یہاں تک کہ اونچے ٹیلے کو بھی جس میں پانی جمع نہیں ہوسکتا اپنے فیض سے محروم نہیں رکھتا بلکہ ان پر بھی انواع و اقسام کے گل و شگوفے اگاتا ہے اسی طرح حضور اقدس کا فیض عام ہے کسی کو ناامید نہ ہونا چاہیے۔

(۱۵۳)

	مفاعلن فاعلن		مستفعلن فاعلن	
		وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِيْ قَطَفَتْ		
۲		يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمِ		

زینت دنیا نہیں ہیں چاہتا مثل زہیر	جس نے دولت کی تھی حاصل ستکیم ہرم

تفسیر۔ واؤ عاطفہ عطف بیت سابقہ پر ہے۔ اُرِدْ۔ واحد متکلم مضارع معروف منفی ملم (از ارادہ = دل سے خواہش کرنا) زَهْرَةَ الدُّنْيَا = تازگی و خوبی دنیا مفعول لَمْ اُرِدْ ہے۔ قَطَفَتْ۔ واحد مونث غائب ماضی معروف (از قطف = انگور کے خوشے کاٹنا

میوہ چننا۔) یَدَا تثنیہ ید بمعنی ہاتھ ہے۔ دراصل یَدَانِ تھا۔ بوجہ اضافت نون ساقط ہوگیا۔ فاعل قَطَفَتْ ہے۔ زُھَیْر بن ابی سلمی ایامِ جاہلیت کے مشہور شعراء میں سے تھا۔ بِمَا اَثْنٰی بائے سببیہ و مائے مصدریہ ہے۔ اَثْنٰی واحد مذکر غائب ماضی معروف (از اثناء یعنی ثنا کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ زُھَیْر ہے۔ ہَرِم بن سنان سلاطین بنی غطفان میں سے نہایت سخی بادشاہ تھا جس کی مدح سرا کرکے شاعر زہیر نے بیشمار متاع حاصل کیا تھا۔

ترجمہ۔ میں دنیا کی زینت نہیں چاہتا ہوں جس کو زہیر (بن سلمی شاعر) کے ہاتھوں نے ہرم بن سنان کی ثنا کہکر چن لیا ہے۔

حاصل۔ حضور اقدس کی مدح وثنا سے میرا مقصود یہ نہیں ہے کہ میں دنیا کا مال ومتاع حاصل کروں جیسا کہ زہیر ابن سلمی شاعر نے ہرم بن سنان کی مدح سرائی کرکے دنیا کی نعمتیں حاصل کی ہیں۔ بلکہ یہ مدح وثنا از راہ صدق نیت وخلوص محبت ہے۔ جو میں حضور اقدس کی ذات سے رکھتا ہوں۔

فصل دہم مناجات و عرض بجناب بارگاہ رحمۃ للعالمین

(۱۵۳)

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہٖ
سواک عند حلول الحادث العمم

اے وہ شخص / اے وہ شخص / اے امام } الانبیاء کہ ہیں میری پناہ — حادثاتِ عالم میں وقتِ نزولِ ہم و غم

تفسیر ۔ یا حرف ندا ہے۔ اکرم اسم تفضیل منادی مضاف ہوئے خلق ہے۔ الوذ واحد متکلم مضارع معروف (از لوذ = پناہ لینا) ضمیر بہ راجع بجانب موصول یا موصوف مستثنیٰ منہ ہے۔ سوا حرف استثناء ہے۔ کاف خطاب مستثنیٰ و مخاطب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حلول = اترنا۔ حادث اسم فاعل (از حدوث = نئی چیز کا وقوع میں آنا) عمم صفت مجمل کو گھیرے ہوئے = شامل ہمہ چیز۔ حادث عمم سے مراد آشوب و بیت عظیم ہے۔

ترجمہ ۔ اے بہترین مخلوق! میرے لئے کوئی نہیں جس سے میں پناہ لوں سوائے آپ کے عام بلائیں نازل ہونے کے وقت

حاصل ۔ شدت مصائب کے وقت سوائے آپ کی ذات پاک کے کون ہے جو میری حمایت کرے اور مجھے ظلِ عاطفت میں لے۔

١٥٤

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِي إِذَا الْكَرِيمُ تَحَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن

جلوہ گر جب ہو باسمِ منتقم وہ ذی کرم	کم نہ ہوگا آپ کا رتبہ شفاعت سے مری

تفسیر۔ واو عاطفہ عطف الٰی من الوذبہ پر ہے۔ لن یضیق واحد مذکر غائب مضارع معروف نفی تاکید بلن (از ضیق = تنگی) رسول کا منادیٰ مضاف ہے اور حرف ندا محذوف ہے یعنی یا رسول اللہ۔ جاہ = بزرگی۔ منزلت۔ فاعل لن یضیق ہے۔ بی۔ با زائد برائے سبب ہے یائے متکلم مجرور بحذف مضاف ہے یعنے

بسبب شفاعتی یا بسبب نصرتی یعنی بسبب شفاعتک او نصرتک ایای۔

اذا ظرفیہ ہے۔ کریم۔ اسمائے حق تعالیٰ میں سے ایک اسم ہے۔ تحلی = واحد مذکر ماضی معروف (از تحلی = جلوہ گر ہونا۔ ظاہر ہونا) ضمیر فاعل عاید بکریم ہے۔ منتقم اسم فاعل (از انتقام = بدلہ لینا) حق سبحانہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ہے۔

ترجمہ۔ اے رسول خدا! میری شفاعت آپ کا رتبہ کم نہ کرے گی جب خداوند کریم منتقم کے نام کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

حاصل۔ قیامت کے روز خداوند کریم منتقم کی حیثیت سے جلوہ فرما ہوگا۔ آپ بے شمار مومنین کی شفاعت فرمائیں گے تو مجھ جیسے گنہگار کی شفاعت بھی آپ کے ہاتھ سے ہوگی۔

(۱۵۵)

مستفعلن فاعلن	فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا	مستفعلن فاعلن
مستفعلن فاعلن	وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ	مستفعلن فاعلن

کیونکہ دنیا اور عقبیٰ آپکی بخشش سے ہیں	ہیں علوم باطنی سے آپکے لوح و قلم

تفسیر:- فا تعلیلیہ۔ اِنَّ تحقیق کا۔ مِنْ تبعیضیہ خبر مقدم ہے اِنَّ کی۔ جُوْد بخشش۔ جوال مردی۔ ضَرَّۃ سوت۔ یہاں مراد آخرت ہے جو دنیا کی تضمین نہیں ہوسکتی ضمیر مؤنث ھا راجع بہ دنیا ہے۔ عُلُوْم جمع علم۔ جاننا۔ لَوْح۔ چوب و تختہ۔ عِلْم منصوب اسم اِنَّ ہے۔ اور مضاف بسوئے لوح یہاں مراد لوح محفوظ ہے۔ قَلَم معروف و مشہور ہے۔ لوح و قلم کی صراحت حسب ذیل ہے:

باریتعالیٰ کا علم لوح محفوظ و قلم کے حوالہ کیا گیا ہے۔ قلم سے مراد وہی قلم ہے جس کا ذکر حدیث شریف۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ خشک ہوگیا قلم اُن امور کو لکھ کر جو وقوع پذیر ہیں ایسا کیا گیا ہے۔ رسالۂ تنزلات ملک العلماء مولانا عبدالعلی قدس سرہ سے مراصد میں منقول ہے کہ ملائکہ مہیمہ و ملاء اعلیٰ جو جمال حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق اور خویش و بیگانہ سے بیخبر ہیں۔ اُنکے آخر صف میں ایک فرشتہ موسوم بہ عقل کل و قلم اعلیٰ ہے جسمیں ہر چیز کائن کا علم پوشیدہ ہے۔ اُسکے تحت ایک اور فرشتہ مسمیٰ بہ نفس کامل و لوح محفوظ ہے جس میں قلم ان علوم کی تفصیل جاری کرتا ہے۔ و ہر امر وقوع پذیر یہاں تک کہ اہل جنت جنت میں اور اہل نار دوزخ میں داخل ہونے تک ثبات

قلم اس میں ثابت ہے۔ اور اسکے احکام تغیر و تبدل سے محفوظ ہیں اسکے ماتحت اقلام و الواح جزئیہ ہیں جن میں محو و اثبات (یعنے مٹنا اور ثابت رکھنا) واقع ہوتا ہے جس کی خبر آیہ کریمہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ دیتی ہے اس شعر میں لوح و قلم سے مراد یہی الواح و اقلام جزئیہ ہیں جس کی صراحت حرف مِنْ تبعیضیہ سے ہوتی ہے۔

یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ لوح تختۂ زمردین ہے جس میں علم ما کان و ما یکون (یعنی علم جو تھا اور جو ہونیوالا ہے) مندرج ہے ایسا اعتقاد مخدوش ہے۔ کیونکہ علم غیر متناہی تختۂ متناہی میں محاط نہیں ہو سکتا۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کیمیاء سعادت میں فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے جسمیں تمام چیزوں کی صورت موجود ہے آدمی کی روح بھی ایک آئینہ کے مانند ہے اور مردہ کی روح بھی اسی طرح ہے۔ پس جسطرح ایک آئینہ میں دوسری آئینہ سے ایک چیز دکھائی دیتی ہے اسی طرح امور لوح محفوظ انکے آئینہ میں ظاہر ہوتے ہیں ہرگز یہ گمان نہ کیا جائے کہ لوح محفوظ از قسم چوب یا شئے یا شئے دیگر سے ایک ایسا جسم ہے جس کو یہ چشم ظاہر دیکھ سکے۔ اور اسکے نوشتوں کو پڑھ سکے۔ اس کی مثال خود (انسان ہی میں) موجود ہے۔ خدا نے انسان کی خلقت ایسی مکمل بنائی ہے کہ وہ خود تمام معرفت کی رہبری کرتی ہے لیکن جو شخص خود ہی سے غافل ہو دوسرے کو کس طرح پہچانے گا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ دماغ مقری یعنی پڑھنے والے کا دماغ تمام قرآن کو یاد رکھتا ہے۔

اور لوگ کہتے ہیں کہ اُسکے دماغ میں لکھا ہوا ہے اور پڑھنے والا اُسکو اور اُسکے حروف وسطور کو دیکھتا ہے اگر اُسکے دماغ کو پارہ پارہ کرکے دیکھا جائے تو کوئی جائے قرآن نظر آئے گی اور نہ کوئی نوشتہ پس لوح محفوظ میں اُمور کا نقش ہونا بھی اسی طرح ہے کہ اُمور غیر متناہی اُس میں منقش ہیں اور چشم متناہی ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ غیر متناہی متناہی میں نقش و شکل جما سکے پس خدائے تعالیٰ کی روح و لوح و قلم وہ ہاتھ کسی طرح انسان کے مانند نہیں ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ بھی انسان کے مانند نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح ہے کہ ع دو ہاکے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے۔

ترجمہ - کیونکہ دنیا اور اسکی سوت آخرت (یعنے آخرت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے) آپ کی بخششوں میں سے ہیں۔ اور لوح و قلم آپکے علوم میں سے ہیں۔

حاصل - اے شاہ رسل آپ کی ذات پاک آئینہ رحمت للعالمین مدریات ہے قیامت کے ہول و ہیبت کے وقت مجھ گدائے بینوا کی شفاعت آپ کو اسلئے دشوار نہیں ہے کہ دنیا اور اسکی سوت یعنی آخرت (جسکا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے) آپ کی عطایا میں سے ہیں اور علم لوح و قلم آپکے معلومات میں سے ہے اور ان سب کا ظہور آپکے وجود باجود سے ہے پس اس غریب بیکس کی شفاعت آپکو کیا دشوار ہے۔

۱۵۶

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
إِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

گرچہ عصیاں ہیں عظیم اے دل نہ ہو مایوس تو	ہیں گناہانِ کبیرہ بخششوں کے آگے کم

تفسیر۔ یا حرفِ ندا نفس یعنی روح جسد لفظ نفس نکرہ ہے لیکن ندا کی وجہ معرفہ ہو گیا ہے کیونکہ ناظم نے اس سے اپنی ذات کا ارادہ کیا ہے پس اس لحاظ سے مرفوع ہوا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ در اصل یا نفسی تھا یای ضمیر متکلم کو حذف کر کے کسرہ سین باقی رکھا گیا ہے تاکہ حذف یا پر دلالت کرے۔ لَا تَقْنَطِي۔ واحد مونث نہی حاضر معروف (از قُنُوط و از قَنَطَ = نا امید ہونا) ضمیر فاعل راجع بنفس ہے زَلَّةٌ = لغزش۔ پاؤں کا پھسلنا۔ عَظُمَتْ واحد مونث غائب ماضی معروف (از عظم = بزرگ ہونا) ضمیر فاعل راجع بہ زلۃ ہے۔ کبائر جمع کبیرہ مراد گناہ کبیرہ۔ غفران = بخشنا۔ لمم = گناہ صغیرہ۔

ترجمہ۔ اے نفس یا اے میرے نفس گناہ کبیرہ کی معافی سے نا امید نہ ہو۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی بخششوں کے وقت گناہان کبائر بمنزلہ گناہ صغیرہ ہیں

(۱۵۷)

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
تَأْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

رحمت حق جب بٹے گی ہے یہی رکھتا ہوں امید	جتنے عصیاں ہیں میرے ہونگے اتنا ہی کا کرم

تفسیر۔ لَعَلَّ کلمۂ ترجی و توقع ہے حرف مشبہ بالفعل ہے جو اسم و خبر کی ضرورت رکھتا ہے رحمۃ = بخشنا۔ مہربانی کرنا۔ یَقْسِمُ واحد مذکر غائب مضارع معروف (از قسم = بخشش کرنا) ضمیر فاعل راجع بہ رب۔ ضمیر ھا عاید بہ رحمت ہے۔ تَأْتِیْ واحد مونث غائب مضارع معروف (از اتیان = آنا) ضمیر فاعل راجع بہ رحمت ہے حَسْب یا حَسَب دونوں جائز ہیں = اندازہ۔ عِصْیَان = نافرمانی کرنا = گناہ۔ قسم جمع قِسمت = بخشش۔

ترجمہ۔ امید ہے کہ جب میرا پروردگار اپنی رحمت تقسیم کریگا تو وہ رحمت تقسیم میں گناہوں کے موافق ہوگی (یعنے جس کے گناہ بہت ہونگے اُس پر رحمت حق بہت ہوگی)

(۱۵۸)

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِي غَيْرَ مُنْخَرِمِ

ای میرے رب نہ کر الٹی میری امید کو
اور حساب آساں مرا اور بخشیو کر فضل و کرم

تفسیر - یا حرف ندا - رَبِّ = پروردگار - مضاف ہوئے یائے متکلم محذوف - فا برائے تفریع اور بیت سابق پر متفرع ہے - اِجْعَلْ امر حاضر معروف (از جعل = کرنا) رَجَا = امید - اجعل کا مفعول اول ہے اور مفعول ثانی غَیْرَ ہے جو مُنْعَکِسٍ کا مضاف مُنْعَکِس = اسم فاعل (از انعکاس = الٹا ہونا) لَدَیْ = نزدیک - مضاف ہوئے لِ ک خطاب ہے - مخاطب باریتعالیٰ ہے - حِسَاب = شمار کرنا سمجھنا - گمان کرنا - یہاں ہر سہ معنی درست ہیں یعنی تیری نعمتوں کو بیرا شمار کرنا - تیرے انعام کی امید رکھنا تیری رحمت کا گمان کرنا - اِجْعَل کا مفعول اول ہے اور غَیْر مفعول ثانی ہے - مُنْخَرِم = اسم فاعل (از انخرام = کٹ جانا - منقطع ہونا) -

ترجمہ - اے میرے پروردگار میری امید کو تیرے پاس الٹی نہ کر اور میرے گمان رحمت کو منقطع نہ کر -

(۱۵۹)

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ	صَبْرًا مَتَى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

لطف کر بندہ پہ اپنے دو جہاں میں ایخدا	سختیوں میں ہے بہت کم صبر با درد و الم

تفسیر - واؤ عاطفہ عطف اشفع پر ہے۔ اُلْطُفْ امر حاضر (از لُطْف = مہربانی کرنا)
ضمیر لَهٗ اِنَّ بطرف عبد ہے۔ صبر شکیبائی۔ مَتَی شرطیہ معنی جس وقت۔
تَدْعُ واحد مؤنث غائب مضارع (از دعوت = بلانا) ضمیر ہٗ راجع بہ عبد ہے
اَھْوَال جمع ھَوْل سخت خوف شدید اضطراب۔ تَدْعُ کا فاعل ہے۔ یَنْھَزِمْ
واحد مذکر غائب مضارع مجزوم بہ مَتَی (از انہزام = بھاگنا) اس کی ضمیر فاعل راجع بہ
صبر ہے۔ کسرہ میم برائے رعایت قافیہ ہے۔

ترجمہ - اپنے بندہ پر دونوں جہان میں لطف فرما کیونکہ جب سختیاں
پیش آتی ہیں تو صبر بھاگ جاتا ہے (یعنے وہ بے صبر ہو جاتا ہے)

حاصل ۔ ناظم علیہ الرحمۃ اپنا ضعف حال و عدم استقامت
عرض کر کے آفات دنیا و عرصات قیامت سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۱۶۰)

وَأْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوۃٍ مِنْكَ دَائِمَةٍ
عَلَى النَّبِیِّ بِمُنْهَلٍّ وَمُنْسَجِمِ

ابر رحمت کو الٰہی حکم کر برسائے وہ
تا ابد تیرے نبی پر رحمت و فضل کرم

تفسیرہ - وَأْذَنْ واو عاطفہ و امر حاضر معروف - دراصل اِئْذَنْ تھا - اِیْذَنْ ہوا - بدرج واو ھمزہ وصل گر گیا - اور ہمزۂ ثانی الف سے مبدل ہوا بغیر واو کے اِیْذَنْ پڑھنا چاہیے - چنانچہ قرآن مجید میں اِیْتَ فَاتَ ہردو آئے ہیں۔ (اِذْن = حکم کرنا) سُحُبِ یا سُحْبِ جمع سَحَاب = ابر - صَلٰوۃ = رحمت کاملہ دائمۃ مؤنث اسم فاعل (از دوام = ہمیشگی) مجرور بر صفت صلوٰۃ ہے یا منصوب بر حال سحب ہے - مُنْهَلٍّ اسم فاعل (از انھلال = بارش کا زور سے برسنا) مُنْسَجِمِ اسم فاعل (از انسجام = پانی کا رواں ہونا - لگاتار برسنا)

ترجمہ - تیری رحمت کے ابر کرم کو حکم کر کہ تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لگاتار برستا رہے۔

حاصلہ - حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس دعا میں درود بر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہو وہ دعا آسمان و زمین کے بیچ معلق ہو گی

اور پہنچ جائے گی۔ اس لئے ناظم علیہ الرحمۃ نے دعا کے ساتھ درود شامل کیا ہے تاکہ موجب حسن خاتمہ و سبب قبولیت ہو۔

(۱۶۱)

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ
وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ

اور ابوبکر، عمر، عثمان، علی شیر خدا | ان سے راضی حق ہو، ہیں چار اصحاب کرام

حاصل یہ ہے یہ حضرات خلفاء راشدین ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ (یعنے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے) لفظ قرنی میں ایک عجیب نزاکت پوشیدہ ہے۔ اس کا ایک ایک حرف علی الترتیب ان حضرات کے ناموں کا اخیر حرف ہے جو علی التواتر کے بعد دیگرے خلفاء ہوئے ہیں یعنی ق سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رض ر سے مراد حضرت عمر رض ن سے مراد حضرت عثمان رض ی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۱۶۴)

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن
آل اور اصحاب سبھی اور ہیں جتنے تابعین	حلم و تقویٰ ہیں جو ہیں ذی کرم اور محترم

تفسیرہ - واو عاطفہ عطف بر النبی ہے جو شعر سابق میں درج ہے۔ آل اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کو صدقہ دینا حرام ہے صُحْب = جمع صاحب یعنی یار۔ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو بحالت عقل و تمیز و اسلام سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات سے مشرف ہوا ہو۔ تابعین جمع تابع = پیروی کرنے والا۔ تابعین ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بحالت اسلام صحابہ سے ملاقات کئے ہوں ضمیر ھُمْ راجع ہوئے صحب ہے۔ تُقیٰ = پرہیزگاری۔ نُقیٰ = پاکی۔ حِلْم = بردباری کَرَم = جوان مردی۔ سخاوت۔

ترجمہ - اور ہمیشہ تیری رحمت کا ابر برستا رہے آپکے آل اور اصحاب پھر ان تابعین یعنی ان کے ملنے والوں پر جو صاحبان تقویٰ و حلم کرم ہیں۔

حاصلہ - احادیث میں آنحضرت نے صلوٰۃ بُتْرا یعنے

دم کئے درود) کی ممانعت فرمائی ہے صیغۂ صلوٰۃ بتراء یہ ہے کہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پر اکتفا کرے اسکے بعد آپکے آل واصحاب کا ذکر نہ کرے۔ اسلئے ناظم علیہ الرحمتہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُنکے آل واصحاب پر بھی درود وسلام بھیجا ہے۔

(۱۶۳)

مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن	مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبًا وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ	مستفعلن فاعلن مستفعلن فعلن

جب تلک لاتی ہے شاخوں کو جنبش نسیم	اور اونٹوں کو طرب میں لاتا ہے ساربان پر نغم

تفسیر - مَا ہمارے تابید ہمیشگی یعنی جب تک کہ۔ رَنَّحَتْ (از ترنیح جنبش میں لانا) عَذَبَات جمع عَذَبَة نرم شاخ۔ رنحت کا مفعول ہے۔ بَان ایک درخت ہے جس سے قامت خوباں کو تشبیہ دیتے ہیں۔ رِیْحُ ہوا۔ فاعل رَنَّحَتْ ہے۔ اضافت بیج طرف صبا ہے اضافت عام بسوے خاص ہے۔ باد صبا و نسیم اُس ہوا کو کہتے ہیں جو مشرق کی جانب سے چلتی ہے۔ اَطْرَبَ واحد مذکر ماضی معروف (از اطراب نشاط میں لانا) عِیْس جمع اعیس شتر سفید موجو مائل بہ سرخی ہو۔ یہاں مطلق اونٹ سے مراد ہے۔ اطرب کا مفعول ہے۔ حَادِی اسم فاعل (از حدی وداونٹ کو

راگنی وخوش الحانی کے ساتھ چلانا) جب اونٹ زیادہ چلنے سے تھک جاتے ہیں عرب حدی کرتے ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ اشعار پڑھتے ہیں جس سے اونٹ تازہ دم اور قوی ہو کر تیز قدم چلنے لگتے ہیں۔ **نَغَم** جمع نغمہ = خوش آواز دلکش کلام۔

ترجمہ (اے پروردگار تیری رحمت کا ابر بزرگواران ممدوح پر اُس وقت تک برستا رہے) جب تک درخت بان کی شاخوں کو باد نسیم ہلاتی رہے اور جب تلک ساربان اونٹوں کو اپنے نغموں سے طرب میں لاتا رہے۔

حاصل - اس قصیدہ کا اختتام باد صبا کے جھونکے۔ درختوں کے جھومنے اور ساربانوں کے نغمے اور اونٹوں کے طرب و وجد میں آنیکے ایسے اشعار پر ہوا ہے کہ اگر یہ قصیدہ راگ وخوش الحانی کے ساتھ پڑھا جائے تو یقیناً عاشقان وصال وشیدایان جمال محبوب خدا کو وجد وطرب میں لائے گا۔ اور آغاز کلام سے ناظم علیہ الرحمتہ کے سوز عشق ذوق وشوق کو ظاہر کرے گا۔ ونیز آغاز کلام بصورت امن اور اُس کا انجام طرب وعیش ونغم سے جو ہوا ہے قاریوں کو اس امر کی بشارت دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا و آخرت کی نکبت وآفت سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ سلم کے

حرز و حمایت میں مصئون و مامون رہیں گے۔ اور اپنی زندگی نہایت فارغ البالی میں عیش و عشرت و خیر و برکت کے ساتھ گزاریں گے۔

۱۶۴

مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن		مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
	فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا	
	لَقَدْ سَأَلْتُكَ يَاذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ	

قاری اور سامع کو اسکے یا الہٰی بخشدے	تجھ سے میری التجا ہے صاحب جود و کرم

تمت

۱۶۵

اے اسد اب ترجمہ کو اس دُعا پر ختم کر

صاحب بردہ کا صدقہ چاہتے ہیں فضل ہم
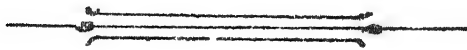
مناجات

یا رسول اللہ کریمی سیدی | انت مولائی حبیبی مرشدی

یا رسول اللہ یا خیر الورے | یا محمد مصطفےٰ یا مجتبےٰ

مشفقی و رحمۃ للعالمین | یا شفیع الاولین والآخرین

یا رسول اللہ انظر حالنا | یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق | خذ یدی سہل لنا اشکالنا

درد مندم اے طبیب غیب داں | رنج ما دریاب از نبض نہاں

ہست دارو ئے دل بیمار من | شربت وصل تو اے دلدار من

پس چشاں یک جرعہ از جام وصال | پیش ازیں مگذار ما را در ملال

بیکساں را کس توی در ہر نفس | من ندارم در دو عالم جز تو کس

یک نظر سوئے من غمخوارہ کن | چارۂ کار من بیچارہ کن

یا رسول اللہ بسے در ماندہ ام | باد در کف خاک بر سر راندہ ام

مشکلم پیش است و من در بیکسی | یا رسول اللہ فریادم رسی

(اس کے بعد تھوڑی دیر مراقب رہے اور پھر کہے۔)

بسلام آمدم جوابم دہ | مرہمے بر دل خرابم نہ

بس بود جاہ و احترام مرا | یک علیک از تو صد سلام مرا

گریۂ من نگر تبسم کن | زاری من شنو تکلم کن

گر نہ فتم براہ سنت تو | ہستم از عاصیان امت تو

لب بجنباں پئے شفاعت من | منگر در گناہ و طاعت من

فوائد و تاثیرات

شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح عربی میں اس قصیدہ متبرکہ کے اکثر ابیات کے بعض فوائد و تاثیرات بیان کئے ہیں جن کا اردو ترجمہ بغرض افادۂ قاریاں دعاملاں درج ذیل کیا جاتا ہے یقین ہے کہ ان اعمال کی برکت سے ہر شخص اپنی مراد کو پہنچے گا انشاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَمِنْ تَذَکُّرِ ۔۔۔ اَمْ ھَبَّتْ ۔۔۔ یہ دو بیت جام میں لکھ کر آب باراں سے دھو کر جو جانور کہ مطیع و فرماں بردار نہ ہو اس کو پلایا جائے تو بحکم الٰہی مطیع و تعلیم پذیر ہوگا اور ہرن کی جھلی پر لکھ کر جو عجمی شخص کہ عربی زبان نہیں کر سکتا ہو اُس کے سیدھے بازو پر بطور تعویذ باندھی جائے تو بہت جلد عربی زبان بحسن و خوبی سیکھ جائے گا۔

فَمَا لِعَیْنَیْکَ ۔۔۔ اَیَحْسَبُ ۔۔۔ لَوْلَا الْھَوٰی ۔۔۔ فَکَیْفَ تُنْکِرُ ۔۔۔ وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ ۔۔۔ یہ پانچ ابیات برگ ترنج پر لکھ کر سوئے ہوئے شخص کے ہاتھ پر رکھ کر اُس کے نزدیک کان رکھے تو سویا ہوا شخص خیر و شر جو کچھ کہ اُس نے کیا ہے بیان کرے گا۔ و نیز مینڈک کے دباغت شدہ پوست پر لکھ کر اُس پوست کو مانند تھیلی کے بنا کر اس میں مینڈک کی زبان رکھ کر اگر کسی شخص کے گلے میں لٹکا دے تو وہ شخص اگر سرقہ کیا ہے تو

فی الفور اقرار کرلے گا۔

[۸] نعم سری الخ بعد نماز عشاء باطہارت اس بیت کو تکرار کرتے رہے یہانتک کہ نیند کا غلبہ ہوجائے تو خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے گا۔

[۹] یا لائمی الخ [۱۰] عدتک حالی الخ یہ ہر دو بیت کاغذ پر زعفران و مشک وگلاب سے مدور لکھ کر تحت عمامہ دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا جائے تو بحکم خدائے تعالی منکر کے دفع پر قادر ہوگا اور جو شخص کہ نفس کو مقہور اور دین پر استقامت کرنا چاہئے ہر نماز کے بعد ان دونوں ابیات کی مواظبت کرے۔

[۱۱] محضتنی الخ [۱۲] انی اتھمت الخ اگر کوئی کسی شخص کی محبت میں مبتلا ہوجائے اور لوگوں سے حیا کی وجہ خود کو اس سے گفتگو کا موقع نہیں ملتا ہے تو ان دو ابیات کو ساعت زہرہ میں تانبے کی تختی پر لکھ کر آب باراں سے دھوکر پیوے تو محبوب پر تقویت اور کامیابی حاصل کرے گا اور اس سے ملاقات ہوگی اور کبھی کسی کا خوف نہ ہوگا اور اس کا راز محبوب پر کھلجائے گا اور اس سے اپنا مقصود حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی

[۱۳] فان امارتی الخ [۱۴] ولا اعدت الخ [۱۵] لو کنت الخ اگر کسی پر اس کا نفس غالب ہو اور دم توبہ اور مخالفت نفس سے عاجز ہوجائے تو پس ان تین ابیات کو روز جمعہ بعد فراغ

نماز لکھ کر آب باراں سے دھو کر پیوے اور رو بقبلہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ عصر کا
وقت ہو جائے نماز عصر و مغرب پڑھ کر اللہ کا ذکر کرے اور نیز بعض اوقات ان
ابیات کو تکرار کرتے رہے پس اس جگہ سے نکل جانے کے قبل ہی اس کا نفس
مودب ہو جائے گا اور اس کی حالت بہت اچھی ہو جائے گی اور توبہ کی
توفیق ہوگی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مَنْ لِّی [۱۷] فَلَا تَرُمْ [۱۷] وَالنَّفْسُ [۱۸] یہ تین بیت دفع اعداد منکرین کے لئے
تلاوت کرے ۔ ابتداءً دس مرتبہ سے شروع کرے مخلوق میں اس کی ہیبت
و مقبولیت بدرجہ کمال حاصل ہوگی ۔

فَاصْرِفْ [۱۹] وَرَاعِهَا [۲۰] کَمْ حَسَّنَتْ [۲۱] اگر کوئی شخص ان ابیات کو ہر نماز کے بعد
(۲۰) مرتبہ مواظبت کرے تو وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
ثابت قدم اور نفسانی خواہشات و بدعت سے مامون و محفوظ رہے گا ۔

وَاخْشَ [۲۲] وَاسْتَفْرِغْ [۲۳] اگر کسی کا قلب سخت اور نفس اس پر غالب ہو گیا ہو تو
شب جمعہ بوقت سحر ان ابیات کی تکرار کرے تو صبح ہونے کے قبل ہی اس کے دل میں
رقت اور نفس میں انکساری پیدا ہوگی اور اعضا میں عبادت کے لئے تقویت ظاہر
ہوگی اور جو زیادتی کہ ظاہر ہوئی ہے اس پر نادم اور خدا کی طرف رجوع ہوگا ۔

وخالف النفس ۲۴ ولا تطع ۲۵ جو شخص ان دو ابیات کی مواظبت کرے اس کا نفس اور شیطان مغلوب ہو جائینگے اور اللہ تعالی اس کو ہر دو سے محفوظ رکھے گا۔

استغفر اللہ ۲۶ امرتک ۲۷ ولا تزودت ۲۸ اگر کسی کو علم و عمل میں عجب و ریا لاحق ہو تو وقت طلوع فجر ان ابیات کو لکھے اور اکیس ۲۱ مرتبہ تکرار کرے اور یہ نوشتہ بائیں بازو اس طرح باندھے کہ وہ تعویذ پہلو کی طرف مائل رہے۔ پس وہ شخص متواضع ہوگا اور عجب و ریا سے محفوظ رہے گا۔

ظلمت ۲۹ وشد ۳۰ وراودته ۳۱ واكدت ۳۲ وكيف ۳۳ جس شخص پر قیام لیل گراں گزرے اور کسل و نوم غالب ہو جائے اور ہمیشہ اس کا نفس دنیا کی راحت طلب کرتا رہے تو ان ابیات کو تختی پر لکھ کر اپنے سرہانے رکھے اس کا عمل نیک اور آراستہ ہوگا اور اس کا نفس امور آخرت کو یاد دلائے گا۔

محمد سید الکونین ۳۴ هو الحبیب ۳۵ جو شخص ان ابیات کی مواظبت کرے گا مصائب سے محفوظ رہے گا اور اسکے پڑھنے سے قبل اگر مصائب میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کو چاہیے کہ جوف لیل یعنی آدھی رات میں ان ابیات کو پڑھے اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل اختیار کرے مصائب شدید دفع ہو جائینگے

دعا الی اللہ ۳۶ ہر نماز کے بعد یہ بیت برائے حفظ ایمان و امان دس مرتبہ پڑھے

اور شروع میں بطور خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے جو یہ ہے۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الْبَشِيْرِ الَّذِيْ اَتٰى اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ۔

فَاِنَّ النَّبِيِّيْنَ ۳۷ وَكُلُّهُمْ ۳۸ وَوَاقِفُوْنَ ۳۹ فَهُوَ الَّذِيْ ۴۰ مُنَزَّهٌ ۴۱ دَعْ ۴۲ وَانْسُبْ ۴۳ فَاِنَّ فَضْلَ ۴۴ لَوْ نَاسَبَتْ ۴۵ یہ ابیات غازیوں کی شدت و قوت قلب کیلئے ہیں جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور ان ابیات کو لکھ کر جو پانی کا اہل شہر استعمال کرتے ہیں اس سے دھو کر پیوے تو جنگ سے خوف زدہ نہ ہونگے اور ہمیشہ اسی طرح رہینگے۔ اگر کوئی شخص گلاب و زعفران سے لکھ کر پیوے تو بوقت سوال منکر نکیر اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم اور مضبوط رکھے گا۔

لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ ۸۳ فَذَالِكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ ۸۴ یہ ابیات برائے تخفیف مرض ہیں۔ کوری شکوری پر لکھ کر جو شاندہ سوس (یعنی ملیٹھی) سے دھو کر نہار پیوے تو بحکم خدا تخفیف ہوگی

تَبَارَكَ اللّٰهُ ۸۵ كَمْ اَبْرَأَتْ ۸۶ مصروع کے دونوں آنکھوں کے درمیان ان ابیات کو لکھے دبیز پیلے پارچہ پر لکھ کر فتیلہ بنائے۔ اور نوک اسکی جلا کر مصروع کی ناک میں دھواں دے جب یہ دھواں اس کی ناک میں پہنچے گا تو صحت حاصل ہوگی اور آواز کرتے ہوئے باہر ہو جائے گا آنکھوں کے درمیانی نوشتہ کو

مٹا دیا جائے۔ پس مرض صرع دور ہو جائے گا اور کبھی عود نہ کریگا۔ اگر پھر کبھی عود کرے تو یہ دو بیت قرآن کی کسی شئے کیساتھ تعویذ لکھ کر اس مریض کے گلے میں باندھے۔ عجائب نظر آئینگے۔

فما تطاول سے قد تنکر العین کے آخر تک کوری صحنک پر گلاب زعفران سے لکھ کر اور دھو کر سوتے وقت اور بیدار ہونیکے بعد پیوے تو فصیح اللسان وقوی الحجت ہوگا اور عبادت کیلئے اللہ تعالیٰ قوت بخشے گا۔

یا خیر الخ اس بیت کو جلد شتر پر لکھ کر مجرم اپنے سینے پر لباس کے نیچے تعویذ بنا کر رکھے اور تین بار اللہ اکبر کہتے ہوے بادشاہ کے روبرو جاوے تو بادشاہ ہرگز اس سے مخاطب نہ ہوگا۔ جو میاں اور بیوی میں خصومت ہو یا اس کے اور اسکے احباب میں خصومت ہو تو چرم شیر پر اس بیت کو لکھے اور اپنے عمامہ کو رمین باندھے اور اپنے حبیب کے پاس جاوے تو وہ خاموش ہو جائے گا اور اسکا حبیب گفتگو آغاز کریگا اور اسکے دل میں محبت پیدا ہو گی۔ مگر یہ عمل حرام کیلئے ہرگز نہ کیا جائے۔

ومن تکن الخ ولن تری الخ احل امتہ الخ اگر ان ابیات کو آب دہن سے کفدست پہ لکھ کر درندے کو دکھائے تو وہ بحکم خدا فرار ہو جائے گا۔

کَمْ جَدَّلَتْ تا کَفَاكَ اگر ان ابیات کو سفید کاغذ پر لکھ کر پارچہ حریر میں لپیٹ کر بچوں کے گلے میں باندھا جائے تو شیطان و دیگر امراض وغیرہ و آسیب سے امن میں رہیگا

خَلْ مَتْلَهٗ تا سے وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا کے آخر تک اگر گلاب و زعفران سے لکھ کر آب باران سے دھو کر لسیع یعنے زہریلا جانور کاٹے ہوئے شخص کو پلایا جاوے تو زہر فوراً بحکم خدا اتر جائے گا۔

طریق قرأت قصیدہ بردہ شریف

صاحب مراصد ارتضیہ نے اپنی شرح کے آخر میں ایک رسالہ مشتمل بطریق زکوٰۃ و قرأت قصیدہ متبرکہ ہذا شامل فرمایا ہے اُس کا ترجمہ اردو میں کیا جا کر شرح ہذا موسوم بہ **شمیمۂ وردہ** کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے تاکہ شاغلین و عاملین اس طریق عمل کی برکت سے اپنے مقاصد دینی اور دنیوی کو پہنچیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
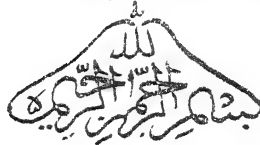
الحمد للہ الذی جعل للاجازات فی سائر الادعیۃ والاعمال تاثیراً بلیغاً فی انجاح المرام واجابت الدعوات والصلوٰۃ والسلام

علےٰ خیر خلقہ محمد سبیل الکائنات وعلےٰ اٰلہ الذین ھم سفن النجاۃ
فی بحار المھلکات واصحابہ اولی الفضل والکرامات۔

جان تو وفقک اللہ سبحانہ بصالح الاعمال وجعلک شاغلاً بمکارم
الاشغال کہ قصیدہ بردہ موسوم بہ کواکب دریہ اپنے مقبول ترین قصائد مدحیہ سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے کہ اُسکے اکثر عاملین اُسکی برکت مداومت سے مرتبہ
ولایت عظمیٰ کو پہنچے اور اکثر مواظبین نے اسکے ورد کی بدولت انتہائے درجہ معرفت حاصل کی
اُن عاملین کے منجملہ عارف کامل شاہ محمد نظیر بن عبد اللہ دستگیر پنجابی عامل عدیم النظیر تھے
جنہوں نے اسکی اجازت قدوۃ العارفین مولانا شاہ عبد الرحمن بن محمد حسن سندی
قدس سرہ کو دی اور حضرت موصوف نے اپنے معتقدین کو اس کی اجازت عطا فرمائی

طریق قرأت یہ ہے کہ اس قصیدہ کو حفظ کرنیکے بعد تصحیح نظم و تحقیق معنی بوقت
انقضائے نصف شب یا بوقت نصف نہار یا بعد نماز عصر اور بصورت ضرورت
کوئی وقت کیوں نہ ہو ایک پاک مکان کے گوشے میں جہاں چراغ کی روشنی تھو
با طہارت دو زانو بیک جلسہ سر برہنہ بتصور حضوری مجلس آں سرور علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ
بیٹھ کر چادر گلے میں بطور خرقہ باندہ کر دل کو وساوس و خطرات سے پاک کرکے
بحضوری تمام اس ترتیب سے تین بار یا ایک بار بلا ناغہ پڑھا کرے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ علیک یاخیر الوریٰ والسلام علیک یا نور ھدیٰ

ابیات

یاحبیبی سیدی درماندہ ام	مرکب اندر حرص عصیاں راندہ ام
رحمۃ للعالمینی یارسول	ہم شفیع المذنبینی یا رسول
مشکلم پیش است من در بیکسی	یارسول اللہ مارا تو بسی
یا محمد لطف آمد عام تو	بس بود مارا محمد نام تو
احمدا جز تو شفیعم نیست کس	یارسول اللہ بفریادم برس
الصلوٰۃ والسلام تاقیام	بر محمد آل واصحابش تمام

اس آخر بیت کو تین بار تکرار کرے بار دوم میں بجائے لفظ تمام کے عظام بار سوم میں کرام پڑھے۔ اسکے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (گیارہ) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (سات بار) یا شیخ عبد القادر

شیئً للہ (سات بار) آیۂ کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُقْبِلِيْنَ اِلَى الرَّسُوْلِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ (ایکبار) حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (۷ بار) درود سات بار پڑھکر پھر حَسْبِيَ اللّٰهُ الخ سات بار درود سات بار پڑھکر قصیدہ متبرکہ باتعوذ و تسمیہ شروع کرے۔ اس قصیدہ میں (۱۹) بیت ایسے ہیں جنکو تین تین مرتبہ تکرار کرکے ایکبار درود اور ایک بار یہ پنجابی ابیات پڑھے۔

ابیات

ہوں عاجز بیچارہ تیرے دامن لگیاں کا شرم توساتوں یا رسول

ہوں عاجز بیچارہ دست دیا ماندہ در تیرے تیں کھڑی پکاروں یا رسول

ملک سبع سموات در تیرے تیں کھڑی پکاروں دا آنگ نکیاں

میں کون بیچارہ یا رسول اللہ کوئی ذرہ بھیکیا ثنا اس روسیہ نوں یا رسول

ان (۱۹) ابیات کے منجملہ (۱) علتک حالی الخ (۲) من لی برد جماح الخ

(۳) یاخیر من یمم الخ (۴) ومن ھو الایة الکبری الخ (۵) سریت
من حرم الخ (۶) وبت ترقی الخ (۷) وقدمتک الخ (۸) وانت تخترق
(۹) حتی اذا لم تدع الخ (۱۰) خفضت کل مقام الخ (۱۱) کی ما تفوز
(۱۲) فحزت کل فخار الخ (۱۳) وجل مقدار الخ (۱۴) بشری لنا الخ
(۱۵) لما دعی اللہ الخ (۱۶) ان آت ذنبا الخ (۱۷) فان لی ذمة منہ
(۱۸) ان لم یکن فی معادی الخ (۱۹) یا اکرم الخلق الخ میں اور چہار
بیتوں میں صفات کی تبدیل کرنی چاہیئے۔ (۱) ھو الحبیب الذی مثل
ھو الشفیع۔ ھو الرحیم۔ ھو الکریم۔ ھو الرسول۔ ھو النبی
ھو النجی۔ ھو الصفی۔ ھو الغفور۔ ھو الشریف۔ ھو العظیم
ھو الرؤف ھو العزیز۔ ھو العلی۔ ھو الحکیم۔ ھو الحلیم
ھو العلیم۔ ھو السمیع۔ ھو البصیر۔ ھو السلیم۔ ھو الصبور
ھو الشکور۔ ھو الحمید۔ ھو المنیر۔ ھو اللطیف۔ ھو الخلیل
ھو الکلیم۔ ھو المسیح وغیرہ (۲) فمبلغ العلم فیہ
فمبلغ الفھم۔ ومبلغ الدرک۔ ومبلغ الفکر۔ ومبلغ الخوض
ومبلغ الذکر ومبلغ الوھم وغیرہ (۳) ومن تکن برسول اللہ

بحبیب اللہ ۔ بخلیل اللہ ۔ بکلیم اللہ ۔ بمسیح اللہ وغیرہ (۴)
یا اکرم الخلق ۔ یا اشرف الخلق ۔ یا ارحم الخلق ۔ یا اجود الخلق
یا احسن الخلق ۔ یا افضل الخلق ۔ یا اعظم الخلق ۔ یا اجمل الخلق
یا اکمل الخلق ۔ یا ارشد الخلق ۔ یا ازھد الخلق ۔ یا اصبر الخلق
یا اشکر الخلق ۔ یا احمد الخلق ۔ یا انور الخلق ۔ یا احلم الخلق
یا اعرف الخلق ۔ یا اسمع الخلق ۔ یا ابصر الخلق ۔ یا انفع الخلق
وغیرہ ۔ ان چار بیتوں میں ہر شعر کے بعد یہ دعا پڑھے ۔ اَسْتَنْصِرُ بِكَ
یا رَسُوْلَ اللہ ۔ یا خَلِیْلَ اللہ ۔ یا نَبِیَّ اللہ ۔ یا حَبِیْبَ اللہ ۔ وغیرہ
اور ختم کے بعد یہ دعا تین مرتبہ پڑھے ۔ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ یا خَیْرَ الْوَرٰی ۔
وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یا نُوْرَ الْھُدٰی اور درود ابراہیمی گیارہ بار پڑھے
اسکے بعد یہ ابیات پڑھے ۔

ابیات

یا الٰہ العالمین درماندہ ام	غرق خوں در خشک کشتی راندہ ام
درمیان راہ تنہا ماندہ ام	کس ندارم بے سرو پا ماندہ ام
دست من گیر و مرا فریاد رس	دست بر سر چند مالم چوں مگس

از در خویشم مگردان نا امید	ور ز لطفت سیاہم کن سفید
در سیہ آمد مرا رنگ ای حکیم	تو سپیدم کن چو مویم ای کریم
رہنمایم باش در دیوانم بشو	ور دو عالم تختہ جانم بشو
پردہ ستارہ از ما بر مگیر	باش تو در امتحاں ما را مجیر

اسکے بعد یہ درود وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ تین بار پڑھے وَاِلٰهِيْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَائِيْ
ضَاقَتِ الْمَذَاهِبُ اِلَّا اِلَيْكَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا لَدَيْكَ وَانْقَطَعَ
الرَّجَاءُ اِلَّا عَنْكَ وَبَطَلَ التَّوَكُّلُ اِلَّا عَلَيْكَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا
بِكَ وَلَا مَنَاصَ وَلَا مَفَرَّ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا
وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَبِحَقِّ كٓهٰيٰعٓصٓ
وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ تین بار پڑھکر فاتحہ بروح رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم و مصنف قصیدہ ہذا و دیگر مشائخ اہل اجازت گزرانے۔

طریق زکوۃ

کل ۱۲ ماہائے شمسی کے تین قسم ہیں جنکے منجملہ ۱۲ ماہائے ثوابت چہار ہیں جو جدول ذیل سے ظاہر ہونگے۔

مل	منقلب	فروردین	من ابتدائے ۲ فروری تا ۴ مارچ
ثور	ثابت	اردبہشت	۵ مارچ سے ۴ اپریل
وزا	ذوجسد	خرداد	۵ اپریل سے ۵ مئے
رطان	منقلب	تیر	۶ مئے سے ۵ جون
سد	ثابت	امرداد	۶ جون سے ۶ جولائی
سنبلہ	ذوجسد	شہریور	۷ جون سے ۶ اگسٹ
یزان	منقلب	مہر	۷ اگسٹ سے ۵ سپٹمبر
قرب	ثابت	آبان	۶ سپٹمبر سے ۵ اکٹوبر
وس	ذوجسد	آذر	۶ اکٹوبر سے ۴ نومبر تک
جدی	منقلب	دے	۵ نومبر سے ۳ ڈسمبر
دلو	ثابت	بہمن	۴ ڈسمبر سے ۲ جنوری
وت	ذوجسد	اسفندار	۳ جنوری سے یکم فروری

طریق زکوۃ یہ ہے کہ شروع ماہ ہائے ثوابت میں شب چہارشنبہ غسل کرکے لباس پہنے اور اچھی طرح عطر لگائے۔ ایک علیحدہ مکان میں جہاں کوئی نہو اور چراغ کی روشنی بھی نہ ہو اور جو پاک فرش سے آراستہ اور خوشبوے عطر و گل و بخور سے معطر کیا گیا ہو آٹا و گھی و شکر جو ایک شخص کی خوراک کے موافق ہو ساتھ رکھ کر بعد انقضائے نصف شب تجدید وضو کے ساتھ دو رکعت نماز نفل بہ نیت ہدیہ بطرف روح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سورۂ اخلاص ۳ بار بعد سورہ فاتحہ ادا کرے۔ اور سلام کے بعد درود تین بار یا بارہ بار پڑھ کر سر برہنہ بجلسہ نماز بیٹھے چادر گلے میں بطور خنق باندھے اور دل کو

دساوس وخطرات سے پاک کر کے بکمال خشوع وخضوع وادب وتضرع وحضور اس تصور کیساتھ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں حاضر ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمارہے ہیں اور قاری کے حال پر متوجہ ہیں۔ حضور اقدس کے جمال باکمال کی دید میں محو ہو کر یہ قصیدہ تین مرتبہ بیک جلسہ حسب ترتیب بالا پڑھے اسی طرح تا انقضاء ایام زکوٰۃ جو گیارہ شب ہیں پڑھے۔ ایک آدمی کی خوراک برابر آٹا وغیرہ ہر شب رکھنا اور ہر روز محتاج عیال دار کو دینا اولیٰ ہے۔ اگر گیارہ دنوں تک میسر نہ ہو تو تین روز تک رکھنا ضروری ہے۔ ان گیارہ دنوں تک قاری گوشت گاؤ ومچھلی وبہن وپیاز ومولی اور مجامعت سے پرہیز کرے اور حتی الامکان اکل حلال وصدق مقال کی کوشش کرے اگر ان ایام میں روزہ رکھے تو بہتر ہے ورنہ روزہ کی شرط نہیں ہے اور اس طرح ہر شب غسل کرے تو مناسب ہے مگر ابتدائی شب چہارشنبہ اور وسطی شب چہارشنبہ کا غسل ضروری ہے اور باقی راتوں میں بوقت قرأت تجدید وضو ضروری ہے۔ اگر ادائی زکوٰۃ لب آب میسر ہو تو بہتر ورنہ پڑھنے کیوقت ایک طشت پر آب پیش نظر رکھے۔ ادائی زکوٰۃ کے بعد حتی الامکان ورد ناغہ نہ کرے۔ اور بعذر علالت وغیرہ ناغہ ہو جائے تو قضا کرے۔ اگر بلا عذر ناغہ کرے تو تاثیر نہیں رہیگی پس چاہیئے کہ تجدید زکوٰۃ کر کے بلا ناغہ پڑھتے رہے

واللہ الموفق والمعین والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق محمد واٰلہ الطاہرین

دیگر طریق قرئت

دیگر طریق قرئت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ با تعوذ و تسمیہ ایک بار اور یَا حَبِیْبَ الْفَعَّالِ ذَالْمَنِّ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِہٖ بِلُطْفِہٖ یَا حَبِیْبُ یَا حَفِیْظَ الْحُفَّاظِ اُحْفُظْنَا بِکِلَائَتِکَ وَحِمَایَتِکَ یَا حَفِیْظُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اٰمِنٌ وَحِصَارُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قُفْلٌ وَمِسْمَارٌ ایک بار پڑھکر سیدھی جانب دوسرے بار پڑھکر بائیں جانب تیسرے بار پڑھکر سامنے کی طرف چوتھے بار پڑھکر پیچھے پانچویں بار پڑھکر اوپر کی طرف چھٹے بار پڑھکر نیچے کی طرف اور ساتویں بار پڑھکر اپنے نفس پر دم کرے۔ اور بکمال ادب وحضور قلب وخشوع وخضوع متوجہ بہ قبلہ ہوکر خود کو حاضر مجلس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تصور کر کے صلوٰۃ تنجینا (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) تیرہ بار اور درود خمسہ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ

مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ مِنَ
الْاَزَلِ اِلَی الْاَبَدِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ) ایک بار پڑھے۔
اور باتعوذ آیۂ کریمہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا
عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ایک بار۔ اور فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ تین بار تکرار کرکے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِحَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِكَ
اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیَقْضِیَ لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ایک بار
کہے۔ اسکے بعد باتسمیہ و تحمید و صلوٰۃ قرأت قصیدہ آغاز کرے۔ اول سے
آخر قصیدہ تک حاضر القلب رہے۔ جب بیت محمد سید الکونین پر پہنچے تو
تین بار یا پانچ بار یا سات بار تکرار کرکے درود خمسہ ایک بار پڑھکر سجدہ میں

رکھے کہ مطلوب کو باری تعالیٰ سے مانگے بیت الا التمست اور بیت

یا خیر من یمم اور بیت لما دعا اللہ اور بیت ومن تکن

برسول اللہ اور بیت ولن یضیق رسول اللہ میں بھی اسی طرح

عمل کرے اور بعد اتمام قرأت لقد جاء کم تا آخر ایک بار اور درود

خمسہ تین بار اور سورہ فاتحہ ایک بار پڑھ کر قرأت کا ثواب روح مقدس

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرکے اس کا ثواب آپکے ذریعہ سے

ارواح امام بوصیری ۔ صاحب قصیدہ و شیوخ خود کو بخشے ۔ فقط

تمت

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۲	طیہ	طیبہ	۲۲	۴	شیرنی	شیرینی
۴	۱۲	جانت	جانب	۲۳	۵	ضمیر فاعل	اوسکی ضمیر فاعل
۴	۱۴	قضیدہ	قصیدہ	۲۳	۱۳	ڈرانا	ڈرنا
۶	۴	زبادہ	زیادہ	۲۵	۱۲	خَالِفُ النَّفْسَ	خَالِفِ النَّفْسَ
۷	۸	وَمْعًا	دَمْعًا	۲۵	۱۳	فَاتَّہِم	فَاتَّہِمِ
۸	۱	نشانہ سرا	نشان سرا	۲۵ ۲۶	۶ ۶	نرہاں ام جنا	نہ ہاں جتنا
۹	۷	شکوک	اسقدر شوق	۲۸	۹	موتر	موثر
۹	۷	سقل	عقل	۲۸	۱۳	اَشْأَلُكَ	اَسْئَلُكَ
۱۱	۱۲	عشق	شخص	۲۹	۱۱	تَزَوَّدَتَ	تَزَوَّدْتُ
۱۲	۵	قبص	قبض	۳۲	۱	اِرَاءَتُ	اِرَائَتُ
۱۳	۱۳	پرہا	پڑھا	۳۴	۲	خیال	جبال
۱۴	۱۱	سرکے	کرے	۳۶	۱	الدُّنَیا	الدُّنیا
۱۵	۱	بمعص	بغض	۳۶	۳	ا۔کو	اونکو
۱۶	۲	غیرت	عزت	۳۶	۸	مفاع	مضارع
۱۷	۱۰	استفاذہ	استعاذۃ	۳۹	۴	تغصیل	تفضیل
۱۷	۱۱	غَوَابَتِہَا	غَوَایَتِہَا	۳۹	۱۳	سَیِّدَنا	سَیِّدِنَا
۱۸	۱	ضدمدایت	ضدِہدایت	۳۹	۱۵	الیفا	الیفا
۱۸	۶	موجائے	ہوجائے	۴۵	۱	کواسی	کو بھی اسی طرح
۱۹	۱۴	اہمال	اِہْمال	۴۵	۷	باری	بَارِیُ
۲۰	۶	ریگا	رہیگا	۴۵	۱۱	ہے	×
۲۰	۱۲	حُاضِر	جَاذِرُ	۴۶	۹	فجموهر	فَجُوھَرُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	نمبر	غلط	صحیح
۴۹	۱۳	حَدُّ	حَدُّ	۷۵	۲	زہنی	ذہنی
۵۰	۳	بوکنا	بولنا	۷۵	۵	الیضًا	الیضًا
۵۱	۴	اَمّارہ	اَمّارہ	۷۷	۳	غفہ	غصہ
۵۶	۶	حَقِیقَةُہٗ	حَقِیقَتُہٗ	۷۷	۹	ھُزن	حُزن
۵۶	۸	پاسکین	پاسکیں	۸۰	۲	دویتہ	رویۃ
۵۷	۱۰	وَاَنَّہُ	وَاَنَّہٗ	۸۰	۴	رانذار	اِنذار
۵۸	۱۰	نسبتی	نسبتے	۸۰	۱۴	احبار	اخبار
۵۹	۱	الیٰ	اِلیٰ	۸۱	۱۱	عَایَنُوا	عَایَنُوا
۵۹	۲	فَاِنّھما	فَاِنَّمَا	۸۱	۱۲	ھَنَم	صَنَم
۶۱	۱	غصا	عصا	۸۳	۱۲	الطَّال	اطلال
۶۲	۲	یُضِرْنَ اَنْوَارَھَا	یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا	۸۳	۱۳	بزدیات	بزیادت
۶۵	۸	ییں	ہیں	۸۹	۶	لا	لام
۶۶	۴	وَھُوَ	وَھُوَ	۹۲	۶	بُنَّةَ	نِسْبَةَ
۶۶	۱۲	اِن کو	اونکو	۹۶	۸	کہ	+
۶۸	۳	لِحیثُ	لِحَیثُ	۹۷	۷	عنکبون	عنکبوت
۶۸	۳	تویًا	تُرْبًا	۹۸	۱۳	وَاشْتَبَهَتْ	وَاشْتَجَرَتْ
۶۸	۳	اَعْطمہ	اَعْظمہ	۱۰۲	۱۳	حال	حالُ
۶۸	۱۱	لیکم	علیکم	۱۰۳	۴	نُبُوَت	نُبُوَّت
۶۹	۱۱	کو	تو	۱۰۴	۶	ہولیکی	ہونیکی
۷۳	۷	مُطلع	مُطّلع	۱۰۷	۱۳	پاشل	پاسیل
۷۳	۵	وَھُوَ	وَھُوَ	۱۰۸	۲	جَبُکتْ	سَکَتَتْ
۷۴	۱۴	آتش بارس	آتش فارس	۱۰۹	۱۲	ظُھوَدْ	ظُھُوْرْ
				۱۱۱	۴	مُنْتَضِم	مُنْتَظِم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۲	۴	تَطَاوِلَ	تَطَاوَلَ	۱۳۴	۲	مَن	مِّن
۱۱۳	۸	اسکے	اس کی	۱۳۴	۳	الْاَنِیقُ	الْاَنِیْقِ
۱۱۵	۸	یاایں	باایں	۱۳۴	۴	آنے	آتے
۱۱۸	۱۳	وسوز	واحد	۱۳۶	۴	ثنائی	ثنائی وحدانیت
۱۲۰	۱۲	محکمات	محکمات	۱۳۸	۷	رہتے	رہیے
۱۲۱	۴	مضاع	مُضَارِع	۱۳۸	۸	تحبۃ المسجد	تحیۃ المسجد
۱۲۱	۱۳	لڑاقران	جولڑاقرآن	۱۳۹	۱۲	مفتم	ہفتم
۱۲۱	۱۳	آکے	اسکے آگے	۱۴۱	۱	بدامش	بدامنش
۱۲۱	۱۴	تافیہ	نافیہ	۱۴۱	۲	بندہٗ	بندہ
۱۲۱	۱۴	خُوْرِبَتْ	حُوْرِبَتْ	۱۴۲	۱۳	لم ترزم	لَمْ تَرُمْ
۱۲۱	۱۴	باگیدیگر	بایکدیگر	۱۴۳	۵	نسب	نصب
۱۲۳	۱	مُعَارِضِهِمَا	مُعَارِضِهَا	۱۴۵	۱۰	الطّباقَ	الطّباقِ
۱۲۳	۳	کردے	کردیں	۱۴۷	۱۲	حب	حبّ
۱۲۴	۹	ہیں	میں	۱۴۹	۹	الْعُیُوْنِ	الْعُیُوْنِ
۱۲۴	۱۱	کثیرہ	کثیرۃ	۱۴۹	۱۴	ای	ای کی
۱۲۵	۲	بالسّام	بالسَّآم	۱۵۰	۳	ہے	سے
۱۲۷	۶	وِزدِهَا	وِرْدِهَا	۱۵۱	۶	جُزت	حُجْزَت
۱۲۹	۱۵	بموجب	بموجب	۱۵۴	۲	پاکرم	بِاَکْرَمِ
۱۳۱	۸	ظاہرکرتا ہے	ظاہرکرتی ہے	۱۵۴	۹	بجزار	جزاء
۱۳۱	۱۴	الحاذِقِ الفهم	الحاذِقَ الفهم	۱۵۵	۳	گنجہائۃ	کنبائۃ
۱۳۳	۳	ہے	نہیں	۱۵۵	۶	راعت بہ	راعت کا
۱۳۳	۵	ستائفہ	مستانفہ	۱۵۵	۶	آیا	آئی
۱۳۳	۱۰	شیریں	شیریں	۱۵۵	۷	بغتۃ	بغتۃ [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۶	۱۳	راجع دعدی	راجع بہ عدی	۱۷۱	۷	مھنم	ھم
۱۵۷	۹	قصاب	قصاب	۱۷۲	۲	خبیر	خبر
۱۵۷	۱۴	مصوب	منضوب	۱۷۳	۳	شگومہ	شگوفہ
۱۶۰	۲	سائحتھم	سائحتُھُم	۱۷۳	۵	وقابیت	جو قابلیت
۱۶۰	۳	بکلِ	بِکُلِّ	۱۷۳	۷	لضنم	بالضنم
۱۶۰	۱۰	قرم	قرَم	۱۷۳	۱۱	تحنیف	تخفیف
۱۶۱	۴	بموج	بِمُوج	۱۷۵	۱	احزام	بحزام
۱۶۱	۱۱	ادیان	مادیان	۱۷۵	۱۴	نہیے	تمھے
۱۶۲	۱	المطام	التطام	۱۷۷	۲	نصرن	نصرت
۱۶۳	۹	ہے	بہر	۱۷۷	۱۰	مفینہ نے جو	سفینہ نے جو
۱۶۳	۱۱	معروت	معروف	۱۷۸	۴	غیر	غیّر
۱۶۳	۱۴	رحم	رحیم	۱۷۹	۱۲	منظفہ	مظفر
۱۶۴	۷	اسلام	اسلام	۱۸۱	۳	بلاعت	بلاغت
۱۶۵	۷	الیم	ایم	۱۸۲	۱۰	محض	محض
۱۶۵	۹	سلام	اسلام	۱۸۳	۳	عُمِرِ	عُمِرِ
۱۶۶	۵	رائی	رائی	۱۸۴	۱	برباد	برباد
۱۶۷	۵	دیر ہے ہیں	دیر ہی ہیں	۱۸۴	۴	عواقبہٗ	عواقبُہٗ
۱۶۷	۱۴	قصول	فصول	۱۸۵	۴	قلاوہ	قلادہ
۱۶۷	۱۴	تقسیم کئے ہیں	تقسیم کی ہیں	۱۸۶	۱۴	شاھدُو	شاھدُوا
۱۶۸	۱	ج	ربیع	۱۸۹	۲	بمنصرم	بِمُنصَرِم
۱۶۹	۳	لامیے	لانبے	۱۹۰	۳	کافی ہے	کافی ہیں
۱۷۰	۶	البحظ	الخط	۱۹۱	۴	حدیت	حدیث
[illegible]	۱۰	سُمُر	سُمُر	۱۹۱	۱۳	موتے	ہونے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط
۱۹۳	۸	احترامْ	احترام	۲۰۵	۷	لبو-
۱۹۴	۸	وِجدِان	وِجُدان	۲۰۵	۹	
۱۹۶	۳	سببیہ	سببیہ	۲۰۶	۲	
۱۹۶	۱۱	ذات	ذات تشخص کے	۲۰۶		
۱۹۸	۹	تبنیٰ	تبنّیٰ			
۱۹۸	۹	مُحل	مُکل			
۲۰۱	۱۰	مابعد				

عشاق حبیب خدا کو مژدہ

یہ وہ قصیدہ بردہ ہے جو مدحت رسول صلعم خدا میں فصاحت و بلاغت
عربی زبان کا بہترین نمونہ اور دینی و دنیوی برکات کا سرچشمہ ہے جسکے بدولت زندگی
یں حاصل ہوتی ہیں طالبہ کو فصاحت و بلاغت عربی میں ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ عشاق زیارت
بان آمائے رسول خدا سے مشرف ہوتے ہیں مرضاء کو شفاء کاملہ حاصل ہوتی ہے حل مشکلات
جات کیلئے بے نظیر وظیفہ ہے۔

ف ہیچمدان نے عام فہم عبارت میں اس کے عوامق و غوامض حل کرنے کی اس ترجمہ
شش کی ہے کہ ہر شخص نہایت آسانی سے اس قصیدہ کے معارف و مطالب بخوبی سمجھ سکے۔
اصل قصیدہ کے مستعملہ الفاظ ہی برتے گئے ہیں جو زبان اردو میں رائج ہیں اور غیر مروجہ الفاظ
م فہم مترادف الفاظ لائے گئے ہیں تاکہ حتی الامکان قصیدہ متبرکہ کے برگزیدہ الفاظ
ہی کے ورد زبان رہیں۔ شائقین مولف سے طلب فرما سکتے ہیں۔

ت فی نسخہ مجلد دو روپیہ چھ آنے عہ غیر مجلد دو روپیہ دو آنے عہ

المؤلف
محمد اسد اللہ حسین قادری منتظم نظامت پٹہ سرکار عالی
گلباغ رزیڈنسی۔ حیدرآباد دکن